حکمت نامہ

امام حسین علیہ السلام

جلد اول

مؤلف

حجۃ الاسلام والمسلمین محمد محمدی ری شہری

مترجم

مولانا اطہر علی مطہری

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ۔ لاہور

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں۔

نام کتاب .... حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام

مؤلف .... حجۃ الاسلام والمسلمین محمد محمدی ری شہری

مترجم .... مولانا اطہر علی مطہری

اردو تصحیح ونظر ثانی .... مجاہد حسین حر

کمپوزنگ .... قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس۔ کراچی

طبع .... اول

ناشر .... مصباح القرآن ٹرسٹ

تعداد 1000

قیمت ....500 روپے

ملنے کا پتہ

مصباح القرآن ٹرسٹ

۲۴۔ الفضل مارکیٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

انتساب

میں اپنی مختصر سی کوشش کو بہ دست ادب

سالار شہدا، امام العارفین حضرت امام حسین علیہ السلام

کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

امید ہے کہ

بارگاہ باب الحوائج میں

یہ نذرانہ قبول ہو۔

اطہر علی مطہری

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلام:

لَا اَفْلَحَ قَوْمٌ اشْتَرَوْا مَرْضَاةَ الْمَخْلُوقِ[1] بِسَخَطِ الْخَالِقِ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

جو قوم، خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی خوشنودی حاصل کرے وہ کامیاب نہیں ہوسکتی ہے۔

---

[1] عوالم: ۱۷/۲۳۴؛ مقتل خوارزمی: ۱/۲۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ محسن ملت سید صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ کی ان صدقاتِ جاریہ میں سے ہے جس سے لوگ تا قیامت استفادہ کرتے رہیں گے اور موصوف کے درجات عالیہ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ مصباح القرآن ٹرسٹ نے تراجم و تفاسیر قرآن سے کام شروع کیا اور پھر ہر وہ کتاب جس کی ملت کو ضرورت تھی شائع کی انشاء اللہ العزیز شائع کرتا رہے گا۔

موجودہ کتاب ''حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام'' حجۃ الاسلام والمسلمین محمد محمدی ری شہری کی تالیف ہے یہ کتاب عربی و فارسی دونوں زبانوں میں شائع ہو چکی ہے اس کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی احادیث اور آپ کے کلمات و جملات اور آپ کی زبان مبارک پر جاری ہونے والے اشعار کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں احادیث کے عربی متن کو اعراب کے ساتھ رکھا گیا ہے تاکہ طلاب و مقررین کرام اور خطبائے عظام کے لئے ایک سہولت ہو۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ آپ کو پسند آئے گی۔

یاد رہے کہ مصباح القرآن ایک خود مختار ادارہ ہے اس کے بانی محسن ملت مرحوم حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید صفدر حسین نجفیؒ تھے انہوں نے اس ادارہ کا ایک الگ ٹرسٹ تشکیل دیا تھا جو پہلے دن سے اپنے اخراجات کا خود انتظام کرتا ہے۔

مصباح القرآن نے اپنی تمام کتابیں آپ کے استفادہ کے لئے انٹرنیٹ پر دے دی ہیں۔ ایڈریس ہے:

wabesites: www.misbahulqurantrust.com

EMail Add: misbahulqurantrust@yahoo.com

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کہیں خامی دیکھیں یا کمی محسوس کریں تو ہمیں مطلع ضرور فرمائیں ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ ادارہ کی ترقی اور اس کے بانی محسن ملت سید صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کے طالب ہیں۔

ادارہ

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

عرض مترجم

حمد وتعریف ہے اس مالک کائنات رب العزت کی جس نے اس حقیر کوتوفیق دی کہ آیت اللہ محمد محمدی ری شہری کی کتاب ''حکمت نامہ امام حسینؑ'' کے ترجمہ کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں ۔ میں اپنی سی کوشش کی ہے کہ ترجمہ کو آسان، آسان فہم اور سلیس اردو میں رکھوں اور غیر مانوس الفاظ سے پرہیز کیا جائے البتہ اس بات کا فیصلہ تو قارئین کرام ہی کریں گے کہ ہم اپنی کوشش میں کس حد کامیاب ہوئے ہیں۔

آخر میں برادر محترم مجاہد حسین حرؔ صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری ہمت افزائی اور معاونت فرمائی۔ خداوند عالم ہم سب کو دین کے راستے پر گامزن فرمائے۔

اطہر علی مطہری قم المقدس

بروز جمعہ ۱۷ مئی ۲۰۱۳ء

بمطابق ۶ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

قارئین سے التماس

کتاب کی تصحیح اپنے آخری مراحل میں تھی کہ ہمارے والد محترم چوہدری غلام قادر ولد رحمت علی تقریباً ایک دس سال کی عمر میں اس دار فانی سے دارِ اخرت کی طرف کوچ کر گئے ان کی صحت اب بھی بہت اچھی تھی اور اپنے پیروں پر چلتے پھرتے وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے اگرچہ یہ صدمہ ہمارے لئے بہت ہی بڑا تھا لیکن یہ قانون خدا ہے کہ ہر ایک کو ایک دن یہ دنیا چھوڑ دینا ہے۔ سو وہ بھی چلے گئے۔ ہمارے والد گرامی ہمارے خاندان میں در آل محمد علیہم السلام پہ آنے والے پہلے فرد تھے اور خود اپنی تحقیق و مطالعہ سے وہ اس در کی طرف آئے اور ساری زندگی ذکر آل محمد علیہم السلام دین مبین اسلام کی خدمت کر کے گزار دی۔ شیخ امین ساعتی صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے حکم دیا کہ مصباح القرآن ٹرسٹ کی کسی کتاب کا انتساب ان کے نام لکھوں لیکن کتاب پر انتساب مصنف اور مترجم کا حق ہوتا ہے لہٰذا انتساب تو مترجم کی طرف سے میں صرف قارئین سے اتنی گزارش کروں گا کہ اپنی دعاؤں میں انہیں یاد رکھیں۔

مجاہد حسین حرّ

تقریظ

از حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ شبیر حسن میثمی

فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

حُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام.

حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

''حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام'' نام ہی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کو نصیحت آموز کلمات، جملات خطبات، خطوط اور اشعار کے مجموعے پر مشتمل ہونا چاہئے۔ اور ہے بھی ایسا ہی محقق دوراں آیت اللہ محمد محمدی ری شہری کی یہ کتاب بھی ان کی دیگر کتب کی طرح ایک علمی ذخیرہ اور محبت امام حسین علیہ السلام کا ثبوت ہے۔

جناب مولانا اطہر علی مطہری نے ایک اچھی کوشش کی ہے اور کتاب کو آسان فہم بنایا ہے۔ اگرچہ قلم نیا ہے لیکن جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ نے اردو کی تصحیح کر کے اگر کوئی کمی وغیرہ تھی تو اس کو دور کر دیا ہے۔ خداوندعالم ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور دین خدا کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

مصباح القرآن کے کارکنان خاص طور پر شیخ امین ساعتی لائق صد تحسین ہیں کہ جو دن رات دین مبین کی اشاعت میں کوشاں ہیں اور عوام تک علمی خیرہ پہنچا رہے ہیں۔

خداوندعالم مصباح القرآن ٹرسٹ کے بانی حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی نور اللہ مرقدہ کی روح کو جوار معصومین علیہم السلام میں جگہ عنایت فرمائے اور اس ادارے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

طالب دعا

شبیر میثمی

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

لِلسَّلَامِ سَبْعُونَ حَسَنَةً

تِسْعٌ وَّ سِتُّونَ لِلْمُبْتَدِئِ وَوَاحِدَةٌ لِّلرَّآدِّ۔ [1]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

سلام میں ستر (۷۰) نیکیاں ہیں،

جو سلام کرے گا اسے اُنہتر (۶۹) نیکیاں ملیں گی،

اور سلام کا جواب دینے والے کو صرف ایک نیکی ملے گی۔

---

[1] تحف العقول: ص۱۷۷؛ بحار الانوار: ۸؍۱۲۰

فہرست

تقریظ -- 9

مقدمہ --25

زیارتِ جامعہ --25

امام حسین علیہ السلام کی علمی میراث ---26

اہل بیت علیہم السلام پر سب سے مشکل دور ---26

حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام ---27

درآمد --29

قرآن و حدیث میں حکمت ---30

حکمت کے اقسام --30

(۱) حکمت علمی ---30

(۲) حکمت عملی ---31

(۳) حکمت حقیقی --31

پہلا باب: عقلی اور علمی حکمتیں --33

پہلی فصل: عقل ---35

خلقتِ عقل ---35

عاقل کی صفت --37

جو چیز عقل کے کمال کا سبب ہے ---37
عقل اولیاء الٰہی ---38
الفصل الثّانی: العلم والحکمۃ ---39
دوسری فصل: علم اور حکمت ---39
وجوبِ تحصیل علم ---39
طالبعلم کی فضیلت ---39
عالم کی فضیلت ---40
عالم کی نشانی ---41
معرفت میں علم کا کردار ---41
معرفت میں زہد کا اثر ---42
معرفت کا حجاب ---42
استاد اور رہنما کی فضیلت ---43
محافظانِ قرآن کی فضیلت ---45
آیاتِ قرآن کی قسمیں ---46
بغیر علم کے قرآن کے بارے میں نظریہ دینا ---47
کچھ آیات کی تفسیر یا تاویل ---48
الف۔ سورۂ حمد ---48
ب۔ آیہ ''ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ'' ---55
ج۔ آیۃ ''ھَلْ جَزاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ'' ---56
د۔ آیۃ ''وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ'' ---56
ہ۔ آیۃ ''وَشَاہِدٍ وَّمَشْھُوْدٍ'' ---57
حافظانِ حدیث کی فضیلت ---58
اولاد کو حکمت کی تعلیم ---62
الفصل الثّالِثُ: الیقین ---66

تیسری فصل: یقین ---------- 66
دوسرا باب: اعتقادی حکمتیں ---------- 69
الفصل الأوّل: معرفة الله ---------- 71
پہلی فصل: معرفتِ خدا ---------- 71
علم کی بنیاد ---------- 71
خدا کا قلعہ ---------- 72
فلسفہ خلقت ---------- 73
معرفت خدا کی طرف رہنمائی ---------- 74
بندوں کا محبوب خدا ہے ---------- 77
شہودی معرفت ---------- 78
صفاتِ خدا کی معرفت ---------- 82
صفت (صَمَد) کی معنی ---------- 87
خدا کی وحدانیت کے قائل شخص کی جزاء ---------- 89
عارف کی صفت ---------- 90
وہ چیز جو خدا نہیں رکھتا، نہیں جانتا اور اس کے پاس نہیں ---------- 90
الفصل الثّانی: الإیمان والإسلام ---------- 92
دوسری فصل: ایمان اور اسلام ---------- 92
ایمان کے معنی ---------- 92
اسلام اور ایمان کے درمیان فرق ---------- 93
اسلام کی بنیاد ---------- 94
غربت اسلام ---------- 95
مسلمانوں کے بہترین اسلام ہونے کی نشانی ---------- 95
ایمان کی مضبوطی کا سبب ---------- 96
مکمل ایمان کی نشانیاں ---------- 96

دین میں زبردستی نہیں ---98
دین میں قیاس کرنا حرام ہے --99
شرعی دشواری کا میزان --100
الفصل الثّالِثُ : القضاء والقدر --101
تیسری فصل : قضا اور قدر --101
قضاء اور قدر پر ایمان واجب ہے --101
قضاء اور قدر کی اقسام --102
کاموں میں قضا وقدر کا اثر --105
نہ جبر ہے نہ ہی تفویض ---105
سعادت کے اسباب --106
قدر سے باخبر ہونے کا نتیجہ ---107
قضاء الٰہی، ضرور واقع ہوگی ---108
قضا پہ راضی رہنا --112
سیرت اہل بیت --113
الفصل الرّابِعُ : الرّجعۃ ---116
چوتھی فصل : رجعت ---116
الفصل الخامِسُ : الآخرۃ ---118
پانچویں فصل : آخرت --118
آخرت کی یاد ---118
دنیا کی فنا اور آخرت کی بقاء --119
موت کی صفت ---122
مومن کی موت ---123
موت کے وقت رونا --124
عمل کا گھر ---125

موت کے بعد سب سے پہلا سوال ---------- 126
جس چیز کا قیامت میں سوال ہوگا ---------- 127
دنیا میں واپس آنے کی رغبت نہ رکھنا ---------- 127
برزخ میں چھوٹے بچوں کو دودھ پلانا ---------- 129
جنت کی قیمت ---------- 130
جن لوگوں کی جنت مشتاق ہے ---------- 131
عمل، عمل کرنے والے کی طرف واپس آئے گا ---------- 133
تجسم اعمال ---------- 133
تیسرا باب: عقائد اور سیاست کے بارے میں حکمتیں ---------- 135
پہلی فصل: امامت ---------- 137
رہبروں کے اقسام ---------- 137
ہدایت والے رہبر کی صفت ---------- 141
معاشرے میں رہبریت کا کردار ---------- 142
الفصل الثّانی: الأمّة ---------- 144
دوسری فصل: امت ---------- 144
امت کے ہلاک ہونے اور ہلاک نہ ہونے کے اسباب ---------- 144
امت کی ذلت کا سبب ---------- 145
اس امت کی مشکلات میں سے ---------- 148
امت کے متحد ہونے کے مفہوم سے غلط مطلب نکالنا ---------- 150
نبی کے بعد، امت میں تفرقہ ---------- 151
امت کا فاسد ہونا ---------- 153
الفصل الثّالثُ: أہل البیت ---------- 154
تیسری فصل: اہل بیت علیہم السلام ---------- 154
اہل بیت علیہم السلام کے فضائل ---------- 154

صفاتِ اہل بیت علیہم السلام -- 158
زُہد اہل بیتؑ -- 162
علوم اہل بیت علیہم السلام کے سرچشمہ کے بارے میں -- 163
محبت اہل بیت علیہم السلام -- 164
ولایت اہل بیت علیہم السلام -- 173
اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ نیکی -- 174
اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ توسل -- 174
اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی -- 175
الفصل الرّابعُ: امّ الأئمّۃ من أہل البیت -- 178
چوتھی فصل: ائمہ کی ماں، اہل بیت علیہم السلام سے ہے -- 178
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی، فاطمہؑ کے فضائل -- 178
وفات فاطمہؑ -- 180
غسل و کفن فاطمہ سلام اللہ علیہا -- 182
فاطمہؑ اپنے بابا کے پاس شکایت لے کر جائیں گی -- 183
فاطمہؑ کا محشور ہونا -- 183
الفصل الخامس: اِمامۃ أہل البیت -- 188
پانچویں فصل: امامت اہل بیت علیہم السلام -- 188
امامتِ اہل بیت علیہم السلام پر استدلال -- 188
امامؑ کا اہلبیت سے ہونا ضروری ہے -- 195
اہل بیت علیہم السلام کی اطاعت واجب ہے -- 196
اہل بیت علیہ السلام کی امانت دائمی ہے -- 197
اہل بیت علیہم السلام میں سے اماموں کی تعداد -- 198
امامت امیر المومنین علیہ السلام -- 206
نکتہ -- 211

امام حسین علیہ السلام کیلئے امامتِ حسن علیہ السلام -- 211
نو اماموں کا باپ -- 212
اس امت کا قائم -- 215
مہدی علیہ السلام کی صفات --- 218
مہدیؑ، فاطمہ کی نسل سے ہے -- 220
زمانہ غیبت میں صبر کی فضیلت --- 221
ظہور (امام) مہدی علیہ السلام کی نشانیاں --- 222
(امام) مہدی علیہ السلام کے مددگار --- 222
(امام) مہدی علیہ السلام کی حکومت کا زمانہ -- 223
دو اماموں کی رفتار میں فرق کا راز -- 223
الفصل السادس: شیعۃ أہل البیت -- 227
چھٹی فصل: اہل بیت علیہم السلام کے شیعہ -- 227
اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کی فضیلت -- 227
اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کے مصائب -- 230
جو شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کی تکذیب -- 233
الفصل السابع: مواجہۃ الامام الحسین معاویۃ --- 235
ساتویں فصل: امام حسین علیہ السلام اور معاویہ -- 235
معاویہ کے ساتھ بیعت کو توڑنے سے امامؑ کا انکار -- 235
جو چیز ان سے صلح کے بارے میں روایت کی گئی ہے --- 237
معاویہ کی صفت -- 239
معاویہ کے خلاف امامؑ کے احتجاجات -- 240
امام و معاویہ کے درمیان خطوط --- 245
دشمنی خدا کے لئے -- 250
آٹھویں فصل یزید کی بیعت -- 251

یزید کی صفات ---------- 251
یزید کی بیعت سے امام علیہ السلام کا انکار ---------- 252
نویں فصل: یزید کے خلاف قیام کرنے کے اسباب ---------- 254
سنت اور دین کی نشانیوں کو زندہ کرنا ---------- 254
امر بہ معرف اور نہی عن المنکر ---------- 256
دین کی مدد کے لئے قیام کرنا ---------- 258
خدا کی بارگاہ میں عذر پیش کرنا ---------- 260
ظلم وستم کے ساتھ مبارزہ ---------- 261
دسویں فصل: خاموشی کے مشورہ کو ٹھکرانا ---------- 263
گیارہویں فصل: امام کی باتیں کربلا میں ---------- 266
دس محرم کی رات امام علیہ السلام کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ باتیں کرنا ---------- 266
عاشورہ کی رات امام علیہ السلام کی اپنی بہن سے گفتگو ---------- 270
عاشورہ کے دن امام علیہ السلام کی کچھ باتیں ---------- 273
دشمنوں پر حجت تمام کرنا ---------- 276
امامؑ کا عمر سعد کے ساتھ کلام کرنا ---------- 285
اپنے دشمنوں کے آئندہ کے بارے میں خبر دینا ---------- 287
بارہویں فصل: صبر کے بارے میں امام کے اقوال ---------- 289
صبر کی تلقین ---------- 289
اپنے اصحاب کو صبر کی تلقین ---------- 290
اپنے بیٹے علی اکبر کو صبر کی تلقین ---------- 291
اپنی بہن کو صبر کی تلقین ---------- 292
اپنے اہل بیت کو صبر کی تلقین ---------- 293
تیرہویں فصل: امام کی باتیں ساتھیوں کی وفاداری کے بارے میں ---------- 294
امام کے ساتھیوں کی وفاداری ---------- 294

عمرو بن قرظہ انصاری کی وفاداری -- 296
چودہویں فصل --- 297
وہ خواب جو اہل بیتؑ اور انکے دشمنوں کے آئندہ کے بارے میں ہیں ---------------------------------- 297
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب --- 297
حضرت علی علیہ السلام کا خواب --- 298
امام حسین علیہ السلام کے خواب -- 299
الف: امامؑ کا خواب معاویہ کی ہلاکت کے بارے میں ہے-- 299
ب: مدینے سے نکلتے وقت امام کا خواب -- 299
ج: کربلا میں امام علیہ السلام کا خواب -- 304
د: عاشور کے دن سے پہلے امام علیہ السلام کا خواب -- 305
پندرھویں فصل: امام کی کرامات اور دعا کا قبول ہونا-- 309
طواف میں ایک شخص کے ہاتھ کو بچانا --- 309
خشک خرما کے درخت کا سبز ہوجانا --- 310
مردہ کو زندہ کرنا-- 311
کنویں کے پانی میں برکت کا آجانا --- 313
فرزند کی ولادت --- 314
اعرابی کی کھوئی ہوئی چیز کے بارے میں رہنمائی -- 316
اعرابی کے مجنب ہونے کی خبر دینا-- 316
عبادتی حکمتیں--- 319
پہلی فصل: عبادت -- 321
عبادت کا ثمرہ -- 321
عبادت کی قسمیں -- 321
عبادت کے قبول ہونے کی شرط -- 322
سچی بندگی--- 323

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کی کثرت ---------- 324
دائمی اطاعت کا ارادہ ---------- 324
اطاعت پر بھروسہ کرنے کی مذمت ---------- 325
دوسری فصل: اذان ---------- 326
اذان کہنے کی شروعات کا حکم ---------- 326
اذان کی تفسیر اور معنی ---------- 329
بچے کے کان میں اذان کہنا ---------- 335
بداخلاق کے کان میں اذان کہنا ---------- 336
سردی کے اثر کو ختم کرنے کے لئے اذان کہنا ---------- 336
تیسری فصل: وضو اور نماز ---------- 337
اہل بیت کی نگاہ میں، نعلین پر مسح کا جائز نہ ہونا ---------- 337
نماز کا وقت ---------- 338
نمازوں کی پابندی پر رغبت دلانا ---------- 339
ہر نماز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قنوت ---------- 340
مغرب وعشاء کے درمیان نماز ---------- 340
نماز میں امام علیہ السلام کا حضور قلب ---------- 341
نماز اور تلاوت قرآن سے محبت ---------- 341
امام علیہ السلام کی آخری نماز ---------- 343
نماز صبح کی تعقیب کا ثواب ---------- 344
مریض شخص کی نماز ---------- 344
نماز حاجت ---------- 346
منافق کی نمازِ جنازہ پڑھنا ---------- 347
چوتھی فصل: روزہ ---------- 349
روزے کا راز ---------- 349

روزہ دار کا تحفہ -- 349
سحری کھانے کی فضیلت -- 350
کھجور سے افطار -- 351
رجب اور شعبان کے روزے کی فضیلت -- 351
روزِ جمعہ کا روزہ -- 352
پانچویں فصل: حج، عمرہ اور طواف -- 353
حج کو ترک کرنے کی مذمت -- 353
بغیر قتل والا جہاد -- 353
وہ چیز جو احرام والے شخص پر حرام ہے -- 354
حج کے مہینوں میں عمرہ -- 355
بارش میں طواف -- 356
چھٹی فصل: جہاد -- 357
جہاد کی قسمیں -- 357
جہاد کی طرف دعوت -- 358
جنگ حنین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے -- 359
جنگ کی شروعات سے نفرت کرنا -- 360
جنگ میں فریب دینا -- 361
بیعت توڑنے والوں (ناکثین) کے ساتھ جنگ -- 361
عورتوں سے جہاد کا ختم ہو جانا -- 365
جو چیز شہادت کے حکم میں ہے -- 366
ساتویں فصل: خمس اور زکوٰۃ -- 366
آٹھویں فصل: امر بالمعروف ونہی عن المنکر -- 368
"امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کا فرض ہونا -- 368
ایک گروہ کے کام پر راضی رہنا، اسکے ساتھ شریک ہونے کے برابر ہے -- 369

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بارے میں امام علیہ السلام کا خطبہ -- 370
نویں فصل: قرآن پڑھنا -- 376
تلاوت قرآن کی فضیلت -- 376
بسم اللہ، پڑھنے کی فضیلت -- 378
آیت الکرسی کے پڑھنے کی فضیلت -- 379
دسویں فصل: ذکر اور دعا -- 381
یاد خدا کی تشویق -- 381
ذکر کرنے والے سے پہلے اس کو خدا یاد کرتا ہے -- 382
دعا کرنے کا ادب -- 383
حمد وتعریف کرنے کا ادب -- 383
قبولیت دعا کی شرائط -- 384
نیا لباس پہنتے وقت کی دعا -- 385
درد ختم کرنے کی دعا -- 387
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا -- 390
اچھے اخلاق اور نیک اعمال کے بارے میں امام کی دعا -- 390
قنوت میں امام علیہ السلام کی دعا -- 391
نماز وتر میں امام کی دعا -- 394
نماز طواف کے بعد امام علیہ السلام کی دعا -- 395
تعقیب نماز میں دعا -- 396
نیک فرزند طلب کرنے کے بارے میں امام علیہ السلام کی دعا -- 397
سجدہ میں امام علیہ السلام کی دعا -- 398
بارش طلب کرنے کے بارے میں امام کی دعا -- 399
دشمنوں کو دور کرنے کے لئے امام علیہ السلام کی دعا -- 401
ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو امام علیہ السلام کی تسبیح -- 402

آخرت کی رغبت کے لئے امام علیہ السلام کی دعا ---------- 404
عرفہ کے دن امام علیہ السلام کی دعا ---------- 404
دعائے عرفہ کے اضافی جملوں کی کچھ وضاحت ---------- 430
صبح وشام کے وقت امام علیہ السلام کی دعا ---------- 431
دعائے عشرات ---------- 433
سوار ہوتے وقت کی دعا ---------- 440
دعائے فرج ---------- 441
قرض ادا ہونے کی دعا ---------- 442
غرق ہونے سے بچنے کے لئے دعا ---------- 443
گناہ میں گرفتار جوان کی دعا ---------- 444
عاشور کے دن امام علیہ السلام کی دعائیں ---------- 458
الف: جنگ کے آغاز کی دعا ---------- 458
ب: وہ دعا جو امام علیہ السلام نے اپنے فرزند کو سکھائی ---------- 459
ج: حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے وقت امام علیہ السلام کی دعا ---------- 460
د: کمسن بچے کی شہادت کے وقت، امام علیہ السلام کی دعا ---------- 461
ہ: حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام کی شہادت کے وقت امام علیہ السلام کی دعا ---------- 462
و: امام کی پیشانی پر تیر لگتے وقت کی دعا ---------- 462
ز: امام کی آخری دعا ---------- 463
جن لوگوں کے لئے امام علیہ السلام نے دعا کی ---------- 464
الف: ام وھب ---------- 464
ب: جون (سیاہ غلام) ---------- 465
ج: سیف بن حارث اور مالک بن عبد بن سریع ---------- 466
یزید بن زیاد کے لئے امام علیہ السلام کی دعا ---------- 467
گیارہویں فصل: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنا ---------- 467

جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد آئے تو درود پڑھنے کی تاکید -- 467
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰت بھیجنے کا ادب -- 468
بارہویں فصل: خدا کا گھر -- 469
خدا کا مہمان -- 469
مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دعا -- 469
مسلسل مسجد میں جانے کی برکتیں -- 470
مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھنے کی فضیلت -- 471
مسجد الحرام میں امام باقر علیہ السلام کا اپنے دادا حسین علیہ السلام کو یاد کرنا--- 472
حجر اسود کو بوسہ دینا -- 473
تیرھویں فصل: کسب حلال -- 473
کسب حلال کے بارے میں تاکید -- 473
تجارت کے بارے میں تاکید-- 474
تجارت کی برکت -- 474
خرید کے وقت قیمت کم کروانا-- 475
بہترین مال-- 476
چودھویں فصل: انفاق -- 477
انفاق کی طرف رغبت -- 477
تم اپنے مال کو کھاؤ اس سے قبل کہ تم کو کھا جائے -- 478
خدا کی اطاعت میں بخل -- 478
انفاق کے لئے لوگوں میں سے سزاوار شخص-- 479

مقدمہ

اہل بیت علیہم السلام کی بڑی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ وہ آخری نبیؐ کے علم اور حکمت کے وارث بلکہ سارے انبیاء کے وارث ہیں [1] اسی وجہ سے وہ حکمت الٰہی کے مظہر اور تجلی اور حکمت والوں کی بنیاد ہیں۔ امام علی علیہ السلام اہل بیت علیہم السلام کی صفات کے بارے میں فرماتے ہیں [2] خبردار! جس علم کے ساتھ آدمؑ زمین پر آئے اور آخری نبی تک انبیاء کو جس چیز کے ذریعے فضیلت دی گئی، وہ (سب کچھ) آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں ہے۔ بس تم لوگ کون سے غلط راستے کی طرف جا رہے ہو؟ امام صادق علیہ السلام اسی بارے میں فرماتے ہیں [3] ہم نبوت کے شجر، رحمت کے گھر، حکمت کی چابیاں اور علم کی کان ہیں۔

زیارتِ جامعہ

جو امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے اور اس کے ذریعے سب اماموں کی زیارت ہوتی ہے۔ میں آیا ہے (۴) خدا کا درود و سلام ہو معرفت الٰہی کے جگہوں پر اور خدا کی برکت کی جگہوں پر اور خدا کی حکمت کی کانوں پر۔ [4] مگر افسوس کہ

---

[1] ر.ك: دانش نامه امير المؤمنين علیہ السلام: ج10 ص33 (جايگاه علمى). نيز، ر.ك: اهل بيت در قرآن و حديث: ج1 ص253 (علم اهل بيت)، ص181 (جانشينان خدا)، ص183 (جانشينان پيامبر).

[2] تفسير العيّاشى: ج1 ص102 ح300 عن مسعدة بن صدقة عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، الاحتجاج: ج1 ص367 ح64 نحوه، بحار الأنوار: ج2 ص100 ح59.

[3] الكافى: ج1 ص221 ح3، بصائر الدرجات: ص77 كلاهما عن خيثمة، بحار الأنوار: ج26 ص245 ح8. نيز، ر.ك: دانش نامه عقايد اسلامى: ج3 ص481 (نمونه هاى والاى دانش حكمت/آل محمّد).

[4] تهذيب الأحكام: ج6 ص96 ح177.

اسلامی معاشرے کے سیاسی حالات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسے ہوگئے کہ لوگوں کو موقع نہ مل سکا کہ اہل بیت علیہم السلام کی حکمت کے سرچشمہ سے ویسے فائدہ اٹھا سکیں جیسے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ اسی وجہ سے ان کی بہت سی علمی میراث کم ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی علمی میراث

امام حسین علیہ السلام ان اماموں میں سے ایک ہیں جن کے امامت کے عرصہ میں سیاسی شرائط اپنے بھائی امام حسنؑ کی طرح ایسے ہوگئے کہ ان کی علمی میراث زیادہ نہیں ہے یہاں تک کہ علامہ سید محمد حسین طباطبائیؒ کی نظر میں ان سے ایک فقہی حدیث بھی نقل نہیں ہوئی ہے۔[1] اگر چہ اس بات میں کسی حد تک مبالغہ نظر نہیں آرہا ہے لیکن ہماری تحقیق بھی کافی حد تک اسی بات کی تائید کرتی ہے۔

اہل بیت علیہم السلام پر سب سے مشکل دور

معاویہ اور اس کے بیٹے یزید کا حکومتی دور، رسالت کے خاندان پر سب سے مشکل وقت تھا۔ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی امامت تقریباً دس سال (سال ۵۱ کے صفر مہینے سے ۶۱ ہجری کے محرم تک) چلی اور ان دس سال میں سے نو سال سے زیادہ معاویہ کی حکومت کے زمانے میں تھا۔

معاویہ نے خاندانِ رسالت کی محبوبیت کے سیاسی اور اجتماعی حالات کو جو معمولاً اسلامی معاشرے میں پھیل رہے تھے، ختم کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونواسے (امام حسن اور امام حسین علیہما السلام) سے لوگوں کے میل جول پر بہت سختی کی۔ اس نے اہل بیت علیہم السلام کا پیچھا کرنا، آزار و قتل کرنے کا حکم دینے کے علاوہ اہل بیت علیہم السلام کو شہری حقوق سے محروم کیا۔ یہاں تک کہ ان کا بیت المال سے حصہ بھی ختم کردیا۔ یہ معاویہ کا خطرناک قدم اس کے علاوہ کہ اصلی اسلامی اور سیاسی حکومت پر ایک وار تھا۔ اسلام کے حقیقی معارف اور مرکز پر ہلاک کرنے والی ضربت بھی تھا۔ اور دوسری طرف سے معاویہ نے حدیث کو نہ لکھنے کا حکم صادر کر کے جھوٹی داستانیں اور عجیب و غریب قصے ان لوگوں کے ذریعہ جامعہ اسلامی میں لائے جو نئے مسلمان ہوئے تھے[2]

---

[1] سر گذشت شهيد جاويد، رضا استادى: ص535 (بخش ضميمه: رساله علم/علاّمه طباطبائى).

[2] ر.ك: الموضوعات، ابن الجوزى: ج1 ص29، الوضع فى الحديث: ج1 ص273، 279، الموضوعات فى الآثار والأخبار: ص 153.

معاویہ نے برحق علماء جن میں سرفہرست اہل بیت علیہم السلام ہیں، کو پیچھے ہٹانے کے لئے بہت ہی کوشش کی، دین کو مٹانے والی سیاست اتنی آگے بڑھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو مٹانے پر قدم بڑھانے لگا کیونکہ اذان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سننے سے معاویہ کو تکلیف ہوتی تھی۔ اسی لئے اذان کی بناوٹ میں جعلی احادیث کو عام کرنے کی کوشش کی تاکہ اس جگہ میں کوئی اور چیز لانے کے لئے جگہ بنائے۔ مگر اہل بیت علیہم السلام کے طریقہ کار کے ہوتے ہوئے معاویہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا۔

واضح بات ہے کہ ایسے سیاسی ماحول میں بہت کم ہے کہ کوئی امام حسین علیہ السلام یا ان کے بھائی سے حدیث سن کر یا نقل کر کے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال دے۔

البتہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امامؑ کے علم اور حکمت کے دریا سے سیراب ہونے کا راستہ بند ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امامؑ کے خاص اور نزدیکی ساتھی بالخصوص امام حسین علیہ السلام کے بعد والے امام (آپ کا بیٹا زین العابدینؑ) نے ان سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں۔ جن میں سے کچھ ہم تک پہنچی ہیں۔ لیکن امام رضاؑ سے منقول حدیث کی بناء پر یہ ہے کہ عام لوگوں (غیر شیعہ) نے سوائے ایک جگہ کے آپؑ سے اور حضرت کے بھائی سے ایک مسئلہ تک نہیں لیا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اہل سنت میں سے کسی نے امام حسن اور حسین علیہما السلام سوائے اس مسئلہ کے نقل ہو کہ نماز عصر اور نماز صبح کے بعد نماز طواف واجب میں نماز پڑھنا جائز ہے۔[1]

حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام

حکمت نامہ امام حسین علیہ السلام ایک جدید کوشش ہے امامؑ کے نورانی اقوال کو جمع کرنے کے بارے میں شیعہ اور اہل سنت کی احادیث کی کتابوں سے، جس کو جدید طریقے اور آسان سمجھ کے طریقہ کے ساتھ دس فصلوں میں ان حکمتوں کے ساتھ جو خود امامؑ سے نقل ہوئی ہیں۔ کچھ وہ احادیث بھی لائی گئی ہیں جو بغیر واسطے یا واسطے سے آپ نے اپنے بابا امام علی علیہ السلام سے یا نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب امام حسین علیہ السلام کے علم کا حصہ ہے جو نتیجے تک پہنچنے سے پہلے اور چونکہ اس کا مستقلاً استعمال ہے۔

اسی لئے اس کو جداگانہ طور پر پڑھنے والوں کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔ میں ادھر ضروری سمجھتا ہوں۔ موسئہ علوم و معارف حدیث کے ان سب فضلاء کا شکریہ ادا کروں۔ جنہوں نے اس قیمتی کتاب کو لکھنے میں میری مدد کی۔

---

[1] ر.ك: دانش نامه میزان الحكمه: ج2ص 354.352 (مدخل «اذان»).

بالخصوص محقق آقا سید محمود طبا طبائی نژاد اور سید روح اللہ طبا طبائی کا شکر گزار ہوں۔ اسی طرح محقق آقائی عبدالہادی مسعوی کے ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں جس نے فارسی میں اس کتاب کا بہترین ترجمہ کیا اور خدا سے ان سب کے لئے نیک پاداش کا سوال کرتا ہوں۔

محمد محمدی ری شعری آزر ماہ

۱۳۸۴ دس ذی العقدہ ۱۴۲۶

درآمد

لغت میں حکمت کا لفظ حَکَم سے نکلا ہے جس کے معنی منع ہے کیونکہ حکم اور عادلانہ فیصلہ ظلم کے لئے مانع ہے۔ اسی طرح گھوڑے اور دوسرے حیوانات کی لگام کو حَکَمہ کہا جاتا ہے کیونکہ حیوان کو مہار کرنے والا اور مانع ہے اور علم کو حکمت کا نام دینا بھی اسی بنیاد پر ہے کیونکہ جہالت کے لئے مانع بنتا ہے [۱] اسی طرح ہر وہ چیز جس پر کسی کا نفوذ نہ ہوسکے اسی پر مُحکَم کی صفت صدق کرتی ہے [۲]

تفسیر روح المعانی میں آلوسی نے حکمت کے لفظ کو واضح کرنے کے لئے کتاب البحر سے نقل کیا ہے: حکمت کی معنی کے بارے میں علماء کے ۲۹ قول ہیں جو ایک دوسرے کے نزدیک ہیں اور کچھ علماء نے ان معانی میں سے اکثر کو اصطلاحی سمجھا ہے جس کے قائل نے حکمت کے مہم مصداق کو کافی سمجھا ہے اور اسی کو ہی حکمت کی معنی میں لایا ہے وگرنہ احکام کے مصدر سے ہے جس کا معنی علم، گفتار اور کردار یا ان سب میں مضبوطی ہے۔ اسی بنیاد پر خود لفظ حکمت کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حکمت کا لفظ ایک قسم کی مضبوطی کی حکایت کررہا ہے اور ہر مضبوط چیز اور اثر قبول نہ کرنے والی چیز چاہے وہ مادی ہو یا معنوی پر صدق آتا ہے [۳]

---

[۱] ابن فارس می گوید: حا و کاف و میم، یک ریشه اند و به معنای منع. معنای نخستِ آن، «حکم» است که جلو گیری از ستم است. لگام چارپا را از این جهت «حُکَمَة» گفته اند که بازدارنده آن است. حکمت هم در قیاس با آن، مانع از جهل است (معجم مقاییس اللّغة: ج2 ص91).

[۲] در الصحاح (ج5 ص1902) در معنای «أحکَمتُ شَیئا فَاُحکِمَ» آمده است: چیزی را استوار کردم و آن هم استوار شد؛ یعنی پابرجا و محکم شد.

[۳] روح المعانی: ج3 ص41.

قرآن وحدیث میں حکمت

حکمت کا لفظ قرآن میں بیس مرتبہ آیا ہے اور قرآن میں ۹۱ بار خدا نے اپنی تعریف حکمت کی صفت سے کی ہے۔[1] اسلامی کتابوں میں اس لفظ کے استعمال کی مقامات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے حکمت کی معنی قرآن اور حدیث میں یہ ہے:

انسانیت کے بلند درجے اور مقصد تک پہنچنے کے لئے علمی، عملی اور روحانی مضبوط مقامات، حکمت کی تفسیر میں جو احادیث اسلامی آئی ہیں وہ حقیقت میں اس کلی تعریف کا مصداق ہیں۔

حکمت کے اقسام

جو کچھ حکمت کی کلی تعریف میں ہم نے ذکر کیا ہے۔حکمت قرآن اور حدیث کی نگاہ میں تین قسم پر مشتمل ہے۔

(۱)حکمتِ علمی

(۲)حکمتِ عملی

(۳)حکمتِ حقیقی۔

لفظ حکمت کی یہ تقسیم اور نام رکھنا قرآن اور احادیث اسلامی میں اس لفظ کو استعمال کرنے کے مقامات سے ہاتھ آئی ہیں۔حکمت علمی، عملی اور حقیقی تینوں سیڑھی کے مضبوط پلے کی طرح ہے۔جن میں سے ایک پر قدم رکھنے سے انسانیت کے کمال تک بلندی ملتی ہے۔ یہ بات توجہ کے قابل ہے کہ اس حکمت کے پہلے پلے (یعنی حکمت علمی) کی بنیاد اللہ کے بھیجے ہوئے بندوں نے رکھی۔ دوسرے پلے (یعنی حکمت عملی) کو انسان ہی کو بناتا ہے اور جب دوسرے تک انسان پہنچ گیا تو آخری پلہ جو انسان کامل کا مرتبہ ہے۔اور حکمت حقیقی ہے خود خدا تیار کرتا ہے ابھی ان تین اقسام کی مختصر سی وضاحت:

(۱) حکمت علمی

حکمت علمی کا مقصد ہر وہ علم یا معرفت ہے جو انسان کامل کے مرتبے تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے۔دوسرے

---

[1] .صفت «حکیم» در قرآن، 36 بار همراه با صفت «علیم»، 47 بار با صفت «عزیز»، چهار بار با صفت «خبیر» و یک بار همراه هر یک از صفات «توّاب»، «حمید»، «علیّ» و «واسع» آمده است.

لفظوں میں یہ کہ عقائد والے علم کو حکمت کہتے ہیں۔ اور اخلاق اور اعمال والے علم کو بھی حکمت کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم مختلف قسم کی ہدایت چاہے وہ ہدایت اعتقادی ہو یا اخلاقی یا عملی کو پیش کرنے کے بعد ان سب کو حکمت کا نام دیتا ہے۔

یہ سب حکمتیں ہیں جو آپ کے خدا نے آپ پر وحی کی ہیں۔ [١]

حکمت کا یہ معنی اور مفہوم انبیاء الٰہی کو بھیجنے کا پہلا مقصد ہے۔

قرآن کریم نے بہت سی آیات میں اس بات پر تاکید کی ہے ان میں سے یہ آیت بھی ہے یقینا خدا نے صاحبان ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیت الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے [٢]۔

(٢) حکمت عملی

حکمت عملی ایک عملی کام ہے انسان کامل کے مقام تک پہنچنے کے لئے۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں وہ علم اور وہ عمل جو انسان کے تکامل کے لئے مقدمہ ہو اس کو حکمت کہا گیا ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ علم تکامل کا پہلا قدم ہے اور عمل اس کا دوسرا قدم ہے۔ وہ احادیث جو حکمت کی تفسیر، خدا کی اطاعت، لوگوں کے ساتھ مواسات، گناہوں سے دوری اور فریب سے پرہیز کرنے کے بارے میں لائی گئی ہیں وہ حکمت عملی کی طرف اشارہ ہے۔

(٣) حکمت حقیقی

حکمت حقیقی اُس نورانیت اور معرفت کا نام ہے جو زندگی میں حکمت عملی کو استعمال کرنے سے انسان کے لئے حاصل ہوتی ہے۔ حقیقت میں حکمت علمی، حکمت عملی کا مقدمہ اور حکمت عملی، حکمت حقیقی کی شروعات ہے اور انسان جب حکمت عملی کے اسی مرتبے تک نہ پہنچے وہ حقیقی حکیم نہیں ہے اگرچہ وہ حکمت کا بہت بڑا استاد ہو۔

حقیقت میں، حکمتِ حقیقی علم کا جوہر اور علم کا نور اور نورانی علم ہے۔ اسی وجہ سے علم حقیقی کی خصوصیات اور آثار اس پر رونما ہوتی ہیں۔ کہ ان آثار میں سے سب سے بڑا اہم اثر خدا سے خوف ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

---

[١] ر.ك: اسراء: آیه39.

[٢] آل عمران: آیه164. نیز، ر.ك: بقرة: آیه129 و151، جمعه: آیه2.

بندگان میں سے فقط علماء ہی ہیں جو خدا سے خوفزدہ ہیں۔[۱] یہ اثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں بھی بالکل حکمت حقیقی کے بارے میں آیا ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

ہر حکمت کی بنیاد خدا کا خوف ہے[۲]

حکمت حقیقی ایک قسم کا عقلانی جاذبہ ہے اور جو خواہشات نفسانی کی ضد ہے کہ انسان کے اندر جتنا حکمت حقیقی کا اضافہ ہوگا اتنا ہی انسان میں خواہشات نفسانی کمزور ہوتی جائیں گے یہاں تک کہ بالکل ختم ہوجائیں گی۔ اسی حالت میں مکمل طور پر عقل زندہ ہوجائے گی اور انسان کی مہار اپنے ہاتھ میں لے گی اور اس کے بعد انسان کے اندر ایسی چیز نہیں رہے گی جو غلط کام انجام دینے پر ابھارے۔ نتیجے میں حکمت عصمت کے ساتھ ہوجائے گی اور آخر میں حکیم اور حقیقی عالم کی سب صفات اسی آدمی کے لئے حاصل ہوجائیں گی اور علم وحکمت کے بلند مرتبے سے خود شناسی، خدا شناسی، امامت اور رہبری کے بلند مقامات تک پہنچ جائیں گے[۳] اسی بنیاد پر انبیاء الٰہی اور ان کے اوصیاء۔ جو حکمت علمی اور عملی اور حکمت حقیقی کے بلند درجے پر فائز ہیں۔ خدا کی طرف سے ان کو حکم ہے کہ انسانی معاشری کو علم اور حکمت سکھائیں۔

---

[۱] فاطر: آیه28.

[۲] الفردوس: ج2ص193 ح2964عن أنس بن مالك, كنز العمّال: ج3ص141 ح5872.

[۳] ر.ك: دانش نامه عقايد اسلامي: ج2ص353 بخش پنجم: حكمت.

البابُ الأَوَّلُ: الحکم العقليّة والعلميّة

پہلا باب: عقلی اور علمی حکمتیں

قَالَ رَجُلٌ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ:

يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! أَنَا مِنْ شِيعَتِكُمْ

قَالَ: اتَّقِ اللهَ وَلَا تَدَّعِيَنَّ شَيْئًا يَقُولُ اللهُ لَكَ

كَذِبْتَ وَفَجَرْتَ فِي دَعْوَاكَ!

إِنَّ شِيعَتَنَا مَنْ سَلِمَتْ قُلُوبُهُمْ مِنْ كُلِّ غِشٍّ

وَغِلٍّ وَدَغَلٍ وَلٰكِنْ قُلْ:

أَنَا مِنْ مَوَالِيكُمْ وَمُحِبِّيكُمْ۔[1]

ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فرزند رسول خداؐ! میں آپ کا شیعہ ہوں۔

فرمایا: خدا سے ڈرو! ایسا دعویٰ نہ کرو کہ خدا یہ کہہ دے:

تم جھوٹ بول رہے ہو اور اپنے دعویٰ میں گناہ کر رہے ہو!

ہمارے (حقیقی) شیعہ وہ لوگ ہیں جن کے دل ہر قسم کی خیانت و کدورت اور حیلہ سے پاک صاف ہوں۔

ہاں! (شیعہ کے بجائے) یہ کہو کہ میں آپ کا دوستدار اور چاہنے والا ہوں۔

---

[1] بحارالانوار:۶۸/۱۵۶

الفصل الأوَّلُ: العقل

پہلی فصل: عقل

1/1

خِلقَةُ العَقلِ

خلقتِ عقل

1. الخصال بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه أمير الم قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: إنَّ اللهَ عز و جل خَلَقَ العَقلَ مِن نورٍ مَخزونٍ مَكنونٍ في سابِقِ عِلمِهِ الَّذي 1 لَم يَطَّلِع عَلَيهِ نَبِيٌّ مُرسَلٌ ولا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ، فَجَعَلَ العِلمَ نَفسَهُ، وَالفَهمَ روحَهُ، وَالزُّهدَ رَأسَهُ، وَالحَياءَ عَينَيهِ، وَالحِكمَةَ لِسانَهُ، وَالرَّأفَةَ هَمَّهُ [1]، وَالرَّحمَةَ قَلبَهُ. ثُمَّ حَشّاهُ وقَوّاهُ بِعَشَرَةِ أشياءَ: بِاليَقينِ، وَالإِيمانِ، وَالصِّدقِ، وَالسَّكينَةِ، وَالإِخلاصِ، وَالرِّفقِ، وَالعَطِيَّةِ، وَالقُنوعِ، وَالتَّسليمِ، وَالشُّكرِ. ثُمَّ قالَ عز و جل: أدبِر، فَأَدبَرَ، ثُمَّ قالَ لَهُ: أقبِل، فَأَقبَلَ، ثُمَّ قالَ لَهُ: تَكَلَّم. فَقالَ: الحَمدُ للهِ الَّذي لَيسَ لَهُ ضِدٌّ ولا نِدٌّ، ولا شَبيهٌ ولا كُفوٌ، ولا عَديلٌ ولا مِثلٌ، الَّذي كُلُّ شَيءٍ لِعَظَمَتِهِ خاضِعٌ ذَليلٌ. فَقالَ الرَّبُّ تَبارَكَ وتَعالى: وعِزَّتي وجَلالي ما خَلَقتُ خَلقًا أحسَنَ مِنكَ، ولا أطوَعَ لي مِنكَ، ولا أرفَعَ مِنكَ، ولا أشرَفَ مِنكَ، ولا أعَزَّ مِنكَ، بِكَ أُؤاخِذُ وبِكَ أُعطي، وبِكَ أُوَحَّدُ وبِكَ أُعبَدُ، وبِكَ أُدعى وبِكَ أُرتَجى وبِكَ أُبتَغى، وبِكَ أُخافُ وبِكَ أُحذَرُ، وبِكَ الثَّوابُ وبِكَ العِقابُ. فَخَرَّ العَقلُ عِندَ ذلِكَ ساجِدًا، فَكانَ في سُجودِهِ ألفَ عامٍ.

---

[1] في معاني الأخبار: «فمه» بدل «همّه».

فَقالَ الرَّبُّ تَبارَكَ وتَعالى: إرفَع رَأسَكَ وسَل تُعطَ، وَاشفَع تُشَفَّع. فَرَفَعَ العَقلُ رَأسَهُ فَقالَ: إلهي أسأَلُكَ أن تُشَفِّعَني فيمَن خَلَقتَني فيهِ. فَقالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ لِمَلائِكَتِهِ: اُشهِدُكُم أنّي قَد شَفَّعتُهُ فيمَن خَلَقتُهُ فيهِ[1]

۱) کتاب خصال کی سند کے ذریعے ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے (نقل کیا کہ) نبی اکرمؐ نے فرمایا: خدا نے عقل کو ایسے نور سے پیدا کیا جو خدا کے ازلی علم میں تھا جس کا نہ بھیجے گئے رسولوں کو پتہ، نہ ہی مقرب فرشتگان کو پتہ ہے، علم کو عقل کی جان اور جسم بنایا، فہم کو اس کی روح، زہد کو اس کا سر حیاء کو اس کی آنکھیں، حکمت کو اس کی زبان، رحمدلی کو اس کا منہ اور رحمت کو اس کا دل بنایا۔ پھر خدا نے عقل کو دس طاقتور صفات سے مضبوط بنایا۔ (وہ دس یہ ہیں)۔ یقین، ایمان، سچائی، سکون، خلوص، مواسات، بخشش، قناعت، تسلیم ہونا، اور شکر گزاری کے ساتھ۔

پھر خدا نے عقل کو کہا: پیچھے آؤ تو وہ واپس آیا اور پھر حکم دیا: آگے جاؤ تو وہ آگے گیا،

خدا نے اسے کہا: بات کرو

بس اس نے جواب دیا: تعریف ہے اس خدا کی جس کی نہ ضد ہے نہ ہی برابری، نہ ہی اس کا کوئی مثل ہے نہ ہی اس کا کوئی برابر ہے۔ اس کی عظمت کے سامنے ہر چیز خاضع ہے۔

پس خدا نے کہا: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم تم سے زیادہ بہترین کسی اور کو خلق نہیں کیا جو تم سے زیادہ میرا فرمانبردار ہو۔ نہ ہی تم سے زیادہ شریف اور عزیز کسی اور کو پیدا کیا۔ تیری وجہ سے عذاب اور ثواب دوں گا اور تیرے ذریعے ہی میں اکیلا سمجھا جاؤں گا اور میری عبادت بھی تیری وجہ سے ہوگی اور تیرے ذریعہ ہی مجھے پکارا جائے گا اور تیرے ذریعے ہی امید کی جائے گی اور تیرے ذریعے ہی ڈھونڈا جاؤں گا اور تیرے ذریعے ہی (لوگ) مجھ سے خوف کھائیں گے اور ثواب وعذاب بھی تیرے ذریعے ہوگا۔ اس وقت عقل نے سجدہ کیا اور ہزار سال تک سجدے میں رہا۔

خدا نے اسے کہا: اپنا سر اٹھاؤ اور جو تجھے مانگنا ہے مانگ۔ دیا جائے گا اور شفاعت کرو، شفاعت ہوجائے گی۔

عقل نے اپنا سر بلند کیا اور کہا ہے: اے میرے خدا! تجھ سے میں یہ مانگتا ہوں کہ ہر اس آدمی کی شفاعت

[1] الخصال: ص 427 ح 4 عن يزيد بن الحسن عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام. معاني الأخبار: ص 313 ح 1 عن يزيد بن الحسين الكحّال عن أبيه عن الإمام الكاظم عن آبائه عنه عليهم السلام. الأمالي للطوسي: ص 542 ح 1164 عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام نحوه. بحار الأنوار: ج 1 ص 107 ح 3.

جس کے اندر تو نے مجھے رکھا ہے۔

بس خدا نے اپنے فرشتوں سے کہا: تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کی ہر عاقل کے لئے شفاعت قبول کی۔

1/2

صِفَةُ العاقِلِ

عاقل کی صفت

2.نزهة الناظر عن الإمام الحسين عليه السلام: إذا وَرَدَت عَلَى العاقِلِ لَمَّةٌ[1]، قَمَعَ الحُزنَ بِالحَزمِ، وقَرَعَ العَقلَ لِلِاحتِيالِ[2]،[3]

۲) نزھۃ الناظر میں ہے امام حسین علیہ السلام سے: جب عقل پر کوئی مشکل آتی ہے تو وہ غم کو دور اندیشی سے دور کرتا ہے اور عقل کے ذریعے چارہ جوئی کرتا ہے۔

1/3

ما يوجِبُ كَمالَ العَقلِ

جو چیز عقل کے کمال کا سبب ہے

3.نزهة الناظر: تَذاكَروا العَقلَ عِندَ مُعاوِيَةَ، فَقالَ الإمامُ الشَّهيدُ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليهما السلام: لا يَكمُلُ العَقلُ إلّا بِاتِّباعِ الحَقِّ. فَتَبَسَّمَ مُعاوِيَةُ لَهُ وقالَ: ما في صُدورِكُم إلّا شَيءٌ واحِدٌ[4]

۳) نزھۃ الناظر: معاویہ کے پاس عقل کی بات آئی۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: عقل اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک حق کی پیروی نہ کرے۔ معاویہ ہنس کر بولا: آپ کے سینے میں تو ایک ہی چیز ہے۔

---

[1] اللَّمَّة: الشدّة. والملمّة: النازلة الشديدة من شدائد الدهر ونوازل الدنيا (لسان العرب: ج12 ص550 «لمم»).
[2] الاحتيال: الحذق وجودة النظر والقدرة على التصرّف (القاموس المحيط: ج3 ص363 «حول»).
[3] نزهة الناظر: ص84 ح13.
[4] نزهة الناظر: ص83 ح12، أعلام الدين: ص298، بحار الأنوار: ج78 ص127 ح11.

1/4

عُقولُ أولياءِ اللهِ

عقل اولیاء الٰہی

4.مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام.فی وَصفِ أولياءِ اللهِ:.وجَعَلتَ عُقولَهُم مَناصِبَ أوامِرِكَ ونَواهيكَ، فَأَنتَ إذا شِئتَ ما تَشاءُ حَرَّكتَ مِن أسرارِهِم كَوامِنَ ما أبطَنتَ فيهِم، وأبدَأتَ مِن إرادَتِكَ عَلى ألسِنَتِهِم ما أفهَمتَهُم بِهِ عَنكَ في عُقودِهِم، بِعُقولٍ تَدعوكَ وتَدعو إلَيكَ بِحَقائِقِ ما مَنَحتَهُم بِهِ[1]

۴) منہج الدعوات: (اولیاء الٰہی کے بارے میں) امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے: تو نے ان کی عقل کو اپنے امر اور نہی کا محور قرار دیا ہے اور جب بھی کوئی چیز چاہو تو اس کے اندر سے پوشیدہ انگیزے کو حرکت میں لاؤ اور اپنا ارادہ ان کو سمجھاؤ اور زبان پر لاؤ۔ اس عقل کے ساتھ جس کے ذریعے تجھے بلاتے ہیں اور جو حقیقتیں تو نے ان کو دی ہیں، تیری طرف ہی دعوت دیتی ہیں۔

[1] مهج الدعوات: ص68. بحار الأنوار: ج85 ص214 ح1.

الفصل الثّانی: العلم والحکمة

دوسری فصل: علم اور حکمت

2/1

وُجوبُ طَلَبِ العِلمِ

وجوبِ تحصیل علم

5.المعجم الأوسط عن محمّد بن عبد الله بن حسین عن عل قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: طَلَبُ العِلمِ فَريضَةٌ عَلى كُلِّ مُسلِمٍ[1]

۵) معجم الأوسط میں محمد بن عبداللہ بن حسین کے ذریعے امام سے نقل ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (۳)

2/2

فَضلُ طالِبِ العِلمِ

طالبعلم کی فضیلت

6.الأمالی بإسناده عن الإمام الحسین عن أبیه علیهما ال قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: طالِبُ العِلمِ بَينَ الجُهّالِ كَالحَيِّ بَينَ الأَمواتِ[2]

---

[1] المعجم الأوسط: ج2ص 297 ح 2030، المعجم الصغیر: ج1ص 29، تاریخ بغداد: ج5ص 204؛ الأمالی للطوسی: ص487 ح1069 وص 569 ح 1176، عدّة الداعی: ص 63 کلّها عن محمّد بن علیّ بن الحسین بن زید عن الإمام الرضا عن أبیه عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج1ص 172 ح 26.

[2] الأمالی للطوسی: ص 577 ح 1191 عن حمزة بن حمران عن الإمام الصادق عن أبیه عن جدّه علیهم السلام، الأمالی للمفید: ص 29 ح 1 عن هارون بن عمرو المجاشعی عن الإمام الصادق عن آبائه علیهم السلام عنه ﷺ وفیه «العالم» بدل «طالب العلم»، بحار الأنوار: ج1ص 181 ح 71.

٦) امالی ، شیخ طوسی مین ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسے ہے جیسے مُردوں میں زندہ انسان۔

7.الاختصاص عن أبي حمزة الثمالي عن عليّ بن الحسين عن: وَاللهِ، ما بَرَأَ اللهُ مِن بَرِيَّةٍ أفضَلَ مِن مُحَمَّدٍ ومِنّي ومِن أهلِ بَيتي، وإنَّ المَلائِكَةَ لَتَضَعُ أجنِحَتَها لِطَلَبَةِ العِلمِ مِن شيعَتِنا[١]

٧) کتاب اختصاص میں ابوحمزہ ثمالی نے امام سجاد علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ خدا کی قسم، خدا نے محمدؐ اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سے بہتر کوئی اور مخلوق پیدا نہیں کی ہے۔ بغیر شک کے، فرشتے اپنے پر ان ہمارے شیعہ کے پیروں کے نیچے بچھاتے ہیں جو علم کی تلاش میں ہیں۔

2/3

فَضلُ العالِمِ

عالم کی فضیلت

8.الأمالي بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام: سَمِعتُ أميرَ المُؤمِنينَ عليه السلام يَقولُ: المُلوكُ حُكّامٌ عَلَى النّاسِ وَالعِلمُ حاكِمٌ عَلَيهِم، وحَسبُكَ مِنَ العِلمِ أن تَخشَى اللهَ، وحَسبُكَ مِنَ الجَهلِ أن تُعجَبَ بِعِلمِكَ[٢]

٨) امالی شیخ طوسی میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: علی علیہ السلام فرماتے ہیں: بادشاہ لوگوں کے حاکم ہیں اور علم بادشاہوں کا حاکم ہے۔ تیرے علم کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم خدا سے ڈرو اور تیری جہالت کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ تم اپنے علم پر عجب کرو۔

---

[١] الاختصاص: ص234، بحار الأنوار: ج1 ص181 ح69.

[٢] الأمالي للطوسي: ص56 ح78 عن داوود بن سليمان الغازي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص287 ح34، بحار الأنوار: ج2 ص48 ح7.

2/4

عَلامَةُ العالِمِ

عالم کی نشانی

9.تحف العقول عن الإمام الحسين عليه السلام: مِن دَلائِلِ العالِمِ انتِقادُهُ لِحَديثِهِ، وعِلمُهُ بِحَقائِقِ فُنونِ النَّظَرِ[١]

٩) تحف العقول میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: عالم کی نشانی یہ ہے کہ اپنی بات کو واضح کرے اور مناظرے کے فن سے باخبر ہو۔

10.محاضرات الأُدباء عن الإمام الحسين عليه السلام: لَو أنَّ العالِمَ كُلَّما قالَ أحسَنَ وأصابَ، لَأَوشَكَ أن يُجَنَّ مِنَ العُجبِ، وإنَّمَا العالِمُ مَن يَكثُرُ صَوابُهُ[٢]

١٠) محاضرات الادباء میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: اگر عالم کی سب باتیں صحیح ہوتی تو ممکن تھا وہ عجب سے دیوانہ ہوجائے بلکہ عالم وہ ہے جس کی صحیح باتیں زیادہ ہوں۔

2/5

دَورُ العِلمِ فِي المَعرِفَةِ

معرفت میں علم کا کردار

11.أعلام الدين عن الإمام الحسين عليه السلام: العِلمُ لِقاحُ المَعرِفَةِ[٣]

١١) اعلام الدین امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ: علم معرفت کو پروان چڑھاتا ہے۔

---

[١] تحف العقول: ص248، بحار الأنوار: ج78 ص119 ح14.

[٢] محاضرات الأُدباء: ج1 ص50.

[٣] أعلام الدين: ص298، نزهة الناظر: ص88 ح28 وفيه «ذرأ الله العلم....»، بحار الأنوار: ج78 ص128 ح11.

2/6

دَورُ الزُّهدِ فِي المَعرِفَةِ

معرفت میں زہد کا اثر

12.حلية الأولياء بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ ب قال رسول الله ﷺ: مَن زَهِدَ فِي الدُّنيا عَلَّمَهُ اللهُ تَعالى بِلا تَعَلُّمٍ، وهَداهُ بِلا هِدايَةٍ، وجَعَلَهُ بَصيراً، و كَشَفَ عَنهُ العَمى [1]

۱۲) حلیۃ الأولیاء کی سند سے امام حسینؑ نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کی دنیا کی طرف رغبت ختم ہوجاتی ہے تو خدا اسے بغیر سیکھنے کے بھی علم عطا کرتا ہے اور بغیر (کسی) ہدایت والے کے اسے ہدایت کرتا ہے اور اس کی بصیرت کو بڑھاتا ہے اور اس کی جاہلت کو ختم کرتا ہے۔

2/7

حِجابُ المَعرِفَةِ

معرفت کا حجاب

13.مقتل الحسين عن عبد الله بن الحسن: لَمّا عَبَّأَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ أصحابَهُ لِمُحارَبَةِ الحُسَينِ عليه السلام ورَتَّبَهُم في مَراتِبِهِم، وأقامَ الرّاياتِ في مَواضِعِها، وعَبَّأَ الحُسَينُ أصحابَهُ فِي المَيمَنَةِ وَالمَيسَرَةِ، فَأَحاطوا بِالحُسَينِ مِن كُلِّ جانِبٍ حَتّى جَعَلوهُ في مِثلِ الحَلقَةِ. خَرَجَ الحُسَينُ عليه السلام مِن أصحابِهِ حَتّى أتَى النّاسَ فَاستَنصَتَهُم فَأَبَوا أن يُنصِتوا، فَقالَ لَهُم: وَيلَكُم! ما عَلَيكُم أن تُنصِتوا إلَيَّ فَتَسمَعوا قَولي، وإنَّما أدعوكُم إلى سَبيلِ الرَّشادِ، فَمَن أطاعَني كانَ مِنَ المُرشَدينَ، ومَن عَصاني كانَ مِنَ المُهلَكينَ، وكُلُّكُم عاصٍ لِأَمري، غَيرُ مُستَمِعٍ لِقَولي، قَدِ انخَزَلَت [2] عَطِيّاتُكُم مِنَ الحَرامِ،

---

[1] حلية الأولياء: ج 1 ص 72 عن نصير بن حمزة عن أبيه عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، كنز العمّال: ج3 ص197 ح 6149.

[2] انخزل الشيء: أي انقطع. والاختزال: الاقتطاع (الصحاح: ج4 ص1684 «خزل»).

وَمُلِئَت بُطونُكُم مِنَ الحَرامِ، فَطَبَعَ اللهُ عَلى قُلوبِكُم [1]

۱۳) مقتل حسینؑ: میں خوارزمی نے عبداللہ بن حسن سے نقل کیا ہے: جب عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کے لئے آمادہ کیا اور ان کو اپنی اپنی جگہ کھڑا کیا اور پرچموں کو اپنی اپنی جگہ رکھا۔

امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنے ساتھیوں کو دائیں اور بائیں طرف ترتیب سے کھڑا کیا اور انہوں نے ہر طرف سے امام حسین علیہ السلام کو اپنے درمیان میں کھڑا کیا۔ اسی وقت امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے مجمع سے باہر آئے اور عمر سعد کے لشکر سے چپ ہونے کو کہا۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔

امامؑ نے انہیں کہا: لعنت ہو تم پر! اگر چپ ہو جاؤ تو تمہارا کیا نقصان ہوگا اور میری بات کو غور سے سنو حالانکہ میں تمہیں فقط ہدایت کے راستے کی جانب دعوت دیتا ہوں۔ جو بھی میرا حکم مانے گا وہ کامیاب لوگوں میں سے ہوگا بعد میں جو بھی میری نافرمانی کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا تم سب کے سب میرے حکم سے روگرداں ہو رہے ہو۔ اور میری بات پر غور نہیں کررہے ہو کیونکہ تمہیں حرام کے تحفے دیئے گئے ہیں اور تمہارے پیٹ حرام سے پر ہو چکے ہیں بس خدا نے تمہارے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

2/8

فَضلُ المُعَلِّمِ وَالمُرشِدِ

استاد اور رہنما کی فضیلت

14. المناقب لابن شهر آشوب: قيلَ: إنَّ عَبدَ الرَّحمنِ السُّلَمِيَّ عَلَّمَ وَلَدَ الحُسَينِ عليه السلام الحَمدَ، فَلَمّا قَرَأَها عَلى أبيهِ أعطاهُ ألفَ دينارٍ وألفَ حُلَّةٍ، وحَشا فاهُ دُرًّا. فَقيلَ لَهُ في ذلِكَ، فَقالَ 1: وأينَ يَقَعُ هذا مِن عَطائِهِ؟! يَعني تَعليمَهُ. وأنشَدَ الحُسَينُ عليه السلام: [2] إذا جادَتِ الدُّنيا عَلَيكَ فَجُد بِها عَلَى النّاسِ طُرًّا 2 قَبلَ أن تَتَفَلَّتِ [3] فَلَا الجودُ يُفنيها إذا هِيَ أقبَلَت ولَا البُخلُ يُبقيها إذا ما تَوَلَّتِ [4]

---

[1] مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص6؛ بحار الأنوار: ج45 ص8.

[2] في المصدر: «قال» وما أثبتناه هو الأصحّ كما في بحار الأنوار.

[3] طُرًّا: جميعاً (مجمع البحرين: ج2 ص1098 «طرر»).

[4] .المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص66، بحار الأنوار: ج44 ص191 ح3.

۱۴) مناقب ابن شہر آشوب میں ہے: کہا گیا ہے کہ عبدالرحمان سلمی نے سورۂ حمد امام حسین علیہ السلام کے فرزند کو سکھائی، جیسے ہی اس فرزند نے وہ سورت اپنے باپ کو پڑھ کر سنائی تو امامؑ نے اس سکھانے والے (استاد) کو ہزار دینار اور ہزار قیمتی لباس دیئے اور اس کی جھولی مرروارید سے بھر دی۔ امامؑ پر اعتراض کیا گیا تو آپؑ نے جواب دیا: یہ میرا دینا۔ کہاں اور وہ (اس کا تعلیم دینا) کہاں؟ امامؑ کا مقصد وہ تعلیم تھی جو اس نے ایک بچے کو دی تھی۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے یہ کہا: جب تجھے دنیا کچھ دے تو تم لوگوں پر ساری دنیا خرچ کر دو۔ اس سے پہلے کہ دنیا چلی جائے۔ (نہ سخاوت دنیا کو ختم کر سکتی ہے جب دنیا آ جائے اور نہ ہی بخل دنیا کو باقی رکھ سکتا ہے جب وہ منہ موڑ لے)۔

15.الاحتجاج بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام: مَن كَفَلَ لَنا يَتيماً قَطَعَتهُ عَنّا مِحنَتُنا بِاستِتارِنا، فَواساهُ مِن عُلومِنَا الَّتي سَقَطَت إلَيهِ حَتّى أرشَدَهُ وهَداهُ، قالَ اللهُ عز و جل لَهُ: يا أيُّهَا العَبدُ الكَريمُ المُواسي لِأَخيهِ، أنَا أولى بِالكَرَمِ مِنكَ! اِجعَلوا لَهُ يا مَلائِكَتي فِي الجِنانِ بِعَدَدِ كُلِّ حَرفٍ عَلَّمَهُ ألفَ ألفِ قَصرٍ، وضُمّوا إلَيها ما يَليقُ بِها مِن سائِرِ النِّعَمِ[1]

۱۵) احتجاج کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے: جو بھی ہمارے کسی یتیم کو سنبھالنے کا ذمہ لے لے۔ اس نے ہماری غیبت کی زحمت کو اس سے جدا کیا ہے اور اس کے پاس ہمارے علم سے اس کو کچھ علم دے تا کہ اس کی ہدایت کرے تو خدا اسے کہتا ہے: اے مہرباں بندہ اپنے بھائی پر قربان ہونے والا! میں تم پر کرم کرنے کے لئے بہت زیادہ سزاوار ہوں، اے میرے فرشتو! اس کے لئے جنت میں ہر اس حرف کے عوض جو اس نے سکھائے ہیں۔ ایک لاکھ محل تیار کرو اور دوسری نعمتیں بھی جس کے لائق ہے ملا کر دے دو۔

16.التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام لِرَجُلٍ: أيُّهُما أحَبُّ إلَيكَ؛ رَجُلٌ يَرومُ قَتلَ مِسكينٍ قَد ضَعُفَ تُنقِذُهُ مِن يَدِهِ، أو ناصِبٌ يُريدُ إضلالَ مِسكينٍ مُؤمِنٍ مِن ضُعَفاءِ شيعَتِنا، تَفتَحُ عَلَيهِ ما يَمتَنِعُ المِسكينُ بِهِ مِنهُ ويُفحِمُهُ[2] ويَكسِرُهُ بِحُجَجِ اللهِ تَعالى؟ قالَ: بَل إنقاذُ هذَا المِسكينِ المُؤمِنِ مِن يَدِ هذَا النّاصِبِ، إنَّ اللهَ تَعالى يَقولُ: «وَمَن

---

[1] الاحتجاج: ج 1 ص 11 ح 5 عن محمّد بن زياد وعليّ بن محمّد بن سيّار عن الإمام العسكري عن آبائه عليهم السلام، التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص 341 ح 218، الصراط المستقيم: ج 3 ص 55، منية المريد: ص 116 كلّها عن الإمام العسكريّ عنه عليهما السلام، بحار الأنوار: ج 2 ص 4 ح 5.

[2] أفحَمتُ الخَصمَ: إذا أسكَتَّهُ بالحُجّةِ (المصباح المنير: ص 464 «فحم»).

أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا[1] أي ومَن أحياها وأرشَدَها مِن كُفرٍ إلى إيمانٍ، فَكَأَنَّما أحيا النّاسَ جَميعا مِن قَبلِ أن يَقتُلَهُم بِسُيوفِ الحَديدِ[2]

۱۶) تفسیر منسوب امام حسن عسکریؑ، امام حسین علیہ السلام نے ایک آدمی سے فرمایا: تم دو میں سے کون سی ایک کو زیادہ چاہتے ہو۔ اس آدمی کو جو ایک مسکین اور کمزور شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے اور تم اس مسکین کو اس کے ہاتھ سے بچا لیتے ہو، یا اس آدمی کو جو ناصبی ہے اور ہمارے شیعوں میں سے مسکین مومن کو گمراہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تم جا کر (علم کا) دروازہ اس کے اوپر کھولتے ہو۔ جس سے وہ مسکین مومن بصیرت پیدا کرتا ہے اور مخالف کو خدا کی دلیلوں کے ذریعے خاموش کر دیتا ہے اور اس کو شکست دیتا ہے؟ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: یقینا اس ضعیف مومن کو ناصبی کے ہاتھ سے بچانا (زیادہ بہتر ہے) بغیر شک کے خدا کا ارشاد ہے: جس نے اس کو زندہ کیا جیسا کہ سارے لوگوں کو زندہ کیا ہے یعنی جو بھی کمزور مومن کو زندہ کرے گا اور کفر سے نکال کر ایمان کی ہدایت کرے گا ایسے ہے جیسا سب لوگوں کو زندہ کیا ہو۔ اس سے پہلے کہ ان لوگوں کو تیز دھار تلوار سے قتل کرتا۔

17. مسند زيد: قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام: مَن دَعا عَبدا مِن ضَلالَةٍ إلى مَعرِفَةِ حَقٍّ فَأَجابَهُ، كانَ لَهُ مِنَ الأَجرِ كَعِتقِ نَسَمَةٍ[3]

۱۷) مسند زید: امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو آدمی ایسے شخص کو جو گمراہی کی طرف جا رہا ہو، اسے معرفت حق کی طرف دعوت دے اور ہدایت کرے، اس کا اجر ایک غلام آزاد کرنے جیسا ہے۔

2/9

فَضلُ حَمَلَةِ القُرآنِ

محافظانِ قرآن کی فضیلت

18. المعجم الكبير عن سكينة بنت الحسين بن عليّ عن أبيه قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: حَمَلَةُ

---

[1] المائدة: 32.
[2] التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص 348 ح 231. بحار الأنوار: ج 2 ص 9 ح 17.
[3] حوله موجود نهيں هے

القُرآنِ عُرَفاءُ[۱] أهلِ الجَنَّةِ يَومَ القِيامَةِ[۲]

۱۸) المعجم الکبیر: امام حسین علیہ السلام کی بیٹی بی بی سکینہ نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن کے حامل (یاد کرنے والوں) لوگ اس کی معرفت والے ہیں قیامت کے دن اہل جنت سے ہوں گے۔

19. الفردوس عن الحسين بن علي عليه السلام عن رسول الله يا حامِلَ القُرآنِ، إنَّ أهلَ السَّماواتِ يَذكُرونَكُم عِندَ اللهِ عز و جل، فَتَحَبَّبوا إلَى اللهِ بِتَوقيرِ كِتابِهِ، لِيَزدادَكُم حُبّا، ويُحَبِّبكُم إلى عِبادِهِ.[۳]

۱۹) الفردوس: امام حسین علیہ السلام کے ذریعے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حاملان قرآن، آسمان والے، خدا کے پاس تمہیں یاد کرتے ہیں۔ بس اس کی کتاب کا احترام کرکے خود کو خدا کا محبوب بناؤ تاکہ تمہارے اوپر اپنی محبت بڑھائے اور تم خدا کے محبوب بندے بن جاؤ۔

2/10

أصنافُ آياتِ القُرآنِ

آیاتِ قرآن کی قسمیں

20. جامع الأخبار عن الإمام الحسين عليه السلام: كِتابُ اللهِ عز و جل عَلى أربَعَةِ أشياءَ: عَلَى العِبارَةِ، وَالإِشارَةِ، وَاللَّطائِفِ، وَالحَقائِقِ؛ فَالعِبارَةُ لِلعَوامِّ، وَالإِشارَةُ لِلخَواصِّ، وَاللَّطائِفُ لِلأَولِياءِ، وَالحَقائِقُ لِلأَنبِياءِ عليهم السلام[۴]

---

[۱] العُرَفاءُ: جمع عريف، وهو القيّم بأُمور القبيلة أو الجماعة من الناس (النهاية: ج۳ ص۲۱۸ «عرف»).

[۲] المعجم الكبير: ج۳ ص۱۳۲ ح۲۸۹۹، تاريخ دمشق: ج۶۹ ص۲۰۵ ح۱۳۷۵۲، كنز العمّال: ج۱ ص۵۱۳ ح۲۲۸۹ وراجع: الكافي: ج۲ ص۶۰۶ ح۱۱ والخصال: ص۲۸ ح۱۰۰.

[۳] الفردوس: ج۵ ص۲۹۸ ح۸۲۴۰ وراجع: تاريخ دمشق: ج۳۲ ص۱۶۳ ح۶۶۴۵ وكنز العمّال: ج۱ ص۵۴۷ ح۲۴۴۸ نقلاً عن أبي نعيم.

[۴] جامع الأخبار: ص116 ح211، بحار الأنوار: ج92 ص20 ح18 وراجع: الدرّة الباهرة: ص33 وعوالي اللآلي: ج4 ص105 ح155.

۲۰) جامع الاخبار۔ امام حسین علیہ السلام سے ہے: آیات کتاب خدا چار قسم کی ہیں:

۱۔عبارت، ۲۔اشارہ

۳۔لطائف اور ۴۔حقائق،

عبارت عام قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔

اشارہ خاص قسم کے لوگوں کے لئے

لطائف، اولیاء الٰہی کے لئے

اور حقائق انبیاء کے لئے ہیں۔

2/11

التَّکَلُّمُ فِی القُرآنِ بِغَیرِ عِلمٍ

بغیر علم کے قرآن کے بارے میں نظریہ دینا

21.التوحيد بإسناده عن الإمام الحسين عليه السلام. في جوابِهِ لِأَهلِ البَصرَةِ لَمّا كَتَبوا إلَيهِ: لا تَخوضوا [1] فِي القُرآنِ ولا تُجادِلوا فيهِ، ولا تَتَكَلَّموا فيهِ بِغَيرِ عِلمٍ، فَقَد سَمِعتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ:

مَن قالَ فِي القُرآنِ بِغَيرِ عِلمٍ فَليَتَبَوَّأ [2] مَقعَدَهُ مِنَ النّارِ [3]

۲۱) توحید میں امام حسین علیہ السلام سے اس کے جواب میں کہ قرآن میں باطل کو راستہ نہ دو اور اس میں باطل کو تحمیل نہ کرو اور بغیر علم کے قرآن کے بارے میں بات نہ کرو کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

جو آدمی بغیر علم کے قرآن کے بارے میں گفتگو کرے گا اس کی جگہ جہنم ہے۔

---

[1] الخَوض من الكلام: ما فيه الكذب والباطل. وخاضَ القوم في الحديث وتخاوَضوا: أي تفاوَضوا فيه (لسان العرب: ج7 ص147 «خوض»).

[2] .معنى الحديث: لينزل منزله من النار، يُقال: بوّأه اللهُ منزلاً: أي أسكنه إيّاه (النهاية: ج1 ص159 «بوا»).

[3] التوحيد: ص91 ح5 عن وهب بن وهب القرشي عن الإمام الصادق عن أبيه عن جدّه عليهم السلام، مجمع البيان: ج10 ص861 عن وهب بن وهب عن الإمام الصادق عن أبيه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج3 ص223 ح14.

2/12

تفسيرُ بَعضِ الآياتِ أو تأويلُها

کچھ آیات کی تفسیر یا تاویل

الف. سورةُ فاتحةِ الكِتابِ

الف ۔ سورۂ حمد

22. عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبي قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: قالَ اللهُ عز و جل: قَسَمتُ فاتِحَةَ الكِتابِ بَيني وبَينَ عَبدى، فَنِصفُها لى ونِصفُها لِعَبدى، ولِعَبدى ما سَأَلَ. إذا قالَ العَبدُ: «بِسمِ اللَّهِ الرَّحمَنِ الرَّحِيمِ» قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: بَدَأَ عَبدى بِاسمى، وحَقٌّ عَلَيَّ أن أُتَمِّمَ لَهُ اُمورَهُ واُبارِكَ لَهُ فى أحوالِهِ. فَإِذا قالَ: «الحَمدُ لِلَّهِ رَبِّ العَلَمِينَ» قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: حَمِدَنى عَبدى وعَلِمَ أنَّ النِّعَمَ الَّتى لَهُ مِن عِندى، وأنَّ البَلايَا الَّتى دُفِعَت عَنهُ فَبِطَولى[1]، اُشهِدُكُم أنّى اُضيفُ لَهُ إلى نِعَمِ الدُّنيا نِعَمَ الآخِرَةِ، وأدفَعُ عَنهُ بَلايَا الآخِرَةِ كَما دَفَعتُ عَنهُ بَلايَا الدُّنيا. فَإِذا قالَ: «الرَّحمَنِ الرَّحِيمِ» قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: شَهِدَ لى عَبدى أنّى الرَّحمنُ الرَّحيمُ، اُشهِدُكُم لَاُوَفِّرَنَّ مِن رَحمَتى حَظَّهُ، ولَاُجزِلَنَّ مِن عَطائى نَصيبَهُ. فَإِذا قالَ: «مَلِكِ يَومِ الدِّينِ» قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: اُشهِدُكُم كَما اعتَرَفَ، أنّى أنَا مالِكُ يَومِ الدّينِ، لَاُسَهِّلَنَّ يَومَ الحِسابِ حِسابَهُ، ولَأَتَجاوَزَنَّ عَن سَيِّئاتِهِ. فَإِذا قالَ: «إيّاكَ نَعبُدُ» قالَ اللهُ عز و جل: صَدَقَ عَبدى، إيّاىَ يَعبُدُ، اُشهِدُكُم لَاُثيبَنَّهُ عَلى عِبادَتِهِ ثَوابًا يَغبِطُهُ كُلُّ مَن خالَفَهُ فى عِبادَتِهِ لى. فَإِذا قالَ: «وَإيّاكَ نَستَعِينُ» قالَ اللهُ عز و جل: بِيَ استَعانَ عَبدى وَالتَجَأَ إلَيَّ، اُشهِدُكُم لَاُعينَنَّهُ عَلى أمرِهِ، ولَاُغيثَنَّهُ فى شَدائِدِهِ، ولَآخُذَنَّ بِيَدِهِ يَومَ نَوائِبِهِ. فَإِذا قالَ: «اهدِنَا الصِّرَطَ المُستَقِيمَ» إلى آخِرِ السّورَةِ، قالَ اللهُ عز و جل: هذا لِعَبدى ولِعَبدى ما سَأَلَ، فَقَدِ استَجَبتُ لِعَبدى وأعطَيتُهُ ما أمَّلَ، وآمَنتُهُ مِمّا مِنهُ وَجِلَ. وقيلَ

---

[1] الطَّولُ: الفَضلُ والقُدرَةُ والغِنى (تاج العروس: ج15 ص447 «طول»).

لِأَميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام: يا أميرَ المُؤمِنينَ، أخبِرنا عَن «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» أهِيَ مِن فاتِحَةِ الكِتابِ؟ فَقالَ: نَعَم، كانَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقرَؤُها ويَعُدُّها آيَةً مِنها، ويَقولُ: فاتِحَةُ الكِتابِ هِيَ السَّبعُ المَثاني[1]

۲۲) عیون اخبار الرضاؑ کی سند سے امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے فرمایا ہے کہ میں سورۂ حمد کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان تقسیم کیا ہے، اس کا آدھا ہے میرے لئے اور میرے بندہ کے لئے ہے۔ اور میرا بندہ جو بھی چاہے وہ ہے: اگر بندہ کہے: خدا کے نام سے جو نہایت ہی رحم کرنے والا ہے، تو خدا کہتا ہے: اے میرے بندے تو نے میرے نام سے آغاز کیا اور مجھ پر حق ہے کہ اس بندہ کے کام مکمل کروں اور مختلف حالات میں اس کو برکت دوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے: الحمد اللہ رب العالمین ساری تعریف عالمین کے رب کے ساتھ مخصوص ہے۔ تو خدا کہتا ہے: میرے بندے نے میری حمد کی ہے اور جانتا ہے کہ اس کے پاس موجود ساری نعمتیں میری طرف سے ہیں اور مشکلات اس سے میرے کرم اور قدرت کی وجہ سے دور ہوتی ہیں۔ تم گواہ رہنا اس کی آخرت والی نعمتوں کو بھی دنیاوی نعمات سے بڑھا ہوں گا اور آخرت کی مشکلات کو اس سے دور کروں گا۔ جس طرح دنیا کی مشکلات اس سے دور کی۔

اور اگر بندہ کہے: رحمان الرحیم، تو خدا کہتا ہے: میرے بندے نے گواہی دی ہے کہ میں رحمان اور مہربان ہوں تم گواہ رہنا کہ اس پر اپنی رحمت زیادہ بھیجوں اور اپنی عطا سے اس کو زیادہ دوں۔

اور جب بندہ کہے: جزا کے دن کا مالک۔ تو خدا کہتا ہے: تم گواہ رہنا کہ جیسے اس نے اقرار کیا ہے کہ میں جزا کے دن کا مالک ہوں۔ حساب والے دن اس کا حساب آسان کروں گا اور اس کے گناہ بخش دوں گا۔

اور جب بندہ کہتا ہے: فقط تیری ہی عبادت کرتا ہوں تو خدا کا ارشاد ہوتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے کہ فقط میری عبادت کرتا ہے۔ تم گواہ رہنا اس کی عبادت کی ایسی جزا دوں گا کہ اس کے سب مخالف لوگ اس کی عبادت میں رشک کریں گے۔

اور جب بندہ کہتا ہے: فقط تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں تو خدا کا رشاد آتا ہے: میرے بندے نے مجھ سے مدد

---

[1] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 300 ح 59، الأمالي للصدوق: ص 239 ح 254.253 كلاهما عن محمّد بن زياد و محمّد بن سيّار عن الإمام العسكري عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 92 ص 226 ح 3 وراجع: التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص 58 ح 30.

مانگی ہے اور میری پناہ میں آیا ہے۔تم گواہ رہنا کہ میں اس کے کام میں اس کی مدد کروں اور مشکلات میں اس کی فریاد سنوں اور پریشانیوں میں اس کا ہاتھ پکڑوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے: ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت کر۔آخر سورہ تک،تو خدا کا ارشاد ہوتا ہے: یہ میرے بندے کے لئے کہ جو کچھ چاہے وہ اس کے لئے ہے۔یقیناً میں نے بندے کی دعا قبول کی ہے اور جس چیز کی آرزو رکھتا تھا اس کی عطا کی ہیں اور جس سے اس کو خوف تھا اس سے امان میں رکھا۔

حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: اے میر المومنینؑ ہمیں بتایئے کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سورہ حمد کا جز (حصہ) ہے یا نہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پڑھتے تھے اور حمد کی آیت شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے۔سورۂ حمد سبع المثانی (سات آیتوں والی سورت) ہے۔

23.عيون أخبار الرضا عن الحسن بن عليّ [العسكريّ] عن أ: جاءَ رَجُلٌ إلَى الرِّضا عليه السلام فَقالَ لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، أخبِرني عَن قَولِ اللهِ عز و جل: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ» ما تَفسيرُهُ؟ فَقالَ: لَقَد حَدَّثَني أبي عَن جَدّي، عَنِ الباقِرِ، عَن زَينِ العابِدينَ عَن أبيهِ عليهم السلام أنَّ رَجُلاً جاءَ إلى أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام فَقالَ: أخبِرني عَن قَولِ اللهِ عز و جل: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ» ما تَفسيرُهُ؟ فَقالَ «الْحَمْدُ لِلَّهِ» هُوَ أن عَرَّفَ عِبادَهُ بَعضَ نِعَمِهِ جُمَلاً، إذ لا يَقدِرونَ عَلى مَعرِفَةِ جَميعِها بِالتَّفصيلِ، لِأَنَّها أكثَرُ مِن أن تُحصى أو تُعرَفَ، فَقالَ لَهُم: قولوا: «الْحَمْدُ لِلَّهِ» عَلى ما أنعَمَ بِهِ عَلَينا «رَبِّ الْعَلَمِينَ»، وهُمُ الجَماعاتُ مِن كُلِّ مَخلوقٍ؛ مِنَ الجَماداتِ وَالحَيَواناتِ. فَأَمَّا الحَيَواناتُ فَهُوَ يُقَلِّبُها في قُدرَتِهِ، ويَغذوها مِن رِزقِهِ، ويَحوطُها بِكَنَفِهِ، ويُدَبِّرُ كُلّاً مِنها بِمَصلَحَتِهِ. وأمَّا الجَماداتُ فَهُوَ يُمسِكُها بِقُدرَتِهِ، ويُمسِكُ المُتَّصِلَ مِنها أن يَتَهافَتَ[1]، ويُمسِكُ المُتَهافِتَ مِنها أن يَتَلاصَقَ، ويُمسِكُ السَّماءَ أن تَقَعَ عَلَى الأَرضِ إلّا بِإِذنِهِ، ويُمسِكُ الأَرضَ أن تَنخَسِفَ إلّا بِأَمرِهِ، إنَّهُ بِعِبادِهِ لَرَؤوفٌ رَحيمٌ. وقالَ عليه السلام: «رَبِّ الْعَلَمِينَ» مالِكُهُم وخالِقُهُم وسائِقُ أرزاقِهِم إلَيهِم، مِن حَيثُ يَعلَمونَ ومِن حَيثُ لا يَعلَمونَ، وَالرِّزقُ مَقسومٌ، وهُوَ يَأتِي ابنَ آدَمَ عَلى أيِّ سيرَةٍ سارَها مِنَ الدُّنيا، لَيسَ تَقوى مُتَّقٍ بِزائِدِهِ، ولا فُجورُ فاجِرٍ بِناقِصِهِ، وبَينَهُ وبَينَهُ سِترٌ وهُوَ طالِبُهُ، فَلَو أنَّ أحَدَكُم يَفِرُّ مِن

[1] التَّهافُت: التساقُط قطعةً قطعة (الصحاح: ج1 ص271 «هفت»).

رِزقِهِ لَطَلَبَهُ رِزقُهُ كَما يَطلُبُهُ المَوتُ. فَقالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: قولوا: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ» عَلى ما أنعَمَ بِهِ عَلَينا وذَكَرَنا بِهِ مِن خَيرٍ فى كُتُبِ الأَوَّلينَ قَبلَ أن نَكونَ. فَفى هذا إيجابٌ عَلى مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ وعَلى شيعَتِهِم أن يَشكُروهُ بِما فَضَّلَهُم. وذلِكَ أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ قالَ: لَمّا بَعَثَ اللهُ عز و جل موسَى بنَ عِمرانَ عليه السلام واصطَفاهُ نَجِيّا، وفَلَقَ لَهُ البَحرَ ونَجّى بَنى إسرائيلَ، وأعطاهُ التَّوراةَ وَالأَلواحَ، رَأى مَكانَهُ مِن رَبِّهِ عز و جل فَقالَ: يا رَبِّ لَقَد أكرَمتَنى بِكَرامَةٍ لَم تُكرِم بِها أحَدا قَبلى! فَقالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: يا موسى، أما عَلِمتَ أنَّ مُحَمَّدا عِندى أفضَلُ مِن جَميعِ مَلائِكَتى وجَميعِ خَلقى؟ قالَ موسى عليه السلام: يا رَبِّ، فَإِن كانَ مُحَمَّدٌ ﷺ أكرَمَ عِندَكَ مِن جَميعِ خَلقِكَ، فَهَل فى آلِ الأَنبِياءِ أكرَمُ مِن آلى؟ قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: يا موسى، أما عَلِمتَ أنَّ فَضلَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلى جَميعِ آلِ النَّبِيّينَ كَفَضلِ مُحَمَّدٍ عَلى جَميعِ المُرسَلينَ؟ فَقالَ موسى: يا رَبِّ، فَإِن كانَ آلُ مُحَمَّدٍ كَذلِكَ فَهَل فى أُمَمِ الأَنبِياءِ أفضَلُ عِندَكَ مِن أُمَّتى؛ ظَلَّلتَ عَلَيهِمُ الغَمامَ، وأنزَلتَ عَلَيهِمُ المَنَّ وَالسَّلوى، وفَلَقتَ لَهُمُ البَحرَ؟ فَقالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: يا موسى، أما عَلِمتَ أنَّ فَضلَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلى جَميعِ الأُمَمِ كَفَضلِهِ عَلى جَميعِ خَلقى؟ فَقالَ موسى عليه السلام: يا رَبِّ، لَيتَنى كُنتُ أراهُم! فَأَوحَى اللهُ عز و جل إلَيهِ: يا موسى، إنَّكَ لَن تَراهُم ولَيسَ هذا أوانَ ظُهورِهِم، ولكِن سَوفَ تَراهُم فِى الجَنّاتِ؛ جَنّاتِ عَدنٍ وَالفِردَوسِ، بِحَضرَةِ مُحَمَّدٍ فى نَعيمِها يَتَقَلَّبونَ، وفى خَيراتِها يَتَبَحبَحونَ[1]. أفَتُحِبُّ أن أُسمِعَكَ كَلامَهُم؟ فَقالَ: نَعَم إلهى! قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: قُم بَينَ يَدَيَّ، وَاشدُد مِئزَرَكَ قِيامَ العَبدِ الذَّليلِ بَينَ يَدَيِ المَلِكِ الجَليلِ. فَفَعَلَ ذلِكَ موسى عليه السلام، فَنادى رَبُّنا عز و جل: يا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! فَأَجابوهُ كُلُّهُم وهُم فى أصلابِ آبائِهِم وأرحامِ أُمَّهاتِهِم: لَبَّيكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيكَ، لَبَّيكَ لا شَريكَ لَكَ لَبَّيكَ، إنَّ الحَمدَ وَالنِّعمَةَ وَالمُلكَ لَكَ، لا شَريكَ لَكَ. قالَ: فَجَعَلَ اللهُ عز و جل تِلكَ الإِجابَةَ شِعارَ الحاجِّ. ثُمَّ نادى رَبُّنا عز و جل: يا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! إنَّ قَضائى عَلَيكُم أنَّ رَحمَتى سَبَقَت غَضَبى، وعَفوى قَبلَ عِقابى، فَقَدِ استَجَبتُ لَكُم مِن قَبلِ أن تَدعونى، وأعطَيتُكُم مِن قَبلِ أن تَسأَلونى، مَن لَقِيَنى مِنكُم بِشَهادَةِ أن لا إلهَ إلَّا اللهُ وَحدَهُ لا شَريكَ لَهُ، وأنَّ مُحَمَّدا عَبدُهُ ورَسولُهُ، صادِقٌ فى أقوالِهِ، مُحِقٌّ فى أفعالِهِ، وأنَّ عَلِيَّ بنَ أبى طالِبٍ أخوهُ ووَصِيُّهُ مِن بَعدِهِ ووَلِيُّهُ، يُلتَزَمُ طاعَتُهُ كَما يُلتَزَمُ طاعَةُ مُحَمَّدٍ، وأنَّ أولِياءَهُ

---

[1] تَبَحبَحَ: تَمَكَّنَ فى الحُلولِ والمَقامِ (لسان العرب: ج 2 ص 407 «بحح»).

المُصطَفَينَ الطّاهِرينَ المُطَهَّرينَ المُنبِئينَ بِعَجائِبِ آياتِ اللهِ ودَلائِلِ حُجَجِ اللهِ مِن بَعدِهِما أولِياؤُهُ أدخَلتُهُ جَنَّتي.... قالَ علیہ السلام: فَلَمّا بَعَثَ اللهُ عز و جل نَبِيَّنا مُحَمَّدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالَ: يا مُحَمَّدُ «وَ مَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا» [۱] اُمَّتَكَ بِهذِهِ الكَرامَةِ. ثُمَّ قالَ عز و جل لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قُل: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ» عَلى مَا اختَصَّني بِهِ مِن هذِهِ الفَضيلَةِ، وقالَ لِاُمَّتِهِ: قولوا أنتُم: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ» عَلى مَا اختَصَّنا بِهِ مِن هذِهِ الفَضائِلِ [۲]

۲۳) عیون اخبار الرضاؑ: امام حسن عسکریؑ سے اور امام علی نقی علیہ السلام سے کہ ایک شخص امام علی رضاؑ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی کے فرزند: خدا کے اس ارشاد الحمد اللہ رب العالمین، تعریف فقط عالمین کے رب کے لئے ہے کی تفسیر بتایئے؟

امامؑ نے فرمایا: میرے بابا نے اپنے دادا سے، پھر امام باقرؑ سے، امام سجاد علیہ السلام سے جس نے اپنے بابا امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے پاس آ کر یہ سوال پوچھا تو حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا: حمد اور تعریف خدا کے ساتھ مخصوص ہے یعنی خدا کا اپنے بندوں کو کچھ نعمتوں کا مختصر طور پر بتانا ہے کیونکہ لوگ خدا کی ساری نعمتوں کو تفصیل کے ساتھ جاننے کی قدرت نہیں رکھتے۔ کیونکہ نعمتیں بے شمار ہیں یا پہچان سے بھی زیادہ ہیں۔

بس اس نے اپنے بندوں کو کہا: کہ تم کہو: تعریف و حمد فقط خدا کے لئے ہے ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے ہمیں عطا کی ہیں۔ رب العالمین، سارے جہان کا خدا، ہر قسم کی مخلوق جمادات و حیوانات میں سے ہر ایک کو شامل ہے۔ لیکن حیوانات کو اپنی قدرت کے قبضے میں چلا رہا ہے۔ اور اپنا رزق ان کو کھلا رہا ہے اور ان کو اپنی حمایت کے سایہ میں محفوظ رکھا ہے اور اپنی مصلحت کے ذریعے ہر ایک کی پرورش کر رہا ہے لیکن جمادات کو اس نے اپنی قدرت سے محفوظ کیا ہے اور جمادات جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ ان کے بکھرنے کے لئے مانع ہے اور نیز بکھرے ہوئے جمادات کے لئے مستقل ہونے کا سبب ہے اور آسمان کو زمین پر گرنے سے اپنی اذن کے ذریعے محفوظ کیا ہوا ہے اور زمین کو اپنے فرمان سے ہی دھنسنے سے بچا رکھا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے

---

[۱] القصص: 46.

[۲] عیون أخبار الرضا علیہ السلام: ج1 ص 282 ح 30، علل الشرائع: ص 416 ح 3، بشارة المصطفى: ص 212 كلّها عن محمّد بن زياد ومحمّد بن سيّار عن الإمام العسكرى عن آبائه عليهم السلام، التفسير المنسوب إلى الإمام العسكرى علیہ السلام: ص 30 ح 11، بحار الأنوار: ج92 ص 224 ح 2.

فرمایا: عالمین کا پروردگار یعنی عالمین کا مالک اور خالق اور ان کو رزق دینے والا ہے ایسی جگہوں سے بھی جہاں جانتے ہیں اور ایسی جگہوں سے بھی رزق دیتا ہے جس کا ان کو پتہ نہیں۔ رزق تقسیم کیا گیا ہے جو انسان کے کردار کو دیکھے بغیر آتا ہے نہ پرہیز گاری کی پرہیز گاری رزق کو بڑھاتی ہے نہ فسق اور گناہ اس کو کم کرتا ہے اور جس کو رزق ملے گا دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے جو ان کو ڈھونڈ رہا ہے تم میں سے اگر کوئی بھی ایک اپنے رزق سے منہ موڑ لے پھر بھی رزق اس کو ڈھونڈ لے گا جیسے موت اس آدمی کو ڈھونڈ لیتی ہے۔

اللہ کہتا ہے: کہو: تعریف خدا کے ساتھ مخصوص ہے ان نعمتوں کی وجہ سے جو ہمیں عطا کی اور اس نے ہماری خلقت سے پہلے پہلی کتابوں میں نیکی سے یاد کیا ہے۔ اس بنیاد پر محمدؐ اور اس کی آل اور ان پیروکاروں پر لازم ہے کہ خدا نے جو انہیں فضیلت عطا کی ہے اس کے بدلے میں شکر کریں اور یہ وہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہے جو آپؐ نے فرمائی۔ جب خدا نے موسیٰ بن عمران کو چن لیا اور اس کو راز بتایا اور موسیٰ کے لئے دریا میں راستہ بنایا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور تورات والواح موسیٰ کو عطا کی، اپنی منزلت خدا کے نزدیک دیکھ کر کہنے لگا: اے میرے خدا! مجھے تو نے ایسی فضیلت عطا کی کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ کی۔

خدا کا ارشاد ہوا: اے موسیٰؑ! کیا تجھے پتہ نہیں کہ محمدؐ میرے نزدیک سارے فرشتے اور ساری مخلوق سے افضل ہے؟

موسیٰؑ نے کہا: اے میرے خدا! اگر تیرے نزدیک محمدؐ ساری مخلوق سے افضل ہے تو کیا انبیاء کے خاندان میں میرے خاندان سے زیادہ کریم خاندان کوئی اور ہے؟

خدا نے کہا: اے موسیٰؑ کیا تجھے پتہ نہیں محمدؐ کے خاندان کی فضیلت انبیاء کے خاندانوں پر ایسی ہے جیسے خود محمدؐ کی فضیلت ہے ساری مخلوق پر؟

موسیٰ نے کہا: اگر محمدؐ کا خاندان ایسا ہے تو کیا انبیاء کی امتوں میں سے میرے امت سب سے افضل نہیں ہے؟ بادل کا سایہ تو نے میری امت پر کیا اور تو نے بٹیر اور مخصوص پرندے کا گوشت ان کے لئے بھیجا اور دریا میں راستہ ان کے لئے بنایا،

خدا نے فرمایا: کیا تجھے پتہ نہیں کہ محمدؐ کی فضیلت ساری امتوں پر ایسے ہے جیسے خود محمدؐ کی فضیلت ساری مخلوق پر ہے؟

موسیٰؑ نے کہا: اے میرے خدا! کاش میں ان کو دیکھتا۔ پس خدا نے موسیٰ کو وحی کی۔

اے موسیٰؑ ان کو تم کبھی بھی نہیں دیکھ پاؤ گے۔ کیونکہ ابھی ان کی خلقت کا وقت نہیں آیا۔ لیکن عنقریب تم جنت میں اور عدن و فردوس کے باغات میں حضرت محمدؐ کے ہاں ان کو دیکھو گے کہ وہ جنت کی نعمتوں میں ٹہل رہے ہیں اور وہ نیکیوں پر خوش ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ ان کی آواز سنو؟

موسیٰ نے کہا: ہاں اے میرے خدا،

خدا نے کہا: میرے پاس کھڑے ہو جاؤ اور ایک ذلیل بندے کی طرح اپنے کریم مولیٰ کے سامنے اپنی کمر کو تھام کر رکھو۔

بس موسیٰ نے اسے کہا اور خدا نے آواز دی: اے محمدؐ کی امت جتنے بھی اپنی ماں اور باپ کے صلب میں تھے،

انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ خدا ہاں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ ہاں تعریف تیری ہی ہے اور نعمت اور بادشاہی تیری ہے ہاں خدا نے ان جوابات کو حج کا شعار قرار دے دیا۔

پھر خدا نے آواز دی۔ اے محمدؐ کی امت، تمہارے اوپر میرا حکم یہ ہے کہ میری رحمت، میرے غضب سے آگے ہے اور میری معافی میرے عذاب سے پہلے ہے۔ مجھے پکارنے سے پہلے میں قبول کرتا ہوں اور اس سے پہلے کہ مجھ سے مانگو، میں عطا کرتا ہوں۔ تم میں سے جو بھی میرے پاس تھا دین (توحید اور رسالت محمد کی گواہی) اور صداقتِ گفتار اور اچھے کردار سے آئے اور گواہی دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھائی، ولی اور وصی علی بن ابی طالبؑ ہیں اور اس کے فرمان کی پابندی کرے جس طرح محمدؐ کے فرمان کا پابند ہے اور خدا کے بنائے ہوئے اولیاء کو اپنا ولیاء بنائے، بعد وہ ہیں جو آیاتِ الٰہی کے تعجب کی خبر دیتے ہیں اور (محمدؐ و علیؑ) کے بعد حجت خدا ہیں تو میں ایسے آدمی کو جنت میں داخل کروں گا۔

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا نے ہمارے نبی محمدؐ کو چن کر فرمایا: اے محمدؐ! تو (کوہ) طور کے پاس نہیں تھا کہ ہم نے اپنے بند کو ایسی قسم کی بابرکت آواز دی تھی۔

پھر خدا نے محمدؐ سے فرمایا: کہو تعریف وحمد عالمین کے خدا سے مخصوص ہے۔ یہ خصوصی فضیلت اس نے ہمیں عطا کی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت سے کہا: تم کہو: تعریف وحمد عالمین کے خدا کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ یہ فضیلتیں ہمارے ساتھ مخصوص ہیں۔

ب. قَولُهُ: هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم...

ب۔ آیہ "هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ"

24. عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه ا قالَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام في قولِ اللهِ عز و جل: «هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ» [1] قالَ: «هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا» لِتَعتَبِروا ولِتَتَوَصَّلوا بِهِ إلى رِضوانِهِ وتَتَوَقَّوا بِهِ مِن عَذابِ نيرانِهِ. «ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ» أخَذَ في خَلقِها وإتقانِها. «فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ» ولِعِلمِهِ بِكُلِّ شَيءٍ عَلِمَ المَصالِحَ، فَخَلَقَ لَكُم كُلَّ ما فِي الأَرضِ لِمَصالِحِكُم يا بَني آدَمَ [2]

۲۴) عیون اخبار الرضا میں امام حسین علیہ السلام نے علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے خدا کے اس فرمان:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾

"وہ خدا وہ ہے جس نے زمین کے تمام ذخیروں کو تم ہی لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے آسمان کا رخ کیا تو سات مستحکم آسمان بنادیئے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے" [3]

کی تفسیر میں فرمایا: خدا نے ہی زمین کی ساری مخلوق کو تمہارے لئے پیدا کیا تا کہ تم عبرت حاصل کرو۔ اور اس سے اس کی مرضی تک پہنچو اور جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ۔

پھر خدا نے آسمان کا کام شروع کیا اور ان کی مضبوط خلقت کا آغاز کیا اور ان کو سات آسمانوں کی شکل میں بنایا۔ اور خدا ہر چیز سے باخبر ہے۔

اور اسی علم کی وجہ سے ہر چیز کی مصلحت کو جانتا ہے اور اس نے زمین کی ساری مخلوق کو تم اولاد آدم کے لئے خدا

---

[1] البقرة:29.

[2] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص 12 ح 29 عن محمّد بن زياد ومحمّد بن صيّاد عن الإمام العسكري عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج3 ص40 ح14 وراجع: التفسير المنسوب إلى الإمام العسكري عليه السلام: ص215 ح99.

[3] سورہ البقرہ، آیت۲۹۔

نے خلق کئے ہیں۔

ج. قولُهُ: "هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَنِ إِلَّا الْإِحْسَنُ"

ج۔ آیۃ "هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ"

25. الأمالي بإسناده عن عليّ بن الحسين عن الحسين بن علي، في قولِ اللهِ عز و جل: «هَلْ جَزَآءُ ال: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: هَل جزاءُ مَن أنعمتُ عَلَيهِ بِالتَّوحيدِ إلَّا الجَنَّةُ؟[1]

۲۵) امالی شیخ طوسی میں امام سجاد علیہ السلام کی سند سے، امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: جس کو میں نے توحید کی نعمت دی ہے کیا اس کی جزا سوا جنت کے کچھ اور ہے۔

د. قولُهُ: "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"

د۔ آیۃ "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"

26. المحاسن عن عمرو بن أبي نصر: حَدَّثَني رَجُلٌ مِن أهلِ البَصرَةِ قالَ: رَأَيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام وعَبدَ اللهِ بنَ عُمَرَ يَطوفانِ بِالبَيتِ،

فَسَأَلتُ ابنَ عُمَرَ فَقُلتُ: قَولُ اللهِ: «وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ»[2]؟

قالَ: أمَرَهُ أن يُحَدِّثَ بِما أنعَمَ اللهُ عَلَيهِ.

ثُمَّ إنّي قُلتُ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: قَولُ اللهِ: «وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ»؟ قالَ: أمَرَهُ أن يُحَدِّثَ بِما أنعَمَ اللهُ عَلَيهِ مِن دينِهِ[3]

---

[1] الأمالي للطوسي: ص 569 ح 1177 عن محمّد بن عليّ بن الحسين بن زيد بن عليّ بن الحسين عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام و ص 429 ح 960، التوحيد: ص 28 ح 29، الأمالي للصدوق: ص 470 ح 628 والثلاثة الأخيرة عن موسى بن إسماعيل بن موسى بن جعفر عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام بزيادة «إنّ الله عزّ وجلّ قال» بعد «رسول الله ﷺ»، بحار الأنوار: ج3 ص3 ح2.

[2] الضحى: 11.

[3] المحاسن: ج 1 ص 344 ح 712، تحف العقول: ص 246 وفيه ذيله من «ثمّ إنّي» من دون إسنادٍ إلى الراوي نحوه، بحار الأنوار: ج24 ص53 ح9.

۲۶) المحاسن۔عمرو بن ابی نصر سے نقل ہے کہ بصرہ کا ایک شخص کہتا ہے، میں نے امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ خدا کے گھر (کعبہ) کا طواف کر رہے ہیں۔

میں نے ابن عمر سے آیت ''اپنے پروردگار کی نعمت کے بارے میں سناؤ'' کی تفسیر پوچھی۔تو اس نے کہا: فرمان دیا ہے کہ خدا نے جو نعمتیں انسان کو دی ہیں ان کے بارے میں (کچھ) بولے۔

پھر یہ ہی سوال امام حسین علیہ السلام کے پاس لے گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: فرمان دیا ہے تا کہ وہ نعمتیں جو اس نے اپنے دین کے حوالے سے دی ہیں ان کے بارے میں بات کرے۔

ه.قولُهُ: شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ

ہ۔آیۃ ''وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ''

27.المعجم الأوسط عن زيد بن أسلم عن الحسين بن علي عليه السلام. في قولِهِ تعالى: «وَ شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ»: الشّاهِدُ: جَدّي رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله، وَالمَشهودُ: يَومُ القِيامَةِ. ثُمَّ تَلا هذِهِ الآيَةَ: «إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا»[1]، ثُمَّ تَلا: «ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ»[2]، [3]

۲۷) المعجم الأوسط میں زید بن اسلم سے نقل ہے اور اس نے امام حسین علیہ السلام سے کہ امام نے فرمایا: شاہد اور گواہ یقیناً میرے نانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مشھود سے مراد قیامت کا دن ہے

پھر امام نے یہ آیت تلاوت کی:

ہم نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا، خوشخبری دینے والا اور خدا سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

پھر یہ تلاوت کی:

وہ دن جس دن لوگ اس کے اطراف میں جمع ہوں گے وہ مشھود کا دن ہے۔

---

[1] الأحزاب: 45.

[2] الأحزاب: 45.

[3] المعجم الأوسط: ج9 ص182 ح9482، المعجم الصغير: ج2 ص131، وفي تفسير مجمع البيان: ج10 ص708 عن الإمام الحسن عليه السلام وليس فيه ذيله من «ثمّ تلا».

2/13

فَضلُ حَمَلَةِ الحَدیثِ

حافظانِ حدیث کی فضیلت

28.عیون أخبار الرضا بإسناده عن الحسین بن علیّ عن علی قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: مَن حَفِظَ مِن اُمَّتی أربَعینَ حَدیثا یَنتَفِعونَ بِها، بَعَثَهُ اللهُ یَومَ القِیامَةِ فَقیها عالِما [1]

۲۸) عیون اخبار الرضا کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے علی علیہ السلام سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی میری امت میں چالیس ایسی حدیثیں حفظ کرے جس سے فائدہ لیا جائے تو خدا قیامت کے دن اس کو فقیہ اور عالم محشور کرے گا۔

29.الخصال بإسناده عن الحسین بن علیّ علیه السلام: إنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ أوصی إلی أمیرِ المُؤمِنینَ عَلِیِّ بنِ أبی طالِبٍ علیه السلام، وکانَ فیما أوصی بِهِ أن قالَ لَهُ: یا عَلِیُّ، مَن حَفِظَ مِن اُمَّتی أربَعینَ حَدیثا یَطلُبُ بِذلِكَ وَجهَ اللهِ عز و جل وَالدّارَ الآخِرَةَ، حَشَرَهُ اللهُ یَومَ القِیامَةِ مَعَ النَّبِیّینَ وَالصِّدّیقینَ وَالشُّهَداءِ وَالصّالِحینَ وحَسُنَ اُولئِكَ رَفیقا.

فَقالَ عَلِیٌّ علیه السلام: یا رَسولَ اللهِ، أخبِرنی ما هذِهِ الأَحادیثُ؟

فَقالَ: أن تُؤمِنَ بِاللهِ وَحدَهُ لا شَریكَ لَهُ، وتَعبُدَهُ ولا تَعبُدَ غَیرَهُ، وتُقیمَ الصَّلاةَ بِوُضوءٍ سابِغٍ فی مَواقیتِها ولا تُؤَخِّرَها؛ فَإِنَّ فی تَأخیرِها مِن غَیرِ عِلَّةٍ غَضَبَ اللهِ عز و جل، وتُؤَدِّیَ الزَّكاةَ، وتَصومَ شَهرَ رَمَضانَ، وتَحُجَّ البَیتَ إذا كانَ لَكَ مالٌ و كُنتَ مُستَطیعا.

وألّا تَعُقَّ والِدَیكَ، ولا تَأكُلَ مالَ الیَتیمِ ظُلما،

ولا تَأكُلَ الرِّبا،

ولا تَشرَبَ الخَمرَ ولا شَیئا مِنَ الأَشرِبَةِ المُسكِرَةِ، ولا تَزنِیَ،

---

[1] عیون أخبار الرضا علیه السلام: ج 2 ص 37 ح 99، صحیفة الإمام الرضا علیه السلام: ص 226 ح 114 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائی عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج 2 ص 156 ح 8.

ولا تَلوط، ولا تَمشِيَ بِالنَّميمَةِ [1]،

ولا تَحلِفَ بِاللهِ كاذِبا،

ولا تَسرِقَ، ولا تَشهَدَ شَهادَةَ الزّورِ لِأَحَدٍ قَريبا كانَ أو بَعيدا، وأن تَقبَلَ الحَقَّ مِمَّن جاءَ بِهِ صَغيرا كانَ أو كَبيرا،

وألّا تَركَنَ إلى ظالِمٍ وإن كانَ حَميما قَريبا،

وألّا تَعمَلَ بِالهَوى، ولا تَقذِفَ المُحصَنَةَ، ولا تُرائِيَ؛ فَإِنَّ أيسَرَ الرِّياءِ شِركٌ بِاللهِ عز و جل.

وألّا تَقولَ لِقَصيرٍ: يا قَصيرُ، ولا لِطَويلٍ: يا طَويلُ؛ تُريدُ بِذلِكَ عَيبَهُ، وألّا تَسخَرَ مِن أحَدٍ مِن خَلقِ اللهِ،

وأن تَصبِرَ عَلَى البَلاءِ وَالمُصيبَةِ، وأن تَشكُرَ نِعَمَ اللهِ الَّتي أنعَمَ بِها عَلَيكَ،

وألّا تَأمَنَ عِقابَ اللهِ عَلى ذَنبٍ تُصيبُهُ، وألّا تَقنَطَ [2] مِن رَحمَةِ اللهِ، وأن تَتوبَ إلَى اللهِ عز و جل مِن ذُنوبِكَ، فَإِنَّ التّائِبَ مِن ذُنوبِهِ كَمَن لا ذَنبَ لَهُ،

وألّا تُصِرَّ عَلَى الذُّنوبِ مَعَ الاِستِغفارِ فَتَكونَ كَالمُستَهزِئِ بِاللهِ وآياتِهِ ورُسُلِهِ.

وأن تَعلَمَ أنَّ ما أصابَكَ لَم يَكُن لِيُخطِئَكَ، وأنَّ ما أخطَأَكَ لَم يَكُ لِيُصيبَكَ، وألّا تَطلُبَ سَخَطَ الخالِقِ بِرِضَى المَخلوقِ،

وألّا تُؤثِرَ الدُّنيا عَلَى الآخِرَةِ؛ لِأَنَّ الدُّنيا فانِيَةٌ وَالآخِرَةَ الباقِيَةُ،

وألّا تَبخَلَ عَلى إخوانِكَ بِما تَقدِرُ عَلَيهِ، وأن تَكونَ سَريرَتُكَ كَعَلانِيَتِكَ،

وألّا تَكونَ عَلانِيَتُكَ حَسَنَةً وسَريرَتُكَ قَبيحَةً، فَإِن فَعَلتَ ذلِكَ كُنتَ مِنَ المُنافِقينَ.

وألّا تَكذِبَ، وألّا تُخالِطَ الكَذّابينَ،

وألّا تَغضَبَ إذا سَمِعتَ حَقّا، وأن تُؤَدِّبَ نَفسَكَ وأهلَكَ ووُلدَكَ وجيرانَكَ عَلى حَسَبِ الطّاقَةِ، وأن تَعمَلَ بِما عَلِمتَ، ولا تُعامِلَنَّ أحَدا مِن خَلقِ اللهِ عز و جل إلّا بِالحَقِّ، وأن تَكونَ سَهلاً لِلقَريبِ وَالبَعيدِ،

---

[1] النَّميمَةُ: هي نقل الحديث من قوم إلى قوم على جهة الإفساد والشرّ (النهاية: ج 5 ص 120 «نمم»).

[2] القُنوط: هو أشدّ اليأس من الشيء (النهاية: ج 4 ص 113 «قنط»).

وألاّ تكونَ جبّارا عَنيدا، وأن تُكثِرَ مِنَ التَّسبيحِ وَالتَّهليلِ وَالدُّعاءِ وذِكرِ المَوتِ وما بَعدَهُ مِنَ القِيامَةِ وَالجَنَّةِ وَالنّارِ، وأن تُكثِرَ مِن قِراءَةِ القُرآنِ وتَعمَلَ بِما فيهِ. وأن تَستَغنِمَ البِرَّ وَالكَرامَةَ بِالمُؤمِنينَ وَالمُؤمِناتِ، وأن تَنظُرَ إلى كُلِّ ما لا تَرضى فِعلَهُ لِنَفسِكَ فَلا تَفعَلَهُ بِأَحَدٍ مِنَ المُؤمِنينَ، ولا تَمَلَّ مِن فِعلِ الخَيرِ،

وألاّ تُثَقِّلَ عَلى أحَدٍ،

وألاّ تَمُنَّ عَلى أحَدٍ إذا أنعَمتَ عَلَيهِ، وأن تَكونَ الدُّنيا عِندَكَ سِجنا حَتّى يَجعَلَ اللهُ لَكَ جَنَّةً.

فَهذِهِ أربَعونَ حَديثا، مَنِ استَقامَ عَلَيها وحَفِظَها عَنّي مِن اُمَّتي دَخَلَ الجَنَّةَ بِرَحمَةِ اللهِ،

وكانَ مِن أفضَلِ النّاسِ وأحَبِّهِم إلَى اللهِ عز و جل بَعدَ النَّبِيّينَ وَالوَصِيّينَ، وحَشَرَهُ اللهُ يَومَ القِيامَةِ مَعَ النَّبِيّينَ وَالصِّدّيقينَ وَالشُّهَداءِ وَالصّالِحينَ وحَسُنَ اُولئِكَ رَفيقا [1]

۲۹) الخصال کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو وصیت کی اس میں فرمایا: اے علی علیہ السلام! میری امت میں سے جو بھی خدا اور آخرت کے لئے چالیس احادیث حفظ کرے گا۔ خدا قیامت کے دن اس کو انبیاء وصدیقین، شہداء اور نیک بندوں، جو بہترین بندے ہیں کے ساتھ محشور کرے گا۔

علی علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے بتایئے کہ وہ کونسی احادیث ہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ اکیلے خدا پر ایمان رکھو۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔

اور نماز مکمل وضو سے انجام دو۔ اس کے معین وقت میں اور نماز کو موخر نہ کرو کیونکہ بغیر سبب کے نماز کو موخر کرنے میں خدا کی ناراضگی ہے

اور زکوۃ ادا کرو اور ماہ رمضان کا روزہ رکھو

اور خانہ کعبہ کا حج کرو جب تمہارے پاس اتنا مال ہو کہ قدرت پیدا کرلو۔

اور خبردار والدین کے عاق نہ بننا اور یتیم کا ناحق مال نہ کھانا،

اور سود نہ کھاؤ اور شراب نہ پیؤ اور نہ ہی نشے والی کوئی چیز کھاؤ پیؤ

---

[1] الخصال: ص 543 ح 19 عن إسماعيل بن الفضل الهاشمي، وإسماعيل بن أبي زياد جميعا عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج2 ص 154 ح 7.

اور زنا نہ کرو اور لواط سے بچو اور چغلی سے بچو۔

اور خدا کی جھوٹی قسم نہ کھاؤ، چوری نہ کرو، نزدیکی یا دور والے میں سے کسی کے لئے بھی جھوٹی گواہی نہ دو۔

اور جس سے بھی حق آئے، چھوٹا ہو یا بڑا، تم قبول کرو اور ظالم کو اپنا سہارا نہ بناؤ اگرچہ تمہارا قریبی دوست ہی کیوں نہ ہو۔

اور اپنی ہوا و ہوس پر عمل نہ کرو اور پاکدامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ۔

اور ریا سے پرہیز کرو کیونکہ سب سے کمترین ریا بھی خدا سے شرک ہے

چھوٹے قد اور بلند قد والوں کو عیب کی زبان سے چھوٹا یا لمبا نہ کہو

اور خدا کی کسی بھی مخلوق کا مذاق نہ اڑاؤ اور مصیبت اور مشکل پر صبر کرو

اور خدا سے جو تمہیں نعمتیں دی ہیں خدا کا شکر کرو،

اور جو گناہ کر رہے ہو، اس کی سزا خدا کی طرف سے خود کو محفوظ نہ سمجھو،

خدائی رحمت سے نا امید مت ہو

اور تم اپنے گناہوں سے خدا کی طرف لوٹ آؤ۔ کیونکہ گناہ کو چھوڑنے والا ایسے ہے جیسے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو۔

اور توبہ کے ساتھ گناہ کرنے پر اصرار نہ کرو کیونکہ اگر ایسے کرو گے تو گویا خدا اور اس کی آیات اور انبیاء کا مذاق اڑانے والے ہو،

اور یہ تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ تم تک پہنچا ہے وہ یقینا بغیر خطا کے پہنچا ہے اور جو کوئی ظاہراً غلط ہو، وہ تم تک نہیں پہنچنا چاہیے تھا

اور تم مخلوق کی رضایت سے خدا کی ناراضگی حاصل نہ کرو

اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے

اور تم جو اپنی قدرت میں رکھتے ہو وہ اپنے بھائیوں کو دینے سے بخل نہ کرو

اور تیرا اندر تیرے باہر کی طرح ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرا ظاہر خوبصورت اور باطن بدصورت ہو، اگر ایسا کرو گے تو منافقوں سے شمار کئے جاؤ گے۔

اور جھوٹ نہ بولنا اور جھوٹوں کی صحبت سے بچنا اور جب حق کی بات سنو تو غصہ مت کرو

اور تم خود کو اپنے خاندان، اولاد اور پڑوس والوں کو اپنی طاقت کے حساب سے ادب سکھاؤ

اور اپنے علم پر عمل کرو اور خدائی مخلوق میں سے کسی بھی ایک سے سوائے حق کے رفتار نہ کرو۔

نزدیکی اور دور والے کے سامنے نرمی سے پیش آؤ، نہ زبردستی اور سختی سے،

خدا کی تسبیح، تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور دعا زیادہ کرو

اور بہت زیادہ موت اور موت کے بعد، قیامت سے جنت یا جہنم تک کو یاد کرو

اور قرآن زیاد پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

اور مومن مرد اور عورت سے نیکی کرنے اور ان کا احترام کرنے کو غنیمت شمار کرو

اور دیکھو جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ مومنوں میں سے کسی کے لئے بھی نہ کرو

اور نیکی کے کام سے تھکاوٹ محسوس نہ کرو

اور کسی کے ماتحت ہونے کو قبول نہ کرو

اور جب کسی کو نعمت دو تو اس پر احسان مت جتاؤ

اور تیرے نزدیک دنیا ایسا زندان ہونا چاہیے جس سے نکل کر جنت جاؤ گے۔

یہ چالیس حدیثیں ہیں جو میری امت میں سے کوئی بھی حفظ کرے اور پابندی کرے تو رحمت الٰہی کے ذریعے جنت میں جائے گا اور ایسا آدمی انبیاء و اوصیاء کے بعد خدا کے نزدیک بہت زیادہ فضیلت والا اور محبوب ہوگا اور خدا سے قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، جو بہترین ساتھی ہیں کے ساتھ محشور ہوگا۔

2/14

تَعليمُ الحِكمَةِ للأَولادَ

اولاد کو حکمت کی تعلیم

30.معانی الأخبار عن شريح بن هانئ: سَأَلَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام ابنَهُ الحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام، فَقالَ: يا بُنَيَّ ما العَقلُ؟ قالَ: حِفظُ قَلبِكَ ما استَودَعتَهُ. قالَ: فَمَا الحَزمُ؟ قالَ: أن تَنتَظِرَ فُرصَتَكَ، وتُعاجِلَ ما أمكَنَكَ. قالَ: فَمَا المَجدُ؟

قالَ: حَملُ المَغارِمِ [1]، وَابتِناءُ المَكارِمِ.

قالَ: فَمَا السَّماحَةُ؟ قالَ: إجابَةُ السّائِلِ، وبَذلُ النّائِلِ.

قالَ: فَمَا الشُّحُّ؟

قالَ: أن تَرَى القَليلَ سَرَفا، وما أنفَقتَ تَلَفا.

قالَ: فَمَا الرِّقَّةُ [2]؟ قالَ: طَلَبُ اليَسيرِ ومَنعُ الحَقيرِ.

قالَ: فَمَا الكُلفَةُ؟ قالَ: التَّمَسُّكُ بِمَن لا يُؤمِنُكَ، وَالنَّظَرُ فيما لا يَعنيكَ.

قالَ: فَمَا الجَهلُ؟ قالَ: سُرعَةُ الوُثوبِ عَلَى الفُرصَةِ قَبلَ الاِستِمكانِ مِنها، وَالاِمتِناعُ عَنِ الجَوابِ، ونِعمَ العَونُ الصَّمتُ في مَواطِنَ كَثيرَةٍ وإن كُنتَ فَصيحا. ثُمَّ أقبَلَ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ عَلَى الحُسَينِ ابنِهِ عليه السلام فَقالَ لَهُ: يا بُنَيَّ، مَا السُّؤدَدُ؟ قالَ: اِصطِناعُ [3] العَشيرَةِ، وَاحتِمالُ الجَريرَةِ [4]

قالَ: فَمَا الغِنى؟

قالَ: قِلَّةُ أمانِيِّكَ، وَالرِّضى بِما يَكفيكَ.

قالَ: فَمَا الفَقرُ؟

قالَ: الطَّمَعُ، وشِدَّةُ القُنوطِ.

قالَ: فَمَا اللُّؤمُ؟

قالَ: إحرازُ المَرءِ نَفسَهُ، وإسلامُهُ عِرسَهُ.

قالَ: فَمَا الخُرقُ؟ قالَ: مُعاداتُكَ أميرَكَ، ومَن يَقدِرُ عَلى ضَرِّكَ ونَفعِكَ. ثُمَّ التَفَتَ إلَى الحارِثِ الأَعوَرِ

فَقالَ: يا حارِثُ، عَلِّموا هٰذِهِ الحِكَمَ أولادَكُم، فَإِنَّها زِيادَةٌ فِي العَقلِ وَالحَزمِ وَالرَّأيِ [5]

---

[1] المَغرَمُ: ما يلزم به الإنسان من غرامة، أو يصاب به في ماله من خسارة وما يلحق به من المظالم (مجمع البحرين: ج 2 ص 1317 «غرم»).

[2] في بحار الأنوار: «فما السرقة».

[3] الاصطناع: افتعالٌ من الصنيعة؛ وهي العطيّة والكرامة والإحسان (النهاية: ج 3 ص 56 «صنع»).

[4] الجَرِيرَةُ: الجناية والذنب (النهاية: ج 1 ص 258 «جرر»).

[5] معاني الأخبار: ص 401 ح 62، بحار الأنوار: ج 72 ص 194 ح 14.

۳۰) معانی الاخبار، شریح بن ہانی سے نقل کیا ہے: علی نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے پوچھا: عقل کے کیا معنی ہیں؟ حسن علیہ السلام نے جواب دیا: عقل یہ ہے کہ جو کچھ تو نے دل کے سپرد کیا ہے اور اس کو محفوظ کرے۔

پھر پوچھا: دور اندیشی کیا ہے؟

امامؑ نے جواب دیا: فرصت کے انتظار میں رہو۔ جیسے ہی فرصت ملے پہلے عمل کرو۔

پھر پوچھا: بزرگواری کا مطلب کیا ہے؟

تو امام حسنؑ نے جواب دیا: خسارے کو تحمل کرنا اور اچھے (کاموں) کی بنیاد رکھنا۔

پھر پوچھا: بزرگی کیا ہے؟

جواب میں فرمایا: سوال کرنے والے کی درخواست قبول کرنا اور اس کو دنیا وہ چیز جو پہنچی ہے۔

پھر پوچھا: بخل کا مطلب کیا ہے؟

جواب میں فرمایا (یہ کہ) کم خرچ کو فضول خرچی دیکھو اور انفاق کرنے کو فضول خرچ سمجھو۔

پھر پوچھا: سرقت کیا ہے؟

جواب دیا: کم کو طلب کرنا اور حقیر چیز کو منع کرنا۔

پھر پوچھا: تکلف (زحمت سے کسی چیز کو سنبھالنا) کا مطلب کیا ہے؟

فرمایا: اعتماد کرنا ایسے آدمی پر جو تجھے امان نہیں دے گا اور توجہ دینا اسی چیزوں کی طرف جو تیرے مقصد کی نہیں ہیں؟

پھر فرمایا: بے عقلی (جہالت) کیا ہے؟

فرمایا: فرصت سے فائدہ اٹھانے سے پہلے جلدی کرنا۔ امکانات فراہم کرنے سے پہلے جواب سے خود کو روکنا۔ بہت سے مقامات پر بہترین مددگار، سکوت ہے۔ اگرچہ تم فصیح ہو۔

پھر امام علی علیہ السلام اپنے دوسرے فرزند امام حسین علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور ان سے فرمایا: میرے پیارے بیٹے! سروری کا مطلب کیا ہے؟

امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا: اپنوں پر احسان کرنا اور دوسروں کی غلطیوں کو تحمل کرنا۔

پھر پوچھا: تو انگری کا مطلب کیا ہے؟

جواب دیا: آرزو کا کم ہونا اور جو تیرے لئے کافی ہے اس پر راضی ہونا۔

پھر پوچھا: ناداری (فقر) کیا ہے؟

جواب میں فرمایا: (دوسروں پر) طمع ولالچ اور زیادہ ناامید ہونا۔

پھر پوچھا: حقارت کا مطلب کیا ہے؟

جواب دیا: یہ کہ انسان خود کو حفظ میں رکھے اور اپنے عیال کو دوسرے کے حوالے کرے۔

پھر پوچھا: درشتی یعنی کیا؟

فرمایا: تم اپنے حاکم کے ساتھ دشمنی کرو اور اس کے ساتھ بھی جو تجھے نفع ونقصان دینے کی قدرت رکھتا ہو۔

پھر علی علیہ السلام حارث اعور کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے حارث! یہ حکمتیں تم اپنی اولاد کو سکھاؤ کیونکہ یہ عقل اور دوراندیشی وفکر کی زیادتی کا سبب ہیں۔

الفصل الثّالِثُ: اليقين

تیسری فصل: یقین

31.بغية الطلب عن محمّد بن مسعر اليربوعيّ: قالَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: كَم بَينَ الإيمانِ وَاليَقينِ؟ قالَ: أربَعُ أصابِعَ. قالَ: بَيِّن. قالَ: اليَقينُ ما رَأَتهُ عَينُكَ، وَالإيمانُ ما سَمِعَت اُذُنُكَ وصَدَّقتَ بِهِ. قالَ: أشهَدُ أنَّكَ مِمَّن أنتَ مِنهُ، ذُرِّيَّةٌ بَعضُها مِن بَعضٍ [1]

(۳۱) بغیۃ الطلب میں محمد بن مسعر یربوعی سے نقل ہے کہ امام علی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: ایمان اور یقین کے درمیان میں کتنا فاصلہ ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: چار انگشت کا۔ امام نے فرمایا: وضاحت کرو۔ تو فرمایا: یقین یہ ہے کہ تیری آنکھ نے دیکھا ہے اور ایمان یہ ہے کہ تیرے کان نے سنا اور اس کی تصدیق کی ہے۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اور تو اس سے (فاطمہ سلام اللہ علیہا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ ایسی نسل ہے کہ جس کے بعض، بعض سے ہیں۔

32. كفاية الأثر عن يحيى بن يَعمُر: كُنتُ عِندَ الحُسَينِ عليه السلام إذ دَخَلَ عَلَيهِ رَجُلٌ مِنَ العَرَبِ مُتَلَثِّمًا أسمَرُ شَديدُ السُّمرَةِ، فَسَلَّمَ ورَدَّ الحُسَينُ عَلَيهِ السَّلامَ. فَقالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ مَسأَلَةٌ. قالَ: هاتِ. قالَ: كَم بَينَ الإيمانِ وَاليَقينِ؟ قالَ: أربَعُ أصابِعَ. قالَ: كَيفَ؟ قالَ: الإيمانُ ما سَمِعناهُ، وَاليَقينُ ما رَأَيناهُ، وبَينَ السَّمعِ وَالبَصَرِ أربَعُ أصابِعَ. قالَ: فَكَم بَينَ السَّماءِ وَالأَرضِ؟ قالَ: دَعوَةٌ مُستَجابَةٌ. قالَ: فَكَم بَينَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ؟ قالَ: مَسيرَةُ يَومٍ لِلشَّمسِ [2]

(۳۲) کفایۃ الاثر میں یحییٰ بن یعمر سے نقل ہے: میں امام حسین علیہ السلام کے پاس تھا کہ ایک عرب گندی رنگ کا اس حالت میں امامؑ کے پاس آکر سلام کیا کہ اس نے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔ امامؑ نے بھی اس کے سلام کا جواب دیا۔

اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کے فرزند! ایک سوال ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پوچھو۔ اس نے کہا: ایمان اور یقین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔

---

[1] بغية الطلب فی تاريخ حلب: ج6 ص2589، وفی ذخائر العقبی: ص238 «قال علی علیہ السلام للحسن بن علی علیہ السلام».

[2] كفاية الأثر: ص232، بحار الأنوار: ج36 ص384 ح5، وفی الاحتجاج: ج2 ص15 ح149 والمناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص13 عن الإمام الحسن علیہ السلام وكلاهما نحوه.

امام علیہ السلام نے فرمایا: چار انگشت کا۔

اس نے پوچھا: وہ کیسے؟

امام علیہ السلام نے جواب دیا: ایمان وہ چیز ہے جو ہم نے سنی ہے اور یقین وہ چیز ہے جو ہم نے دیکھی ہے اور کان اور آنکھ کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہے۔

پھر اس نے پوچھا: آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایسی دعا کا جو قبول ہوئی ہو۔

پھر اس شخص نے پوچھا: مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: سورج کے ایک دن جتنا راستہ۔

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَام:

إِنَّ قَوماً عَبَدُوا اللهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبادَةُ التُّجّارِ

وَإِنَّ قَوماً عَبَدُوا اللهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبادَةُ الْعَبِيْدِ

وَإِنَّ قَوماً عَبَدُوا اللهَ شُكْراً فَتِلْكَ عِبادَةُ الْأَحْرارِ

وَهِيَ أَفْضَلُ الْعِبادَةِ. [1]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

کچھ لوگ رغبت کے ساتھ (اجر و ثواب کی لالچ میں) خدا کی عبادت کرتے ہیں یہ تاجر لوگوں کی عبادت ہے۔

کچھ لوگ (دوزخ کے) ڈر سے عبادت کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے۔

کچھ لوگ شکرانہ کے طور پر عبادت کرتے ہیں یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے

یہی بہترین عبادت ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ۷۸، ۱۱۷؛ موسوعة كلمات الامام الحسين عليه السلام: ص ۷۴۸، ح ۹۰۶؛ بلاغة الامام على بن الحسين عليه السلام: ص ۱۷۱، باب سوم كلمات قصار

الباب الثّانی: الحکم العقائدیّة

دوسرا باب: اعتقادی حکمتیں

قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَام:

لِیَکُنْ کُلُّ امْرِیٍ مِّنْکُمْ حِلْساً مِّنْ اَحْلاسِ بَیْتِهِ

مَادَامَ هٰذَا الرَّجُلُ حَیّاً

فَاِنْ یُّهْلَكْ وَ اَنْتُمْ اَحْیَآءٌ رَّجَوْنَا اَنْ یُّخَیِّرَ اللهُ لَنَا

وَ یُؤْتِیَنَا رُشْدَنَا وَلَا یَکِلَنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا

"وَاِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ"۔[۱]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

جب تک یہ (معاویہ) زندہ رہے تم میں سے ہر ایک اپنے گھر کے اندر بیٹھا رہے (کوئی حرکت وقیام نہ کرے)

جب وہ مرجائے اور تم زندہ رہ جاؤ

تو امید ہے کہ خدا ہمارے لئے رشد و رستگاری (نجات) قرار دے

اور ہم کو ہمارے اوپر نہ چھوڑے (جیسا کہ اس نے قرآن میں وعدہ فرمایا ہے:)

"یقیناً خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور وہ نیکو کار بھی ہیں۔"

---

[۱] موسوعة کلمات الامام الحسین علیہ السلام: ص۲۰۵، ح۱۵۲

الفصل الأَوَّلُ: معرفة الله

پہلی فصل: معرفتِ خدا

1/1

رَأسُ العِلمِ

علم کی بنیاد

33.جامع الأخبار بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام جاءَ رَجُلٌ إلى رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وقالَ: ما رَأسُ العِلمِ؟

قالَ: مَعرِفَةُ اللهِ حَقَّ مَعرِفَتِهِ.

قالَ: وما حَقُّ مَعرِفَتِهِ؟

قالَ: أن تَعرِفَهُ بِلا مِثالٍ ولا شَبيهٍ، وتَعرِفَهُ إلهاً واحِداً خالِقاً قادِراً، أوَّلاً وآخِراً، ظاهِراً وباطِناً، لا كُفوَ لَهُ ولا مِثلَ لَهُ، وذلِكَ مَعرِفَةُ اللهِ حَقَّ مَعرِفَتِهِ[1]

۳۳) جامع الاخبار نے اپنی سند سے، امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا: علم کی بنیاد (شروعات) کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: معرفت خدا، جس طرح اس کا حق ہے۔

---

[1] جامع الأخبار: ص 36 ح 17 عن الإمام الرضا عن أبيه عن آبائه عليهم السلام. بحار الأنوار: ج 3 ص 14 ح 36 وراجع: التوحيد ص 285 ح 5.

اس شخص نے کہا: اس کی معرفت کا حق کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ ہے کہ خدا کو بغیر مثل کے پہچانو اور اس کو واحد خدا اور خالق سمجھو۔ وہ آغاز اور انتہا، آشکار و باطن ہے جس کا کوئی نہ مثل ہے نہ ہی شبیہ اور یہ ہی ہے خدا کی معرفت کا حق ہے۔

1/2

حِصنُ اللهِ

خدا کا قلعہ

34.التوحيد عن إسحاق بن راهويه: لَمّا وافى أبو الحَسَنِ الرِّضا عليه السلام بِنَيسابورَ وأَرادَ أن يَخرُجَ مِنها إلَى المَأمونِ، اجتَمَعَ إلَيهِ أصحابُ الحَديثِ فَقالوا لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، تَرحَلُ عَنّا ولا تُحَدِّثُنا بِحَديثٍ فَنَستَفيدَهُ مِنكَ؟! وكانَ قَد قَعَدَ فِي العَمارِيَةِ، فَأَطلَعَ رَأسَهُ وقالَ: سَمِعتُ أبي موسَى بنَ جَعفَرٍ يَقولُ: سَمِعتُ أبي جَعفَرَ بنَ مُحَمَّدٍ يَقولُ: سَمِعتُ أبي مُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ يَقولُ: سَمِعتُ أبي عَلِيَّ بنَ الحُسَينِ يَقولُ: سَمِعتُ أبِيَ الحُسَينَ بنَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ يَقولُ: سَمِعتُ أبي أميرَ المُؤمِنينَ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ يَقولُ: سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: سَمِعتُ جَبرَئيلَ يَقولُ: سَمِعتُ اللهَ جَلَّ جَلالُهُ يَقولُ: لا إلٰهَ إلاَّ اللهُ حِصني، فَمَن دَخَلَ حِصني أمِنَ مِن عَذابي. قالَ: فَلَمّا مَرَّتِ الراحِلَةُ نادانا: بِشُروطِها وأنَا مِن شُروطِها[1]

۳۴) التوحید میں اسحاق بن راھویہ سے نقل ہے: جب امام علی رضا علیہ السلام سفر طے کر کے نیشا پور تک پہنچے اور ماموں کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو حدیث کے راویوں نے امامؑ کے اطراف میں حلقہ بنالیا اور امامؑ کو کہنے لگے: اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے ہاں سے جا رہے ہیں مگر ہمارے لئے کوئی حدیث بیان نہیں کر رہے ہیں تا کہ ہم استفادہ کریں؟

امام اس حالت میں کہ اونٹ کے کجاوہ میں بیٹھے ہوئے تھے اپنا سر مبارک نکال کر فرمایا: میں نے اپنے بابا موسیٰ بن جعفرؑ سے سنا ہے کہ اس نے اپنے بابا جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور اس نے اپنے بابا محمد بن علی علیہما السلام سے اور اس نے

[1] التوحيد: ص 25 ح 23، ثواب الأعمال: ص 21 ح 1، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 135 ح 4، بشارة المصطفى: ص 269، بحار الأنوار: ج 49 ص 123 ح 4.

اپنے بابا علی بن حسین علیہما السلام سے اور اس نے اپنے بابا حسین بن علی علیہما السلام سے اور اس نے اپنے بابا علی علیہ السلام سے اور اس نے نبی اکرم سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل سے اور جبرائیل نے خدا سے سنا کہ ارشاد ہے: لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو بھی میرے قلعہ میں آجائے وہ میرے عذاب سے محفوظ ہے۔

پھر جیسے امامؑ کی سواری چلنے لگی تو امامؑ نے ہمیں ندا دی اور فرمایا: مگر اس کی شرائط ہیں ان شرائط میں سے ایک شرط میں ہوں۔

1/3

عِلَّةُ الخِلقَةِ

فلسفہ خلقت

35.علل الشرائع عن سلمة بن عطا عن أبي عبد الله عليه خَرَجَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام عَلى أصحابِهِ فَقالَ: أيُّهَا النّاسُ! إنَّ اللهَ جَلَّ ذِكرُهُ ما خَلَقَ العِبادَ إلّا لِيَعرِفوهُ، فَإِذا عَرَفوهُ عَبَدوهُ، فَإِذا عَبَدوهُ استَغنَوا بِعِبادَتِهِ عَن عِبادَةِ مَن سِواهُ.

فَقالَ لَهُ رَجُلٌ: يَابنَ رَسولِ اللهِ بِأَبي أنتَ واُمّي، فَما مَعرِفَةُ اللهِ؟

قالَ: مَعرِفَةُ أهلِ كُلِّ زَمانٍ إمامَهُمُ [1] الَّذي يَجِبُ عَلَيهِم طاعَتُهُ [2]

(۳۵) علل الشرائع میں سلمہ بن عطا سے نقل امام صادق علیہ السلام سے ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس آکر فرمایا: اے لوگو! خدا نے اپنے بندوں کو فقط اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ خدا کی معرفت حاصل کریں اور جب اس کی معرفت حاصل کریں تو اس کی عبادت کریں اور جب عبادت کریں تو غیر خدا کی عبادت سے خدا کی عبادت کے ذریعے بے نیاز ہوجائیں۔

بس ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول کے فرزند! میرا باپ و ماں آپ پر قربان! خدا کی معرفت کا مطلب کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: لوگوں کی معرفت رکھنا ہر زمانے میں اس امام کے بارے میں جس کی اطاعت اس پر واجب

---

[1] أي أنّ معرفة الله والإيمان الحقيقي يلازم معرفة الرجل إمام زمانه.

[2] علل الشرائع: ص9 ح1، كنز الفوائد: ج1 ص328 عن مسلمة بن عطا. بحار الأنوار: ج5 ص312 ح1.

ہے۔

1/4

الدَّلیلُ عَلی مَعرِفَةِ اللهِ

معرفت خدا کی طرف رہنمائی

36.التوحيد عن زياد بن المنذر عن أبي جعفر محمّد بن عل: إنَّ رَجُلاً قامَ إلى أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام فَقالَ: يا أميرَالمُؤمِنينَ، بِماذا عَرَفتَ رَبَّكَ؟ قالَ: بِفَسخِ العَزمِ، ونَقضِ الهَمِّ؛ لَمّا هَمَمتُ فَحيلَ بَيني وبَينَ هَمّي، وعَزَمتُ فَخالَفَ القَضاءُ عَزمي، عَلِمتُ أنَّ المُدَبِّرَ غَيري. قالَ: فَبِماذا شَكَرتَ نَعماءَهُ؟ قالَ: نَظَرتُ إلى بَلاءٍ قَد صَرَفَهُ عَنّي وأبلى بِهِ غَيري، فَعَلِمتُ أنَّهُ قَد أنعَمَ عَلَيَّ فَشَكَرتُهُ. قالَ: فَلِماذا أحبَبتَ لِقاءَهُ؟ قالَ: لَمّا رَأَيتُهُ قَدِ اختارَ لي دينَ مَلائِكَتِهِ ورُسُلِهِ وأنبِيائِهِ، عَلِمتُ أنَّ الَّذي أكرَمَني بِهذا لَيسَ يَنساني، فَأَحبَبتُ لِقاءَهُ [1]

۳۶) التوحید، زیاد بن منذر نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے: ایک شخص علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنینؑ آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے پہچانا؟

تو امامؑ نے فرمایا: ارادوں کے ٹوٹنے سے کیونکہ جب میں نے ارادہ کیا تو میرے درمیان اور ارادے کے درمیان ایک مانع پیدا ہوا اور جب میں نے تصمیم کی تو میری تصمیم کے ساتھ تقدیر سازگار نہ ہوئی، تو میں نے جانا کہ چلانے اور تدبیر کرنے والا کوئی اور ہے۔

پھر اس نے کہا: آپ کیسے خدا کی نعمتوں کا شکر کرتے ہو؟

امامؑ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ مشکل کو مجھ سے دور کیا دوسرے کو اسی ہی مشکل میں دوچار کیا تو میں نے جانا کہ اس نے مجھے نعمت دی ہے اسی وجہ سے اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔

پھر اس نے پوچھا: کیوں خدا کے دیدار (ملاقات) کو چاہتے ہیں؟

جواب دیا: جب میں نے دیکھا کہ اس نے میرے لئے فرشتوں، رسولوں، انبیاء کا قانون انتخاب کیا ہے تو

---

[1] التوحید: ص288 ح6 وراجع: الخصال: ص33 ح1 ومختصر بصائر الدرجات: ص131 وروضة الواعظین: ص38

مجھے پتہ چلا جس نے مجھے ایسے نوازا ہے وہ کبھی بھلائے گا نہیں بس اسی لئے اس کے دیدار (ملاقات) کا مشتاق ہوں۔

37.التوحيد عن محمّد بن زياد و محمّد بن سيّار عن الحسن قامَ رَجُلٌ إلى عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ عليه السلام فَقالَ: أخبِرني عَن مَعنى «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ». فَقالَ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ عليه السلام: حَدَّثَني أبي عَن أخيهِ الحَسَنِ عَن أبيهِ أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام: أنَّ رَجُلاً قامَ إلَيهِ فَقالَ: يا أميرَ المُؤمِنينَ، أخبِرني عَن «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» ما مَعناهُ؟ فَقالَ: إنَّ قَولَكَ: «أللهُ» أعظَمُ اسمٍ مِن أسماءِ اللهِ عز و جل، وهُوَ الإسمُ الَّذي لا يَنبَغي أن يُسَمّى بِهِ غَيرُ اللهِ، ولَم يَتَسَمَّ بِهِ مَخلوقٌ. فَقالَ الرَّجُلُ: فَما تَفسيرُ قَولِهِ: «أللهُ»؟ قالَ: هُوَ الَّذي يَتَألَّهُ إلَيهِ عِندَ الحَوائِجِ وَالشَّدائِدِ كُلُّ مَخلوقٍ عِندَ انقِطاعِ الرَّجاءِ مِن جَميعِ مَن هُوَ دونَهُ، وتَقَطُّعِ الأَسبابِ مِن كُلِّ مَن سِواهُ، وذلِكَ أنَّ كُلَّ مُتَرَئِّسٍ في هذِهِ الدُّنيا ومُتَعَظِّمٍ فيها وإن عَظُمَ غَناؤُهُ وطُغيانُهُ و كَثُرَت حَوائِجُ مَن دونَهُ إلَيهِ؛ فَإِنَّهُم سَيَحتاجونَ حَوائِجَ لا يَقدِرُ عَلَيها هذَا المُتَعاظِمُ، و كَذلِكَ هذَا المُتَعاظِمُ يَحتاجُ حَوائِجَ لا يَقدِرُ عَلَيها، فَيَنقَطِعُ إلَى اللهِ عِندَ ضَرورَتِهِ وفاقَتِهِ، حَتّى إذا كَفى هَمَّهُ عادَ إلى شِركِهِ. أما تَسمَعُ اللهَ عز و جل يقول: «قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ * بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَاءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ»[1] فَقالَ اللهُ عز و جل لِعِبادِهِ: أيُّهَا الفُقَراءُ إلى رَحمَتي، إنّي قَد ألزَمتُكُمُ الحاجَةَ إلَيَّ في كُلِّ حالٍ، وذِلَّةَ العُبودِيَّةِ في كُلِّ وَقتٍ، فَإِلَيَّ فَافزَعوا في كُلِّ أمرٍ تَأخُذونَ فيهِ، وتَرجونَ تَمامَهُ وبُلوغَ غايَتِهِ؛ فَإِنّي إن أرَدتُ أن أُعطِيَكُم لَم يَقدِر غَيري عَلى مَنعِكُم، وإن أرَدتُ أن أمنَعَكُم لَم يَقدِر غَيري عَلى إعطائِكُم؛ فَأَنَا أحَقُّ مَن سُئِلَ، وأولى مَن تُضُرِّعَ إلَيهِ، فَقولوا عِندَ افتِتاحِ كُلِّ أمرٍ صَغيرٍ أو عَظيمٍ: «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» أي أستَعينُ عَلى هذَا الأَمرِ بِاللهِ الَّذي لا يَحِقُّ العِبادَةُ لِغَيرِهِ، المُغيثِ إذَا استُغيثَ، المُجيبِ إذا دُعِيَ، الرَّحمنِ الَّذي يَرحَمُ بِبَسطِ الرِّزقِ عَلَينا، الرَّحيمِ بِنا في أديانِنا ودُنيانا وآخِرَتِنا، خَفَّفَ عَلَينَا الدّينَ وجَعَلَهُ سَهلاً خَفيفاً، وهُوَ يَرحَمُنا بِتَمَيُّزِنا[2] مِن أعدائِهِ. ثُمَّ قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَن حَزَنَهُ أمرٌ تَعاطاهُ فَقالَ: «بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ» وهُوَ مُخلِصٌ للهِ يُقبِلُ بِقَلبِهِ إلَيهِ، لَم يَنفَكَّ مِن إحدَى

---

[1] الأنعام: 40 و 41.

[2] في بعض النسخ: «بتمييزنا».

اثنَتَينِ: إمّا بُلوغ حاجَتِهِ في الدُّنيا، وإمّا يُعَدُّ لَهُ عِندَ رَبِّهِ ويُدَّخَرُ لَدَيهِ، وما عِندَ اللهِ خَيرٌ وأبقى لِلمُؤمِنينَ[1]

۷۳) التوحید: محمد بن زیاد اور محمد بن ہشیار سے نقل ہے کہ: ایک شخص امام سجاد علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: مجھے بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ کے معنی بتائیے۔

امامؑ نے فرمایا: میرے بابا (امام حسینؑ) نے اپنے بھائی امام حسنؑ سے اور اپنے بابا علی علیہ السلام سے حدیث نقل کی کہ ایک شخص آیا اور کہا: اے امیر المومنینؑ مجھے بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ کے معنی بتائیے

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تو اس کا مطلب ہے خدا کا سب سے بڑا نام اور ایسا نام کہ جو خدا کے علاوہ کسی پر رکھنا جائز نہیں ہے اور مخلوق میں سے کسی پر نہیں رکھتے۔

پھر اس شخص نے پوچھا: اللہ کی تفسیر کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ ایسی ذات ہے کہ ہر مخلوق اپنی محتاجی اور مشکلات میں اور جب غیر خدا سے امید ختم ہو جاتی ہے اور ہر دوسرا سبب کٹ جاتا ہے تو خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ اس دنیا میں ہر بڑا آدمی جتنا ہی غنی اور نا فرمان ہو اور لوگوں کی ضرورتیں بھی اس کی طرف زیادہ ہوں پھر بھی لوگوں کے پاس ایسی ضرورتیں اور پریشانیاں ہیں جو یہ بڑا آدمی حل نہیں کر سکتا اور اس بزرگ اور بڑے آدمی کی بھی بہت سی ایسی ضرویات ہیں جو خود پوری نہیں کر سکتا۔ اسی لئے ضرورت اور پریشانی کے وقت خدا کی طرف رخ کرتا ہے تاکہ خدا اس کی ضرورت اور پریشانی کو دور کرے اور پھر یہ بزرگ آدمی خدا کے شرک کی طرف لوٹ کر آتا ہے۔

کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے: آپ ان سے کہیے کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے پاس عذاب یا قیامت آجائے تو کیا تم اپنے دعوے کی صداقت میں غیر خدا کو بلاؤ گے۔ نہیں تم خدا کو ہی پکارو گے اور وہی اگر چاہے تو اس مصیبت کو رفع کر سکتا ہے اور تم اپنے مشرکانہ خداؤں کو بھول جاؤ گے۔

پھر خدا نے اپنے بندوں کو کہا: اے میری رحمت کے محتاج بندو! ہر حالت میں، اپنی طرف محتاج ہونا اور بندگی کی ذلت ہر زمانے میں، تمہارے لئے میں نے ضروری کیا ہے، بس ہر اس کام کی شروعات میں جس کو انجام دینے کی امید رکھتے ہو اور آخر تک پہنچانے کی امید رکھتے ہو۔ تم مجھ سے پناہ مانگو کیونکہ اگر میں تمہیں دینا چاہوں تو میرے سوا کوئی اس کو چھیننے پر قدرت نہیں رکھتا اگر کوئی تمہیں نہ دینا چاہوں تو میرے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جو دینے پر قدرت رکھتا ہو۔

---

[1] التوحید: ص231 ح5.

بس میں مانگنے کے زیادہ لائق ہوں اور میں زیادہ اس کے لائق ہوں کہ مجھے پکارا جائے اور بلایا جائے۔

بس تم ہر چھوٹے بڑے کام کی شروعات میں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہو، یعنی اس کام کے لئے اس خدا سے مدد مانگ رہا ہوں اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ایسا خدا کہ جب اس سے مدد مانگی جائے تو مدد کرتا ہے اور جب دعا کی جائے تو قبول کرتا ہے ایسا بخشنے اور دینے والا ہے کہ جو ہم پر وسعت رزق سے رحم کرتا ہے ہمارا مہربان ہے ہمارے دین، دنیا اور آخرت میں، اس نے ہمارے اوپر دین کو آسان کر کے پیش کیا، اور وہ ایسا خدا ہے جس نے ہمیں اپنے دشمنوں سے دور کر کے ہم پر رحمت نازل کی۔

پھر بات آگے بڑھا کر کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو پریشان کرنے والی مشکل پیش آئے (اگر وہ) خلوصِ نیت سے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہے تو وہ دو حالت سے خالی نہیں ہوگا۔ یا اس کو دنیا میں ایسی حاجت مل جائے گی یا وہ اپنی حاجت لے کر خدا کے پاس حساب کے لئے آئے گا اور اس کی حاجت محفوظ ہوگی۔ البتہ جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ مومنین کے حق میں بہتر ہے۔

1/5

ما يوجِبُ مَحَبَّةَ اللهِ

بندوں کا محبوب خدا ہے

38. الأمالی بإسناده عن الحسين بن علیّ عن علیّ بن أبی أوحَى اللهُ عز و جل إلى نَجِيِّهِ[1] موسَى بنِ عِمرانَ عليه السلام: يا موسى، أحِبنی وحَبِّبنی إلى خَلقی. قالَ: يا رَبِّ إنّی اُحِبُّكَ، فَكَيفَ اُحَبِّبُكَ إلى خَلقِكَ؟ قالَ: أذكُر لَهُم نَعمائی عَلَيهِم وبَلائی[2] عِندَهُم، فَإِنَّهُم لا يَذكُرونَ. أو[3] لا يَعرِفونَ. مِنّی إلّا كُلَّ خَيرٍ[4]

---

[1] النجیّ: هو المُناجی (النهاية: ج5 ص25 «نجا»).

[2] يحتمل أن يكون لفظ «بلائی» تصحيف «آلائی» الذی هو بمعنى النعمة، ويحتمل أن يكون المراد إنزال البلاء لا نفس البلاء، بمعنى أنه تعالى وإن كان من حقّه إنزال البلاء بسبب مساوء العباد، إلّا أنّه لا ينزله بهم.

[3] فی المصدر: «إذ»، والتصويب من بحار الأنوار.

[4] الأمالی للطوسی: ص484 ح1058 عن أيّوب بن نوح بن درّاج عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج70 ص18 ح12.

۳۸) امالی، شیخ طوسی کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے اور امام علی علیہ السلام سے ہے کہ: خدا نے اپنے محرم راز موسی بن عمران پر وحی نازل کی: اے موسیٰؑ! مجھ سے محبت کرو اور مجھے لوگوں کا محبوب بناؤ۔

موسیٰؑ نے کہا: میرے خدا! میں تو تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن تجھے لوگوں کا محبوب کیسے بناؤں؟

خدا نے فرمایا: ان کو میری نعمتیں اور میری طرف سے آنے والی مشکلات یاد دلاؤ، اگر ایسے کرو گے تو وہ مجھے یاد نہیں کریں گے یا نہیں پہنچائیں گے سوائے نیکی کے۔

1/6

المَعرِفَةُ الشُّهودِيَّةُ

شہودی معرفت

39. كفاية الأثر بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام كفاية الأثر بإسناده عن الحسين بن عليّ عليه السلام [1] : سُئِلَ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام فَقيلَ لَهُ: يا أخا رَسولِ اللهِ، هَل رَأَيتَ رَبَّكَ؟ فَقالَ: و كَيفَ أعبُدُ مَن لَم أرَهُ! لَم يَرَهُ العُيونُ بِمُشاهَدَةِ العِيانِ، ولكِن رَأَتهُ القُلوبُ بِحَقائِقِ الإيمانِ، وإذا كانَ المُؤمِنُ يرى رَبَّهُ بِمُشاهَدَةِ البَصَرِ، فَإِنَّ كُلَّ مَن جازَ عَلَيهِ البَصَرُ [2] وَالرُّؤيَةُ فَهُوَ مَخلوقٌ، ولابُدَّ لِلمَخلوقِ مِنَ الخالِقِ، فَقَد جَعَلتَهُ إذا مُحدَثا مَخلوقا، ومَن شَبَّهَهُ بِخَلقِهِ فَقَدِ اتَّخَذَ مَعَ اللهِ شَريكا. وَيلَهُم! أوَلَم يَسمَعوا يَقولُ اللهُ تَعالى: «لا تُدرِكُهُ الأَبصَرُ وَهُوَ يُدرِكُ الأَبصَرَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الخَبِيرُ» [3]، وقَولَهُ: «لَن تَرَانِي وَلَكِنِ انظُرْ إِلَى الجَبَلِ فَإِنِ استَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا» [4]؛ وإنَّما طَلَعَ مِن نورِهِ عَلَى الجَبَلِ كَضَوءِ يَخرُجُ مِن سَمِّ الخِياطِ، فَدَكدَكَتِ الأَرضُ وصَعِقَتِ الجِبالُ، «وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا» أي مَيِّتا «فَلَمَّا أفاقَ» ورُدَّ عَلَيهِ روحُهُ «قالَ: سُبحَنَكَ تُبتُ إلَيكَ» مِن قَولِ مَن زَعَمَ أنَّكَ تُرى، ورَجَعتُ إلى مَعرِفَتي بِكَ أنَّ الأَبصارَ لا تُدرِكُكَ «وَأَنَا أَوَّلُ

---

[1] ذكر في هامش المصدر أنّ في بعض النسخ: «عن الحسن بن عليّ».

[2] في المصدر: «فإن كان من حاز عليه البصر»، والتصويب من بحار الأنوار.

[3] الأنعام: 103.

[4] الأعراف: 143.

الْمُؤْمِنِينَ، وأوّلُ المُقِرّينَ بِأنَّكَ تَرى ولا تُرى، وأنتَ بِالمَنظَرِ الأعلى [1]

۳۹) کفایۃ الاثر کی، سند سے امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے: علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: اے اللہ کے نبیؐ کے بھائی، کیا تم نے اپنے خدا کو دیکھا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کیسے ایسے خدا کی عبادت کرسکتا ہوں جس کو میں نے نہ دیکھا ہو؟ اس کو یہ محسوس آنکھیں نہیں دیکھ سکتی بلکہ خدا کو حقائق ایمان کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں، اگر مومن خدا کو سروالی آنکھوں سے دیکھتے تو وہ مخلوق ہے (نہ خالق) کیونکہ جس کو آنکھ سے دیکھا جائے وہ مخلوق کی صفت ہے اور ہر مخلوق کے لئے خالق کا ہونا ضروری ہے۔ بس خدا کو تو نے مخلوق اور پیدا ہونے والا بنادیا اور جو بھی خدا کو مخلوق کی طرح سمجھے، اس نے خدا کا شریک بنایا ہے۔ ایسے لوگوں پر ویل ہو، کیا انہوں نے نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے:

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

''تو اس کے بعد جب موسیٰؑ ہمارا وعدہ پورا کرنے کے لئے آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو انہوں نے کہا کہ پروردگار مجھے اپنا جلوہ دکھادے ارشاد ہوا تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے ہو البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو پھر مجھے دیکھ سکتے ہو۔ اس کے بعد جب پہاڑ پر پروردگار کی تجلی ہوئی تو پہاڑ چور چور ہوگیا اور موسیٰؑ بیہوش ہوکر گر پڑے پھر جب انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ پروردگارتو پاک و پاکیزہ ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں''۔ [2]

اور اس نے اپنے نور سے پہاڑ پر اتنا جلوہ دکھایا کہ سوئی کے سوراخ سے گزرے۔ بس زمین دھنس گئی اور پہاڑلرز گئے اور موسیٰؑ بے ہوش ہوگئے اور جب ہوش میں آئے تو موسیٰؑ کہنے لگے: تو پاک و پاکیزہ، میری واپسی تیری طرف ہے یعنی اس کی بات جس نے گمان کیا کہ تو دیکھا جائے گا۔ میں تیرے پاس اپنی معرفت سے لوٹ کر آیا کہ آنکھیں تجھے نہیں دیکھ سکتیں اور میں ایمان لانے والوں میں سے پہلا ہوں اور اقرار کرنے والوں میں سے بھی پہلا ہوں

---

[1] کفایۃ الأثر: ص257عن ھشام عن الإمام الصادق عن آبائہ علیھم السلام. بحار الأنوار: ج4ص 54 ح 34.
[2] سورہ الاعراف، آیت۱۴۳۔

اور جو اقرار کرتے ہیں کہ تو دیکھتا ہے مگر تجھے نہیں دیکھا جاتا اور تو بلند نظر پر ہے۔

40.الإقبال عن الإمام الحسين عليه السلام فيما نُسِبَ إلَيهِ مِن دُعاءِ عَرَفَةَ: إلٰهي تَرَدُّدي فِي الآثارِ يُوجِبُ بُعدَ المَزارِ، فَاجمَعني عَلَيكَ بِخِدمَةٍ تُوصِلُني إلَيكَ، كَيفَ يُستَدَلُّ عَلَيكَ بِما هُوَ في وُجودِهِ مُفتَقِرٌ إلَيكَ، أيَكونُ لِغَيرِكَ مِنَ الظُّهورِ ما لَيسَ لَكَ، حَتّىٰ يَكونَ هُوَ المُظهِرَ لَكَ، مَتىٰ غِبتَ حَتّىٰ تَحتاجَ إلىٰ دَليلٍ يَدُلُّ عَلَيكَ، و مَتىٰ بَعُدتَ حَتّىٰ تَكونَ الآثارُ هِيَ الَّتي تُوصِلُ إلَيكَ، عَمِيَت عَينٌ لا تَراكَ عَلَيها رَقيبًا، وَخَسِرَت صَفقَةُ عَبدٍ لَم تَجعَل لَهُ مِن حُبِّكَ نَصيبًا، إلٰهي أمَرتَ بِالرُّجوعِ إلَى الآثارِ فَأرجِعني إلَيكَ بِكِسوَةِ الأنوارِ، وَهِدايَةِ الاِستِبصارِ، حَتّىٰ أرجِعَ إلَيكَ مِنها كَما دَخَلتُ إلَيكَ مِنها، مَصونَ السِّرِّ عَنِ النَّظَرِ إلَيها، وَمَرفوعَ الهِمَّةِ عَنِ الاِعتِمادِ عَلَيها، إنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ.

إلٰهي اُطلُبني بِرَحمَتِكَ حَتّىٰ أصِلَ إلَيكَ، وَاجذِبني بِمَنِّكَ حَتّىٰ اُقبِلَ عَلَيكَ...

إلٰهي عَلِمتُ بِاختِلافِ الآثارِ، وَ تَنَقُّلاتِ الأطوارِ، أنَّ مُرادَكَ مِنّي أن تَتَعَرَّفَ إلَيَّ في كُلِّ شَيءٍ، حَتّىٰ لا أجهَلَكَ في شَيءٍ....

أنتَ الَّذي أشرَقتَ الأنوارَ في قُلوبِ أولِيائِكَ حَتّىٰ عَرَفوكَ وَ وَحَّدوكَ، وَ أنتَ الَّذي أزَلتَ الأغيارَ عَن قُلوبِ أحِبّائِكَ حَتّىٰ لَم يُحِبّوا سِواكَ، وَلَم يَلجَؤوا إلىٰ غَيرِكَ، أنتَ المُونِسُ لَهُم حَيثُ أوحَشَتهُمُ العَوالِمُ، وَ أنتَ الَّذي هَدَيتَهُم حَيثُ استَبانَت لَهُمُ المَعالِمُ، ماذا وَجَدَ مَن فَقَدَكَ، وَمَا الَّذي فَقَدَ مَن وَجَدَكَ، لَقَد خابَ مَن رَضِيَ دونَكَ بَدَلًا، وَلَقَد خَسِرَ مَن بَغىٰ عَنكَ مُتَحَوِّلًا، كَيفَ يُرجىٰ سِواكَ وَأنتَ ما قَطَعتَ الإحسانَ، وَ كَيفَ يُطلَبُ مِن غَيرِكَ وَ أنتَ ما بَدَّلتَ عادَةَ الاِمتِنانِ؟...

وَ أنتَ الَّذي لا إلٰهَ غَيرُكَ تَعَرَّفتَ لِكُلِّ شَيءٍ فَما جَهِلَكَ شَيءٌ، وَ أنتَ الَّذي تَعَرَّفتَ إلَيَّ في كُلِّ شَيءٍ، فَرَأَيتُكَ ظاهِرًا في كُلِّ شَيءٍ، وَ أنتَ الظّاهِرُ لِكُلِّ شَيءٍ، يا مَنِ استَوىٰ بِرَحمانِيَّتِهِ فَصارَ العَرشُ غَيبًا في ذاتِهِ، مَحَقتَ الآثارَ بِالآثارِ، وَ مَحَوتَ الأغيارَ بِمُحيطاتِ أفلاكِ الأنوارِ، يا مَنِ احتَجَبَ في سُرادِقاتِ[1] عَرشِهِ عَن أن تُدرِكَهُ الأبصارُ، يا مَن تَجَلّىٰ بِكَمالِ بَهائِهِ، فَتَحَقَّقَت عَظَمَتُهُ مِنَ الاِستِواءِ، كَيفَ تَخفىٰ وَ أنتَ الظّاهِرُ، أم كَيفَ تَغيبُ وَأنتَ الرَّقيبُ الحاضِرُ، إنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيءٍ

[1] السُّرادق: وهو كلّ ما أحاط بشيء من حائط أو مضرب أو خباء (النهاية: ج2 ص359 «سردق»).

قَدِیْر، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ.[1]

۴۰)الاقبال، امام حسین علیہ السلام سے دعائے عرفہ میں ہے۔

میرے اللہ کس قدر بندگی کا ارادہ کروں جب کہ تو غالب ہے اور کیونکر ارادہ نہ کروں جب کہ تو حکم دیتا ہے، میرے اللہ تیری قدرت کے آثار میں غور کرنا تیرے دیدار سے دوری کا سبب ہے پس مجھے اپنے حضور حاضر رکھ تیری سرکار میں پہنچ پاؤں کیونکر وہ چیز تیری طرف رہنمائی کر سکتی ہے جو اپنے وجود ہی میں تیری محتاج ہے آیا تیرے غیر کیلئے ایسا ظہور ہے جو تیرے لئے نہیں ہے یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنے والا بن جائے تو کب غائب تھا کہ کسی ایسے نشان کی حاجت ہو جو تیری دلیل ٹھہرے اور تو کب دور تھا کہ آثار اور نشان تجھ تک پہنچانے کا ذریعہ و وسیلہ بنیں، اندھی ہے وہ آنکھ جو تجھ کو اپنا نگہبان نہیں پاتی اس بندے کا سودہ خسارے والا ہے جس کو تو نے اپنی محبت کا حصہ نہیں دیا میرے اللہ تو نے اپنی قدرت کے آثار پر توجہ کا حکم کیا پس مجھ کو اپنے نور کے پردوں اور بصیرت کے راستوں کی طرف لے چل، تا کہ اس کے ذریعے تیری درگاہ میں آؤں جس طرح انہی کے ذریعے تیری طرف راہ پائی، انہیں دیکھ کر راز حقیقت کی خبر پاؤں اور ان کے سہارے اپنی ہمت کو بلند کروں بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

میرے اللہ اپنی رحمت سے مجھ کو بلا لے تا کہ میں تیرے حضور پہنچ سکوں مجھے اپنی طرف کھینچ لے تا کہ تیری بارگاہ میں آسکوں۔

میرے اللہ دنیا کے حالات کی تبدیلیوں اور طریقوں کے تغیرات کے ذریعے میں جان گیا کہ تیری مراد یہ ہے کہ تو ہر چیز سے مجھے اپنی شناسائی کرائے تا کہ میں کسی چیز کے ضمن میں تیری قدرت سے ناواقف نہ رہوں۔

تو وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں کو نور کی شعاؤں سے روشن کر دیا تو انہوں نے تجھے پہچانا اور تجھے ایک مانا اور تو وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں سے غیروں کو دور کر دیا تو وہ سوائے تیرے کسی سے محبت نہیں رکھتے اور تیرے غیر کی پناہ نہیں لیتے جب زمانہ ان کو ہراساں کرے اس وقت تو ہی انکا ہمدم ہے اور تو وہ ہے جس نے ان کی رہنمائی کی جب وہ تیرے نشان و برھان سے دور ہوئے، اس نے کیا پایا جس نے تجھے کھویا اور اس نے کچھ نہ کھویا جس نے تجھ کو پایا اور یقینا ناکام ہوا جو تیری بجائے کسی اور کو پسند کرنے لگا اور وہ گھاٹے میں پڑا جو سرکشی کیساتھ تجھ سے پھر گیا کس طرح تیرے غیر سے امید رکھی جا سکتی ہے جبکہ تیرا احسان و کرم رکتا ہی نہیں اور کیونکر تیرے غیر سے سؤال کیا جا سکتا ہے جبکہ تیرے فضل و احسان کرنے کی عادت میں تبدیلی نہیں آتی۔

---

[1] الإقبال (طبعة دار الكتب الإسلامیّة): ص348. بحار الأنوار: ج98 ص225 ح3.

1/7

مَعرِفَةُ صِفاتِ اللهِ

صفاتِ خدا کی معرفت

41. التوحيد عن عكرمة عن الحسين بن عليّ عليه السلام: أَصِفُ إِلهي بِما وَصَفَ بِهِ نَفسَهُ، وأُعَرِّفُهُ بِما عَرَّفَ بِهِ نَفسَهُ؛ لا يُدرَكُ بِالحَواسِّ، ولا يُقاسُ بِالنّاسِ، فَهُوَ قَريبٌ غَيرُ مُلتَصِقٍ، وبَعيدٌ غَيرُ مُتَقَصٍّ، يُوَحَّدُ ولا يُبَعَّضُ، مَعروفٌ بِالآياتِ، مَوصوفٌ بِالعَلاماتِ، لا إلهَ إلّا هُوَ الكَبيرُ المُتَعالِ[1]

۴۱) التوحید میں عکرمہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: میں اپنے خدا کی ایسے تعریف کرتا ہوں جیسے خود اس نے اپنی تعریف کی ہے اور اس کو ایسے پہچانتا ہوں جیسے اس نے خود کو پہچانا ہے وہ حواس کے ذریعے نہیں پہچانا جائے گا اور لوگوں کے ساتھ اس کا مقائیسہ نہیں کیا جائے گا۔ نزدیک ہے لیکن نہ یہ کہ متصل ہے دور ہے، لیکن نہ یہ کہ اس تک پہنچ ہے، اکیلا ہے اور جزء نہیں رکھتا۔ آیات (نشانیوں) سے پہچانا گیا ہے اور نشانیوں سے اس کی تعریف کی گئی ہے سوائے اس کے بڑا خدا کوئی نہیں ہے۔

42. تحف العقول عن الإمام الحسين عليه السلام: أَيُّهَا النّاسُ! اتَّقوا هؤُلاءِ المارِقَةَ[2] الَّذينَ يُشَبِّهونَ اللهَ بِأَنفُسِهِم، يُضاهِئونَ[3] قَولَ الَّذينَ كَفَروا مِن أَهلِ الكِتابِ، بَل هُوَ اللهُ لَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ وهُوَ السَّميعُ البَصيرُ، لا تُدرِكُهُ الأَبصارُ وهُوَ يُدرِكُ الأَبصارَ وهُوَ اللَّطيفُ الخَبيرُ.

إستَخلَصَ الوَحدانِيَّةَ وَالجَبَروتَ، وأَمضَى المَشيئَةَ وَالإِرادَةَ وَالقُدرَةَ وَالعِلمَ بِما هُوَ كائِنٌ، لا مُنازِعَ لَهُ في شَيءٍ مِن أَمرِهِ، ولا كُفوَ لَهُ يُعادِلُهُ، ولا ضِدَّ لَهُ يُنازِعُهُ، ولا سَمِيَّ لَهُ يُشابِهُهُ، ولا مِثلَ لَهُ يُشاكِلُهُ.

---

[1] التوحيد: ص 80 ح 35، روضة الواعظين: ص 43 وفيه «منفصل» بدل «متقصّ»، تفسير العيّاشي: ج 2 ص 337 ح 64 عن يزيد بن رويان نحوه، بحار الأنوار: ج 4 ص 297 ح 24.

[2] المارقون: هم الّذين مرقوا من دين الله، ويمرقون من الدين: أي يجوزونه ويتعدّونه (مجمع البحرين: ج 3 ص 1689 «مرق»).

[3] المضاهأة بالهمزة: المضاهاة والمشاكلة. ضاهأت الرَّجُلَ وضاهيته أي: شابهتُه (تاج العروس: ج 1 ص 198 «ضهأ»).

لا تَتداوَلُهُ الأُمورُ، ولا تَجرى عَلَيهِ الأَحوالُ، ولا تَنزِلُ عَلَيهِ الأَحداثُ،

ولا يَقدِرُ الواصِفونَ كُنهَ عَظَمَتِهِ، ولا يَخطُرُ عَلَى القُلوبِ مَبلَغُ جَبَروتِهِ؛ لِأَنَّهُ لَيسَ لَهُ فِي الأَشياءِ عَديلٌ،

ولا تُدرِكُهُ العُلَماءُ بِأَلبابِها، ولا أهلُ التَّفكيرِ بِتَفكيرِهِم اِلاّ بِالتَّحقيقِ إيقانا بِالغَيبِ، لِأَنَّهُ لا يوصَفُ بِشَيءٍ مِن صِفاتِ المَخلوقينَ،

وهُوَ الواحِدُ الصَّمَدُ، ما تُصُوِّرَ فِي الأَوهامِ فَهُوَ خِلافُهُ.

لَيسَ بِرَبٍّ مَن طُرِحَ تَحتَ البَلاغِ، ومَعبودٍ مَن وُجِدَ فى هَواءٍ أو غَيرِ هَواءٍ، هُوَ فِي الأَشياءِ كائِنٌ لا كَينونَةَ مَحظورٍ بِها عَلَيهِ، ومِنَ الأَشياءِ بائِنٌ لا بَينونَةَ غائِبٍ عَنها.

لَيسَ بِقادِرٍ مَن قارَنَهُ ضِدٌّ أو ساواهُ نِدٌّ. لَيسَ عَنِ الدَّهرِ قِدَمُهُ،

ولا بِالنّاحِيَةِ أَمَمُهُ، احتَجَبَ عَنِ العُقولِ كَمَا احتَجَبَ عَنِ الأَبصارِ، وعَمَّن فِي السَّماءِ احتِجابُهُ كَمَن فِي الأَرضِ. قُربُهُ كَرامَتُهُ، وبُعدُهُ إهانَتُهُ.

لا تَحُلُّهُ فى، ولا تُوَقِّتُهُ إذ، ولا تُؤامِرُهُ إن. عُلُوُّهُ مِن غَيرِ تَوَقُّلٍ [1]، ومَجيؤُهُ مِن غَيرِ تَنَقُّلٍ. يوجِدُ المَفقودَ،

ويُفقِدُ المَوجودَ. ولا تَجتَمِعُ لِغَيرِهِ الصِّفَتانِ فى وَقتٍ. يُصيبُ الفِكرُ مِنهُ الإِيمانَ بِهِ مَوجودا، ووُجودُ الإِيمانِ لا وُجودُ صِفَةٍ. بِهِ توصَفُ الصِّفاتُ لا بِها يوصَفُ، وبِهِ تُعرَفُ المَعارِفُ لا بِها يُعرَفُ. فَذلِكَ اللهُ لا سَمِيَّ لَهُ، سُبحانَهُ لَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ وهُوَ السَّميعُ البَصيرُ [2]

۴۲) تحف العقول میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ: اے لوگو! ان لوگوں سے جو خدا کے دین سے باہر اور خدا کو خود کی طرح سمجھ رہے ہیں اور اہل کتاب کی کافروں کی طرح باتیں کرتے ہیں، بچو، کیونکہ خدا کا کوئی بھی مثل نہیں ہے اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے اس کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ باریک بین بھی ہے تو باخبر بھی ہے اس نے وحدانیت اور عظمت کو اپنے ساتھ مخصوص کیا ہے اور مشیت، ارادے، قدرت اور علم کو کائنات کے ساتھ ثابت کیا ہے کوئی بھی اس کے کام میں ہاتھ بانٹنے والا نہیں ہے اور نہ ہی اس کے کوئی برابر ہے جو برابری کرے اور

---

[1] التَّوقُّل: الإسراع فى الصعود (النهاية: ج5 ص216 «وقل»).

[2] تحف العقول: ص244، بحار الأنوار: ج4 ص301 ح29.

نہ ہی اس کے مقابلے میں کوئی ہے جو اختلاف کر سکے اور نہ اس کے ہم نام کوئی ہے جس کے ساتھ شباہت رکھے نہ ہی اس کا کوئی مثل ہے جس جیسا ہو، اس پر مختلف حالات نہیں آتے اور نہ ہی تعریف کرنے والے اس کی عظمت کی گہرائی تک پہنچ سکتے ہیں اور دلوں پر اس کی جلالت کی حد گذر نہیں سکتی ، کیونکہ اس کے مرتبے اور برابری میں کوئی چیز نہیں اور علماء اپنی عقل سے اہل فکر اپنی فکر سے سوا تحقیق اور غیب پر ایمان رکھنے کے اس تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ خدا مخلوق کی کسی بھی صفت سے موصوف نہیں ہوتا اور خدا اکیلا اور بے نیاز ہے اور جو اذہاں میں آجائے وہ خدا نہیں اس کے علاوہ کوئی اور ہے۔ اور جو فضاء یا غیر فضا میں سما جائے وہ معبود نہیں ہوسکتا، وہ اشیاء میں ہے لیکن نہ یہ کہ اشیاء میں مسخر ہے اور وہ اشیاء سے جدا ہے لیکن نہ یہ کہ وہ اشیاء سے غائب ہے۔ قدرت مند وہ نہیں ہے جس کے برابر میں ضد ہو اور کوئی شریک ہو۔ زمانے سے آگے نہیں ہے اور اس کے قصد کا معنی یہ نہیں ہے کہ ادھر ادھر توجہ نہیں ہے۔ عقلوں سے پوشیدہ ہے جس طرح آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور آسمانوں والوں کی نظر ہے اسے غائب ہے جیسے زمین والوں کی نظر ہے۔ اس کی نزدیکی اس کی کرامت ہے اور دوری اس کی اہانت ہے۔ نہ اس میں مکان کی گنجائش ہے نہ وہ زمانے میں محدود ہوسکتا ہے اور نہ ہی شرط قبول کرتا ہے اس کی بلندی بغیر اوپر جانے کے لئے ہے لیکن تبدیل نہیں ہونا ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف، ختم ہونے والی چیز کو ہونا بنا دیتا ہے اور یہ دو صفات سوائے خدا کے ایک زمانے اور وقت میں ساتھ نہیں آسکتیں۔ عقل یقین تک اس کے وجود تک پہنچتی ہے لیکن اس کے وجود پر یقین، اس کی کیفیت پر نہیں پہنچ سکتا۔ صفتوں کی تعریف اس کے ذریعے کی جاتی ہے نہ وہ صفات کے ذریعے اور معرفتیں اس کے ذریعے پہچانی جاتی ہیں نہ وہ ان کے ذریعے، یہ وہ خدا ہے جس کا ہم نام نہیں، پاک اور بے مثل سننے اور دیکھنے والا ہے۔

43. تفسیر العیّاشی عن یزید بن رویان: دَخَلَ نافِعُ بنُ الأَزرَقِ[1] المَسجِدَ الحَرامَ وَالحُسَینُ بنُ عَلِیٍّ علیہ السلام مَعَ عَبدِ اللهِ بنِ عَبّاسٍ جالِسانِ فِی الحِجرِ، فَجَلَسَ إلَیهِما ثُمَّ قالَ: یَابنَ عَبّاسٍ، صِف لی إلهَكَ الَّذی تَعبُدُهُ. فَأَطرَقَ ابنُ عَبّاسٍ طَویلاً مُستَبطِئًا بِقَولِهِ، فَقالَ لَهُ الحُسَینُ علیہ السلام: إلَیَّ یَابنَ الأَزرَقِ المُتَوَرِّطِ فِی الضَّلالَةِ، المُرتَكِسِ[2] فِی الجَهالَةِ، أُجیبُكَ عَمّا سَأَلتَ عَنهُ. فَقالَ: ما إیّاكَ

---

[1] نافع بن الأزرق، من رؤساء الخوارج، وكان مصاحبا لابن عبّاس في مكّة، فسأله عن بعض الآيات التي كان يتوهّم اختلافها.

[2] في الطبعة المعتمدة: «المرتكن»، والتصويب من طبعة مؤسّسة البعثة وبحار الأنوار.

سَأَلتُ فتُجيبَنی! فَقالَ لَهُ ابنُ عَبّاسٍ: مَهْ عَنِ[1] ابنِ رَسولِ اللهِ، فَإِنَّهُ مِن أهلِ بَيتِ النُّبُوَّةِ ومَعدِنِ الحِكمَةِ[2] فَقالَ لَهُ: صِف لی. فَقالَ لَهُ: أَصِفُهُ بِما وَصَفَ بِهِ نَفسَهُ، وأُعَرِّفُهُ بِما عَرَّفَ بِهِ نَفسَهُ: لا يُدرَكُ بِالحَواسِّ، ولا يُقاسُ بِالنّاسِ، قَريبٌ غَيرُ مُلتَزِقٍ، وبَعيدٌ غَيرُ مُقصیً[3]، يُوَحَّدُ ولا يَتَبَعَّضُ، لا إلهَ إلّا هُوَ الكَبيرُ المُتَعالِ. قالَ: فَبَكَى ابنُ الأَزرَقِ بُكاءً شَديدا، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ علیه السلام: ما يُبكيكَ؟ قالَ: بَكَيتُ مِن حُسنِ وَصفِكَ. قالَ: يَابنَ الأَزرَقِ، إنّی اُخبِرتُ أنَّكَ تُكَفِّرُ أبی وأخی وتُكَفِّرُنی! قالَ لَهُ نافِعٌ: لَئِن قُلتُ ذاكَ لَقَد كُنتُمُ الحُكّامَ ومَعالِمَ الإِسلامِ، فَلَمّا بُدِّلتُم استَبدَلنا بِكُم. فَقالَ لَهُ الحُسَينُ علیه السلام: يَابنَ الأَزرَقِ، أسأَلُكَ عَن مَسأَلَةٍ فَأَجِبنی عَن قَولِ اللهِ لا إلهَ إلّا هُوَ: «وَ أَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَ كَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا» إلى قَولِهِ «كَنزَهُمَا» مَن حُفِظَ فيهِما؟ [قالَ: أبوهُما][4] قالَ: فَأَيُّهُما أفضَلُ، أبوهُما[5] أم رَسولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وفاطِمَةُ؟ قالَ: لا، بَل رَسولُ اللهِ وفاطِمَةُ بِنتُ رَسولِ اللهِ صلی الله علیه وآله. قالَ: فَما حَفِظَهُما حَتّى حيلَ[6] بَينَنا وبَينَ الكُفرِ. فَنَهَضَ [ابنُ الأَزرَقِ][7] ثُمَّ نَفَضَ بِثَوبِهِ، ثُمَّ قالَ: قَد نَبَّأَنَا اللهُ عَنكُم مَعشَرَ قُرَيشٍ أنتُم قَومٌ خَصِمونَ[8]

۴۳) تفسیر عیاشی میں یزید بن رویان سے نقل ہے: نافع بن ازرق مسجد الحرام میں داخل ہوا۔ امام حسین علیہ السلام عبداللہ بن عباس کے ساتھ حجر (اسماعیل) میں بیٹھے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کہنے لگا: اے ابن عباس! جس خدا کی تم عبادت کرتے ہو، اس کی مجھے تعریف بتاؤ۔

ابن ازرق کی اس بات کو سن کر ابن عباس کچھ دیر تک فکر کرنے لگا۔

امام حسین علیہ السلام نے ابن ازرق سے فرمایا: اے ابن ازرق: اے گمراہی میں گم شخص اور جہالت میں غرق!

---

[1] في بحار الأنوار: «سَل» بدل «عن».
[2] في الطبعة المعتمدة: «ومعه من الحكمة»، والتصويب من طبعة مؤسّسة البعثة.
[3] في الطبعة المعتمدة: «مقص»، والتصويب من طبعة مؤسّسة البعثة.
[4] ما بين المعقوفين سقط من الطبعة المعتمدة وأثبتناه من طبعة مؤسّسة البعثة وبحار الأنوار.
[5] في الطبعة المعتمدة: «أبويهما»، والتصويب من طبعة مؤسّسة البعثة وبحار الأنوار.
[6] في بحار الأنوار: «فما حُفِظنا حتّى حال...».
[7] ما بين المعقوفين أثبتناه من بحار الأنوار.
[8] تفسير العيّاشي: ج 2 ص 337 ح 64، التوحيد: ص 80 ح 35، روضة الواعظين: ص 43 كلاهما عن عكرمة نحوه وليس فيهما ذيله من «فبكى»، بحار الأنوار: ج 33 ص 423 ح 631؛ تاريخ دمشق: ج 14 ص 183 عن عكرمة نحوه.

میری طرف آجا، تاکہ جو تو نے پوچھا ہے اس کا تجھے جواب دوں۔

ابن ازرق کہنے لگا: میں نے تم سے نہیں پوچھا ہے کہ تم جواب دو۔

ابن عباس نے اسے کہا: چپ ہوجا کہ رسولؐ کے نواسے سے پوچھ جو نبوت کے خاندان سے اور حکمت کی کان ہے۔

نافع نے امامؑ سے کہا (خدا کی) صفت وتعریف مجھے بتایئے؟

امامؑ نے فرمایا: اس کی ایسے تعریف کروں گا جیسے اس نے خود کی تعریف کی ہے۔ اور ایسے اس کا تعارف کرواؤں گا جیسے اس نے خود تعارف کروایا ہے۔ خدا حواس سے سمجھا نہیں جاسکتا نہ ہی لوگوں سے اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے نزدیک ہے لیکن نہ چپکا ہوا اور دور ہے لیکن اس تک پہنچ ہے۔ اکیلا ہے جزء جزء نہیں ہوسکتا، اس کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں ہے۔

ابن ازرق بہت رونے لگا: امام حسین علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟

اس نے جواب دیا: تمہارے بہترین وصف کرنے سے رونا آگیا۔

امامؑ نے فرمایا: اے ازرق کے بیٹے! مجھے پتہ چلا ہے کہ تو میرے بابا، بھائی اور خود میرا انکار کرتا ہے؟

نافع نے کہا: اگرچہ میں ایسے کہتا تھا (لیکن ابھی کہتا ہوں) آپ اسلام کے حاکم اور اس کی نشانی ہیں کیونکہ جب آپ لوگوں کی جگہ دوسروں کو بٹھا دیا گیا تو ہم نے بھی ایسے ہی گمان کیا۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے فرمایا: ازرق کے بیٹے، تجھ سے ایک سوال پوچھتا ہوں، مجھے خدا کے اس ارشاد کا جواب دو جو اس نے فرمایا: ایک دیوار تھی، اسی شہر میں دو یتیم بچے تھے جن کا خزانہ تھا اس دیوار کے نیچے۔ یہاں تک فرمایا کہ ان دو کا خزانہ (خدا) نے، ان دو بچوں کا خزانہ کس کے لئے محفوظ کیا؟

ابن ازرق نے کہا: ان کے باپ کے لئے، جو نیک آدمی تھا۔

امامؑ نے فرمایا: ان میں سے کون افضل ہے؟

ان کا باپ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فاطمہؑ؟

ابن ازرق نے کہا: ایسے نہیں بلکہ نبی اکرمؐ اور ان کی بیٹی فاطمہؑ (افضل ہیں)

پھر امامؑ نے فرمایا: (قریش نے ہمارے بارے میں) ان دو کا بھی احترام نہ کیا، یہاں تک کہ ہمیں کافر سمجھنے لگے۔

ابن ازرق اٹھ کر اپنے لباس کو جھاڑا اور پھر کہا: اے قوم قریش! تمہارے بارے میں خدا نے خبر دی ہے کہ تم ظالم قوم ہو۔

1/8

تَفسيرُ صِفَةِ الصَّمَدِ

صفت (صَمَد) کی معنی

44.التوحيد عن وهب بن وهب القرشى عن الصادق جعفر بن مح: إنَّ أهلَ البَصرَةِ كَتَبوا إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام يَسأَلونَهُ عَنِ الصَّمَدِ، فَكَتَبَ إلَيهِم: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ، أمّا بَعدُ فَلا تَخوضوا فِي القُرآنِ، ولا تُجادِلوا فيهِ، ولا تَتَكَلَّموا فيهِ بِغَيرِ عِلمٍ، فَقَد سَمِعتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: «مَن قالَ فِي القُرآنِ بِغَيرِ عِلمٍ فَليَتَبَوَّأ مَقعَدَهُ مِنَ النّارِ». وإنَّ اللهَ سُبحانَهُ قَد فَسَّرَ الصَّمَدَ فَقالَ: «اللَّهُ أَحَدٌ * اللَّهُ الصَّمَدُ»، ثُمَّ فَسَّرَهُ فَقالَ: «لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ * وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ». لَم يَلِد: لَم يَخرُج مِنهُ شَيءٌ كَثيفٌ؛ كَالوَلَدِ وسائِرِ الأَشياءِ الكَثيفَةِ الَّتي تَخرُجُ مِنَ المَخلوقينَ، ولا شَيءٌ لَطيفٌ كَالنَّفسِ، ولا يَتَشَعَّبُ مِنهُ البَداواتُ كَالسِّنَةِ وَالنَّومِ، وَالخَطرَةِ وَالهَمِّ، وَالحُزنِ وَالبَهجَةِ، وَالضِّحكِ وَالبُكاءِ، وَالخَوفِ وَالرَّجاءِ، وَالرَّغبَةِ وَالسَّأمَةِ، وَالجوعِ وَالشِّبَعِ؛ تَعالى أن يَخرُجَ مِنهُ شَيءٌ، وأن يَتَوَلَّدَ مِنهُ شَيءٌ كَثيفٌ أو لَطيفٌ. ولَم يولَد: لَم يَتَوَلَّد مِن شَيءٍ، ولَم يَخرُج مِن شَيءٍ كَما يَخرُجُ الأَشياءُ الكَثيفَةُ مِن عَناصِرِها؛ كَالشَّيءِ مِنَ الشَّيءِ، وَالدّابَّةِ مِنَ الدّابَّةِ، وَالنَّباتِ مِنَ الأَرضِ، وَالماءِ مِنَ اليَنابيعِ، وَالثِّمارِ مِنَ الأَشجارِ، ولا كَما يَخرُجُ الأَشياءُ اللَّطيفَةُ مِن مَراكِزِها؛ كَالبَصَرِ مِنَ العَينِ، وَالسَّمعِ مِنَ الاُذُنِ، وَالشَّمِّ مِنَ الأَنفِ، وَالذَّوقِ مِنَ الفَمِ، وَالكَلامِ مِنَ اللِّسانِ، وَالمَعرِفَةِ وَالتَّمييزِ [1] مِنَ القَلبِ، وكَالنّارِ مِنَ الحَجَرِ. لا، بَل هُوَ اللهُ الصَّمَدُ الَّذي لا مِن شَيءٍ، ولا في شَيءٍ، ولا عَلى شَيءٍ، مُبدِعُ الأَشياءِ وخالِقُها، ومُنشِئُ الأَشياءِ بِقُدرَتِهِ، يَتَلاشى ما خَلَقَ لِلفَناءِ بِمَشِيَّتِهِ، ويَبقى ما خَلَقَ لِلبَقاءِ بِعِلمِهِ، فَذلِكُمُ اللهُ الصَّمَدُ الَّذي لَم يَلِد ولَم

---

[1] في المصدر: «والتميّز»، والتصويب من بحار الأنوار.

يولَد، عالِمُ الغَيبِ وَالشَّهادَةِ الكَبيرُ المُتعالِ، ولَم يَكُن لَهُ كُفُوا أحَدٌ[1]

۴۴) توحید میں وھب بن وھب قرشی نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ بصرے والوں نے امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا اور انہوں نے صَمَد کے معنی پوچھے؟

امامؑ نے جواب میں لکھا: مہربان خدا کے نام سے، اس کے بعد، قرآن کے اندر چلے نہ جاؤ اور اس میں اختلاف نہ کرو اور بغیر علم کے قرآن کے بارے میں بحث نہ کرو۔ کیونکہ میں نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

جو شخص بغیر علم کے قرآن کے بارے میں کوئی بات کہے، تو اس کی جگہ جہنم ہے۔

اور خود خدا نے فرمایا: صَمَد کی تفسیر کی اور فرمایا ہے کہ خدا ایک ہے خدا بے نیاز ہے،

پھر کہا ہے: نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی کسی کو اس سے ولادت ہوئی ہے اور نہ ہی خدا کے کوئی مثل ہے نہیں جنا ہے یعنی جسم والی کوئی چیز مثلاً بچہ اور دوسرے اجسام جو مخلوقات سے پیدا ہوتے ہیں، خدا سے پیدا نہیں ہوئے اور نہ ہی بغیر جسم والی چیز مثلاً روح (اس سے پیدا ہوئی ہے) اور اسے نہ ہی اونگھ، نیند، ذہنی خیالات، غم، خوشی، ہنسنا، رونا، خوف، امید، رغبت، نفرت اور بھوک اور پیٹ بھر جانا، عارض ہوتے ہیں، خدا اس سے بلند ہے کہ کوئی چیز اس سے نکلے یا اس سے کوئی جسمانی یا لطیف چیز اس سے پیدا ہو، پیدا نہیں ہوا ہے یعنی کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ ہی کسی چیز سے باہر آیا ہے۔ جس طرح اجسام اپنے عناصر سے باہر نکلتے ہیں جیسے ایک چیز دوسری چیز سے ایک حیوان دوسرے حیوان سے، گھاس زمین سے، پانی چشموں سے، میوے درختوں سے، نہ اس طرح کہ لطیف اور نازک چیزیں اور بغیر جسم والی چیزیں اپنے مرکز سے باہر آتی ہیں جیسا کہ نظر (دیکھنا)، آنکھ سے، سننا کان سے، سونگھنا ناک سے، چکھنا منہ سے، بولنا زبان سے، معرفت اور پہچان دل سے، آگ پتھر سے، بالکل ایسے نہیں۔ بلکہ وہ تو بے نیاز خدا ہے جو نہ کسی چیز سے ہے نہ ہی کسی چیز میں ہے اور نہ ہی کسی چیز کے اوپر ہے بغیر کسی نقشے کے پیدا کرنے والا ہے اور اپنی قدرت سے پیدا کرنے والا ہے جو چیز اس نے فناء ہونے کے لئے پیدا کی ہے وہ اس کے ارادے سے فناء ہوجائے گی اور جو چیز باقی رہنے کے لئے پیدا کی ہے وہ اس کے علم کے ذریعے باقی رہ جائے گی، بس یہ صَمَد، خدا ہے جس نے نہ کسی کو جنا ہے نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا ہے وہ غیب اور حضور سے باخبر اور بلند ہے جس کے برابر کوئی بھی نہیں ہے۔

---

[1] التوحيد: ص 90 ح 5. مجمع البيان: ج 10 ص 861 عن وهب بن وهب عن الإمام الصادق عن أبيه الباقر عليهما السلام. بحار الأنوار: ج3 ص223 ح14.

45.التوحيد بإسناده عن الحسين بن علیؑ: الصَّمَدُ الَّذى لا جوفَ لَهُ، وَالصَّمَدُ الَّذى قدِ انتهى سُؤدَدُهُ، وَالصَّمَدُ الَّذى لا يأكُلُ ولا يَشرَبُ، وَالصَّمَدُ الَّذى لا ينامُ، وَالصَّمَدُ الدّائِمُ الَّذى لَم يَزَل ولا يزالُ[1]

۴۵) کتاب التوحید میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: صمد یعنی بے نیاز۔ وہ کہ جسے نہ بھوک لگتی ہے نہ ہی پیاس۔ (ایسی صفات سے وہ بے نیاز ہے) یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

1/9

جَزاءُ المُوَحِّدِ

خدا کی وحدانیت کے قائل شخص کی جزاء

46.التوحيد بإسناده عن الحسينؑ: حَدَّثَني أبي عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍؑ قالَ: سَمِعتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقولُ: قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: إنّي أنَا اللهُ لا إلهَ إلاّ أنَا فَاعبُدوني، مَن جاءَ مِنكُم بِشَهادَةِ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ بِالإِخلاصِ دَخَلَ في حِصني، ومَن دَخَلَ في حِصني أمِنَ مِن عَذابي[2]

۴۶) توحید میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ: میرے بابا علی علیہ السلام نے ایک حدیث بتائی کہ: میں نے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کہتا ہے: فقط میں خدا ہوں، میرے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ بس میری عبادت کرو، تم میں سے جو بھی آ کر خدا کی وحدانیت کی گواہی خلوص سے دے وہ میری پناہ میں آ گیا اور جو میری پناہ میں آ گیا وہ میرے عذاب سے بچ گیا۔

---

[1] التوحيد: ص 90 ح 3، معاني الأخبار: ص 7 ح 3 وليس فيه «الدائم» وكلاهما عن وهب بن وهب عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، مجمع البيان: ج 10 ص 861، بحار الأنوار: ج 3 ص 223 ح 12.

[2] التوحيد: ص 25 ح 22، عيون أخبار الرضاؑ: ج 2 ص 134 ح 1 كلاهما عن عبد السلام بن صالح أبي الصلت الهروي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 49 ص 122 ح 3.

1/10

صِفَةُ العارِفِ

عارف کی صفت

47.جامع الأخبار: كانَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام إذا تَوَضَّأَ تَغَيَّرَ لَونُهُ، وَارتَعَدَت مَفاصِلُهُ، فَقيلَ لَهُ في ذلِكَ

فَقالَ: حَقٌّ لِمَن وَقَفَ بَينَ يَدَيِ اللهِ المَلِكِ الجَبّارِ أن يَصفَرَّ لَونُهُ، وتَرتَعِدَ مَفاصِلُهُ[1]

۴۷) جامع الاخبار میں ہے: جب امام حسین علیہ السلام وضو کرتے تھے تو ان کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوجاتا تھا اورجسم کے اعضاء لرزنے لگتے تھے، جب اس کا سبب پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: جو آدمی اس خدا کی بارگاہ میں جارہا ہو جو ہر چیز کا مالک اور جبار ہے حق ہے کہ اس کے چہرے کا رنگ زرد ہوجائے اور اس کے اعضا کا ہر جوڑ لرزنے لگے۔

1/11

ما لَيسَ للهِ وما لَيسَ عِندَ اللهِ وما لا يَعلَمُهُ اللهُ

وہ چیز جو خدا نہیں رکھتا، نہیں جانتا اور اس کے پاس نہیں

48.التوحيد بإسناده عن الحسين بن علىّ بن أبي طالب على إنَّ يَهودِيّا سَأَلَ عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام، فَقالَ: أخبِرني عَمّا لَيسَ للهِ، وعَمّا لَيسَ عِندَ اللهِ، وعَمّا لا يَعلَمُهُ اللهُ؟

فَقالَ عليه السلام: أمّا ما لا يَعلَمُهُ اللهُ عز و جل فَذلِكَ قَولُكُم يا مَعشَرَ اليَهودِ: إنَّ عُزَيرا ابنُ اللهِ، وَاللهُ لا يَعلَمُ لَهُ وَلَدا.

وأمّا قَولُكَ: ما لَيسَ للهِ، فَلَيسَ للهِ شَريكٌ، وقَولُكَ: ما لَيسَ عِندَ اللهِ، فَلَيسَ عِندَ اللهِ ظُلمٌ لِلعِبادِ.

---

[1] جامع الأخبار: ص166 ح397، وفي المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص14 «إنّ الحسن بن عليّ عليهما السلام».

فَقالَ اليَهودِيُّ: أنَا أشهَدُ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ، وأنَّ مُحَمَّدا رَسولُ اللهِ [1]

۴۸) کتاب التوحید سے امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے: ایک یہودی شخص نے امام علی علیہ السلام سے پوچھا: مجھے وہ چیز بتایئے جو خدا نہیں رکھتا اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں ہے اور جس چیز کا اس کو پتہ نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: جس چیز کو خدا نہیں جانتا وہ تم یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، جو خدا تو اپنے بیٹے کے بارے میں نہیں جانتا۔

اور تمہارا سوال کہ کونسی چیز خدا کے پاس نہیں؟ (وہ یہ ہے کہ) خدا کے پاس کوئی شریک نہیں اور تیرا پوچھنا کہ خدا کے پاس کونسی چیز نہیں؟ خدا کے ہاں بندوں پر ظلم نہیں ہے

یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں اور محمدؐ، اللہ کے نبی ہیں۔

---

[1] التوحید: ص377 ح23 عن علیّ بن مهرویه القزوینی عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، عیون أخبار الرضا علیه السلام: ج 2 ص 46 ح 172 و ج 1 ص 141 ح 40 عن داوود بن سلیمان الفرّا عن الإمام الرضا عن آبائه علیهم السلام، الأمالی للطوسی: ص275 ح527 عن الإمام الصادق عن آبائه علیهم السلام، بحار الأنوار: ج10 ص11 ح5.

الفصل الثّانی: الإيمان والإسلام

دوسری فصل: ایمان اور اسلام

2/1

مَعنَى الإيمانِ

ایمان کے معنی

49. الخصال بإسناده عن الحسين بن علیّ عن أبيه علیّ قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: الإيمانُ قَولٌ وعَمَلٌ[1]

۴۹) کتاب خصال میں امام حسین علیہ السلام سے اور امام علی علیہ السلام سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایمان، گفتار اور کردار کا نام ہے۔

50. الأمالی بإسناده عن الحسين بن علیّ الشهيد عن أبيه قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: الإيمانُ قَولٌ مَقولٌ، وعَمَلٌ مَعمولٌ، وعِرفانُ العُقولِ[2]

۵۰) کتاب امالی شیخ مفید میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایمان، ایسا قول ہے جو اظہار کیا جائے اور ایسا عمل ہے جو کیا جائے اور عقلوں کی معرفت ہے۔

51. الخصال بإسناده عن الحسين بن علیّ عن علیّ بن أبی ط قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: الإيمانُ

---

[1] الخصال: ص 53 ح 68، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 228 ح 6 كلاهما عن أبي الصلت الهروی عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 49 ص 270 ح 13.

[2] الأمالی للمفيد: ص 275 ح 2، الأمالی للطوسی: ص 36 ح 39 كلاهما عن أبي الصلت الهروی عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 69 ص 67 ح 20.

مَعرِفَةٌ بِالقَلبِ، وإقرارٌ بِاللِّسانِ، وعَمَلٌ بِالأَركانِ [1] ، [2]

۵۱) کتاب خصال سے امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہما السلام سے نقل ہے : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان، دل کی معرفت، زبانی اقرار، اور اعضا و جوارح کے ذریعے عمل کا نام ہے۔

52.الأمالی بإسناده عن الحسين سبط رسول الله ﷺ حَدَّثَني أبِي الوَصِيُّ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: الإيمانُ عَقدٌ بِالقَلبِ، ونُطقٌ بِاللِّسانِ، وعَمَلٌ بِالأَركانِ [3]

۵۲) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے (نبیؐ کے) وصی اور وارث میرے بابا علی علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان دلی یقین، زبانی گفتار اور اعضاء و جوارح کے ذریعے عمل انجام دینے کا نام ہے۔

2/2

الفَرقُ بَينَ الإِسلامِ وَالإِيمانِ

اسلام اور ایمان کے درمیان فرق

53.مروج الذهب بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام حَدَّثَني أبي عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: اُكتُب يا عَلِيُّ، قالَ: قُلتُ: وما أكتُبُ؟ قالَ لي: اُكتُب: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ: الإِيمانُ ما وَقَرَتهُ القُلوبُ [4] وصَدَّقَتهُ الأَعمالُ، وَالإِسلامُ ما جَرى بِهِ اللِّسانُ وحَلَّت بِهِ المُناكَحَةُ [5]

---

[1] الأَركانُ: الجَوارِحُ (النهاية: ج2 ص260 «ركن»).

[2] الخصال: ص178 ح239 و ص179 ح241، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص227 ح2، عوالی اللآلی: ج1 ص83 ح6 كلّها عن أبي الصلت الهروی عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، الأمالی للطوسی: ص448 ح1001 عن عليّ بن مهدی بن صدقة عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج69 ص64 ح11.

[3] الأمالی للطوسی: ص449 ح1004 عن أبي الصلت الهروی عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام و ص284 ح551 عن المنصوری عن عمّ أبيه عن الإمام الهادی عن آبائه عنه عليهم السلام نحوه وفيه «تصديق» بدل «عقد»، بحار الأنوار: ج69 ص69 ح24.

[4] في بحار الأنوار: «ما وقر في القلوب»، وهو الأنسب.

[5] مروج الذهب: ج4 ص171 عن أبيه عامة عن الإمام الهادی عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج50 ص208 ح22.

۵۴) مروج الذہب میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے: میرے بابا علی علیہ السلام نے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! لکھو میں نے کہا کیا لکھوں؟ مجھے فرمایا: لکھو مہربان خدا کے نام سے، ایمان ایسی چیز ہے جو دلوں میں جگہ بنالے اور (نیک) کام اس کی تصدیق کریں اور اسلام یہ ہے کہ جو زبان پہ جاری ہوجائے اور جس کے ذریعے شادی اور نکاح کرنا حلال ہوجائے۔

2/3

أساسُ الإسلامِ

اسلام کی بنیاد

54.الأمالی عن أبي جعفر محمّد بن عليّ بن الحسين عن أب: لَمّا قَضى رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ مَناسِكَهُ مِن حَجَّةِ الوَداعِ، رَكِبَ راحِلَتَهُ وأنشَأَ يَقولُ: لا يَدخُلُ الجَنَّةَ إلاّ مَن كانَ مُسلِما. فَقامَ إلَيهِ أبو ذَرٍّ الغِفارِيُّ رحمه الله فَقالَ: يا رَسولَ اللهِ، ومَا الإِسلامُ؟ فَقالَ صلی اللہ علیہ وآلہ: الإِسلامُ عُريانٌ لِباسُهُ التَّقوى، وزينَتُهُ الحَياءُ، ومِلاكُهُ[1] الوَرَعُ، وجَمالُهُ الدّينُ، وثَمَرُهُ العَمَلُ الصّالِحُ، ولِكُلِّ شَيءٍ أساسٌ وأساسُ الإِسلامِ حُبُّنا أهلَ البَيتِ[2]

۵۴) امالی شیخ طوسی میں، امام باقرؑ نے امام زین العابدینؑ سے اور انہوں نے اپنے بابا سے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے اعمال کو مکمل کر دیا تو اپنی سواری پر سوار ہوئے اور اس بات سے آغاز کیا۔ سوائے مسلمان کے کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔

ابوذر غفاری اٹھ کر کہنے لگے: اے اللہ کے نبیؐ! اسلام کیا ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام (انسان کی طرح) بغیر لباس کے ہے، اس کا لباس، تقویٰ اور اس کی زینت حیاء اور اس کی بنیاد تقویٰ اور خوبصورت اطاعت اس کا ثمرہ نیک ہے، اور ہر چیز کی بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہل

---

[1] ملاكُ الأمرِ: ما يقوم به (الصحاح: ج4 ص1611 «ملك»).

[2] الأمالی للطوسی: ص 84 ح 126، بشارة المصطفى: ص 92 كلاهما عن جابر بن يزيد، بحار الأنوار: ج 68 ص 379 ح 27؛ كنز العمّال: ج 11 ص 539 ح 32523 نقلاً عن ابن النجّار وفيه «الإسلام عريان، فلباسه الحياء وزينته الوفاء ومروءته العمل الصالح وعماده الورع ولكل...»، وراجع: تحف العقول: ص 307.

بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔

2/4

غُربَةُ الإسلامِ

غربت اسلام

55.كمال الدين بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إنَّ الإسلامَ بَدَأَ غَريبا وسَيَعودُ غَريبا كَما بَدَأَ، فَطوبى لِلغُرَباءِ[1]

۵۵) کمال الدین میں امام حسین علیہ السلام سے اورانہوں نے امام علی علیہ السلام سے ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی شروعات غربت سے ہوئی ہے اورعنقریب دوبارہ غریب ظاہر ہوجائے گا جس طرح شروع میں تھا، بس خوشا بحال اسلام کے غریبوں پر۔

2/5

عَلامَةُ حُسنِ إسلامِ المُسلِمِ

مسلمانوں کے بہترین اسلام ہونے کی نشانی

56.مسند ابن حنبل عن شعيب بن خالد عن حسين بن عليّ عن عليّ قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إنَّ مِن حُسنِ إسلامِ المَرءِ قِلَّةَ الكَلامِ فيما لا يَعنيهِ[2]

۵۶) مسند بن حنبل میں شعیب بن خالد نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک انسان کے اسلام کی اچھائی یہ ہے کہ ان چیزوں میں گفتگو نہ کرے جو مقصد والی نہیں ہیں۔

57.مسند ابن حنبل عن ابن شهاب عن عليّ بن الحسين عن أب قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مِن

---

[1] كمال الدين: ص 201 ح 45 عن الحسن بن عليّ بن فضّال عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص 202 ح 1 عن الحسن بن الجهم عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج52 ص 191 ح 23 وراجع: صحيح مسلم: ج1 ص 130 ح 232.

[2] .مسند ابن حنبل: ج1 ص 429 ح 1732.

حُسنِ إسلامِ المَرءِ تَركُهُ ما لا يَعنيهِ[1]

۵۷) مسند ابن حنبل میں ابن شہاب نے امام زین العابدینؑ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک انسان کے اسلام کی اچھائی یہ ہے کہ ایسے کام نہ کرے جو بامقصد نہیں ہیں۔

2/6

ما بِهِ ثَباتُ الإيمانِ

ایمان کی مضبوطی کا سبب

58.الأمالی بإسناده عن الحسين[2] بن علیّ علیه السلام الأمالی بإسناده عن الحسين[3] بن علیّ علیه السلام:
سُئِلَ أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام: ما ثَباتُ الإيمانِ؟ فَقالَ: الوَرَعُ، فَقيلَ لَهُ: ما زَوالُهُ؟ قالَ: الطَّمَعُ[4]

۵۸) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ: علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: ایمان کی مضبوطی کا سبب کونسی چیز ہے؟ آپؑ نے فرمایا: تقویٰ: پھر فرمایا: اس کا زوال کس چیز کے ذریعے ہے؟ تو فرمایا: لالچ۔

2/7

عَلامَةُ كَمالِ الإيمانِ

مکمل ایمان کی نشانیاں

59.الخصال عن فاطمة بنت الحسين بن علیّ عن أبيها عليه قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: ثَلاثٌ

---

[1] مسند ابن حنبل: ج 1 ص 429 ح 1737، المعجم الكبير: ج 3 ص 128 ح 2886، المعجم الأوسط: ج 8 ص 202 ح 8402، المعجم الصغير: ج 2 ص 111، مسند الشهاب: ج 1 ص 145 ح 194، تاريخ دمشق: ج 7 ص 41 ح 1601، الذرّيّة الطاهرة: ص 109 ح 144 كلّها عن الزهری؛ كشف الغمّة: ج 2 ص 273.

[2] فی بعض نسخ المصدر: «الحسن» بدل «الحسين».

[3] الأمالی للصدوق (طبعة مؤسّسة الأعلمی): ص 238 ح 11 عن عبد الله بن سنان عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 70 ص 305 ح 23.

[4] الخصال: ص 105 ح 66، الأمالی للطوسی: ص 603 ح 1248، بحار الأنوار: ج 71 ص 359 ح 4.

خِصالٍ مَن كُنَّ فيهِ استَكمَلَ خِصالَ الإيمانِ: الَّذى إذا رَضِىَ لَم يُدخِلهُ رِضاهُ فى إثمٍ ولا باطِلٍ، وإذا غَضِبَ لَم يُخرِجهُ الغَضَبُ مِنَ الحَقِّ، وإذا قَدَرَ لَم يَتعاطَ ما لَيسَ لَهُ[1]

۵۹) خصال میں امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہؑ نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین ایسی صفات ہیں جس میں بھی ہوں اس کا ایمان مکمل ہے؛

۱) جب خوش ہو تو اس کو خوشی گناہ اور باطل کی طرف نہ لے جائے۔

۲) جب غصہ ہو جائے تو اس کو غصہ حق سے باہر نہ لے جائے۔

۳) جب قدرت تک پہنچ جائے تو کسی چیز کو اپنی قدرت میں ناحق نہ لے۔

60.الفردوس عن الحسين بن علی علیہ السلام عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ لا يَكونُ المُؤمِنُ مؤمِنا ولا يَستَكمِلُ الإيمانَ حَتّى يَكونَ فيهِ ثَلاثُ خِصالٍ: إقتِباسُ العِلمِ، وَالصَّبرُ عَلَى المَصائِبِ، ويَرفُقُ فِي المَعاشِ. وثَلاثُ خِصالٍ تَكونُ فِي المُنافِقِ: إذا حَدَّثَ كَذَبَ، وإذا وَعَدَ أخلَفَ، وإذا ائتُمِنَ خانَ[2]

۶۰) کتاب فردوس میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا اور نہ ایمان مکمل ہوسکتا ہے جب تک تین خصوصیات نہ ہوں۔

۱) علم حاصل کرنا۔

۲) مشکلات پر صبر کرنا۔

۳) روزی کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرنا۔

تین صفات منافق میں بھی ہیں:

۱) جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

۲) وعدہ دے تو وفا نہ کرے۔

۳) جب امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

61.تحف العقول عن الإمام الحسين علیہ السلام: إنَّ المُؤمِنَ اتَّخَذَ اللهَ عِصمَتَهُ، وقَولَهُ مِرآتَهُ، فَمَرَّةً يَنظُرُ فى نَعتِ المُؤمِنينَ وتارَةً يَنظُرُ فى وَصفِ المُتَجَبِّرينَ، فَهُوَ مِنهُ فى لَطائِفَ، ومِن نَفسِهِ فى

---

[1] الفردوس: ج5 ص170 ح7854 وراجع: كنز العمّال: ج1 ص165 ح828 نقلاً عن أبي نعيم.

[2] الفردوس: ج۵ ص۱۷۰ ح۷۸۵۴ وراجع: كنز العمّال: ج۱ ص۱۶۵ ح۸۲۸ نقلاً عن أبي نعيم.

تَعارُفٍ، ومِن فِطنَتِهِ في يَقينٍ، ومِن قُدسِهِ عَلى تَمكينٍ[1]

٦١) تحف العقول میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: مومن، خدا کو اپنی پناہ سمجھتا ہے اور اس کی بات کو اپنا آئینہ سمجھتا ہے۔ ایک مرتبہ (خدا کی بات میں) مومنین کی صفات کی طرف دیکھتا ہے اور دوسری مرتبہ متکبروں کی صفات کی طرف۔ اس سے اہم باتیں چنتا ہے خود کو معرفی کراتا ہے اور اپنی تیز ذہنی ہونے پر یقین کرتا ہے اور اپنی کمائی پر اعتماد رکھتا ہے۔

2/8

لا اِکراهَ فِي الدّينِ

دین میں زبردستی نہیں

62.التوحيد بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ بن أنّ المُسلِمينَ قالوا لِرَسولِ اللهِ ﷺ: لَو أكرَهتَ يا رَسولَ اللهِ مَن قَدَرتَ عَلَيهِ مِنَ النّاسِ عَلَى الإِسلامِ لَكَثُرَ عَدَدُنا وقَوينا عَلى عَدُوِّنا. فَقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: ما كُنتُ لِأَلقَى اللهَ عز و جلبِبِدعَةٍ لَم يُحدِث إلَيَّ فيها شَيئا، وما أنَا مِنَ المُتَكَلِّفينَ. فَأَنزَلَ اللهُ تَبارَكَ وتَعالى: يا مُحَمَّدُ «وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا»[2] عَلى سَبيلِ الإِلجاءِ وَالِاضطِرارِ فِي الدُّنيا كَما يُؤمِنونَ عِندَ المُعايَنَةِ ورُؤيَةِ البَأسِ فِي الآخِرَةِ، ولَو فَعَلتُ ذلِكَ بِهِم لَم يَستَحِقّوا مِنّي ثَوابا ولا مَدحا، لكِنّي اُريدُ مِنهُم أن يُؤمِنوا مُختارينَ غَيرَ مُضطَرّينَ لِيَستَحِقّوا مِنِّي الزُّلفى[3] وَالكَرامَةَ، ودَوامَ الخُلودِ في جَنَّةِ الخُلدِ «أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ»[4][5]

٦٢) کتاب التوحید میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا: مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] تحف العقول: ص248، بحار الأنوار: ج78 ص119 ح15.
[2] يونس: 99.
[3] الزُلفى: القربة والمنزلة (الصحاح: ج4 ص1370 «زلف»).
[4] يونس: 99.
[5] التوحيد: ص 342 ح 11، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 135 ح 33، الاحتجاج: ج 2 ص 394 ح 302 كلّها عن أبي الصلت الهروي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 5 ص 49 ح 80.

سے آ کر کہا: اے اللہ کے نبیؐ! اگر آپ کچھ لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور کرتے ہیں تو ہماری تعداد زیادہ ہوجاتی اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں طاقتور ہوجاتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں خدا سے اس بدعت کے ساتھ ملاقات نہیں کرنا چاہتا جو میرے حوالے نہیں کی گئی ہے اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی طرف سے بنی ہوئی چیز، کی خدا کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ بس خدا نے نازل کیا ہے اے محمدؐ، اگر خدا چاہتا تو روئے زمین پر رہنے والے سب ایمان لے آتے۔

اسی دنیا میں زبردستی ایمان لائیں جس طرح آخرت میں مشکل اور ناامیدی سے ایمان لاتے ہیں اگر میں ایسے کرتا تو نہ میرے ثواب کے مستحق ہوتے اور نہ ہی تعریف کے بلکہ میں ان سے چاہتا ہوں کہ اپنے اختیار سے، نہ مجبوری سے، مجھ پر ایمان لے آئیں تاکہ میرے نزدیک ہونے اور میری کرامت اور ہمیشہ رہنے والی جنت کے حقدار بن جائیں کیا تم لوگوں کو مجبور کرتے ہو کہ مومن ہوجائیں؟

2/9

تَحرِيمُ القِياسِ فِي الدّينِ[1]

دین میں قیاس کرنا حرام ہے

63.التوحيد عن عكرمة عن الحسين عليه السلام: إنَّ مَن وَضَعَ دينَهُ عَلَى القِياسِ لَم يَزَلِ الدَّهرَ فِي الاِرتِماسِ[2]، مائِلاً عَنِ المِنهاجِ، ظاعِناً[3] فِي الاِعوِجاجِ، ضالّاً عَنِ السَّبيلِ، قائِلاً غَيرَ الجَميلِ[4]

٦٣) کتاب توحید میں عکرمہ نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جو بھی اپنے دین کی بنیاد قیاس پر رکھے تو وہ ہمیشہ اشتباہ اور غلطی میں ہوگا، اصلی راستے سے منہ موڑ کر غلط راستے کی طرف چلنے والا ہوگا۔ راستہ گم کیا ہے اور صحیح بات نہیں کہتا۔

---

[1] هو الحكم على موضوع بنفس الحكم الثابت لموضوع آخر بسبب التشابه بين الموضوعين، والجدير بالذكر إنّ القياس المنطقي مقبول في محلّه لكنّه لا علاقة له بالقياس الفقهي.

[2] هكذا في المصدر، وفي تاريخ دمشق وروضة الواعظين: «في الالتباس»، وهو الأنسب للسياق.

[3] ظَعَنَ: أي سار (الصحاح: ج6 ص2159 «ظعن»).

[4] التوحيد: ص80 ح35، روضة الواعظين: ص43، بحار الأنوار: ج2 ص302 ح35؛ تاريخ دمشق: ج14 ص183.

2/10

مِلاكُ التَّكليفِ

شرعی دشواری کا میزان

64. تحف العقول عن الإمام الحسين عليه السلام: ما أخَذَ اللهُ طاقَةَ أحَدٍ إلاّ وَضَعَ عَنهُ طاعَتَهُ، ولا أخَذَ قُدرَتَهُ إلاّ وَضَعَ عَنهُ كُلفَتَهُ[1]

۶۴) تحف العقول میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے جب کسی سے طاقت لے لی تو اس سے اطاعت اور بندگی کو اٹھا دیا اور خدا نے اپنی طاقت نہیں اٹھائی سوائے اس کے کہ اس سے تکلیف کو اٹھا لیا۔

---

[1] تحف العقول: ص246، بحار الأنوار: ج78 ص117 ح4.

الفصل الثّالِثُ: القضاء والقدر

تیسری فصل: قضا اور قدر

3/1

وُجوبُ الإيمانِ بِالقَضاءِ وَالقَدَرِ

قضاء اور قدر پر ایمان واجب ہے

65. الفقه المنسوب إلى الإمام الرضا عليه السلام: قالَ العالِمُ عليه السلام: كَتَبَ الحَسَنُ بنُ أبِي الحَسَنِ البَصرِيُّ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ عليه السلام يَسأَلُهُ عَنِ القَدَرِ. فَكَتَبَ إلَيهِ: اِتَّبِع ما شَرَحتُ لَكَ فِي القَدَرِ مِمّا اُفضِيَ إلَينا أهلَ البَيتِ، فَإِنَّهُ مَن لَم يُؤمِن بِالقَدَرِ خَيرِهِ وشَرِّهِ فَقَد كَفَرَ، ومَن حَمَلَ المَعاصِيَ عَلَى اللهِ عز و جل فَقَد فَجَرَ وَافتَرى عَلَى اللهِ افتِراءً عَظيما. إنَّ اللهَ تَبارَكَ وتَعالى لا يُطاعُ بِإِكراهٍ، ولا يُعصى بِغَلَبَةٍ، ولا يُهمِلُ العِبادَ فِي الهَلَكَةِ، ولكِنَّهُ المالِكُ لِما مَلَّكَهُم، وَالقادِرُ لِما عَلَيهِ أقدَرَهُم؛ فَإِنِ ائتَمَروا بِالطّاعَةِ لَم يَكُن لَهُم صادّا عَنها مُبطِئا، وإنِ ائتَمَروا بِالمَعصِيَةِ فَشاءَ أن يَمُنَّ عَلَيهِم فَيَحولَ بَينَهُم وبَينَ مَا ائتَمَروا بِهِ فَعَلَ [1]، وإن لَم يَفعَل فَلَيسَ هُوَ حامِلَهُم عَلَيها [2] قَسرا، ولا كَلَّفَهُم جَبرا، [بَل] [3] بِتَمكينِهِ إيّاهُم بَعدَ إعذارِهِ وإنذارِهِ لَهُم وَاحتِجاجِهِ عَلَيهِم، طَوَّقَهُم ومَكَّنَهُم وجَعَلَ لَهُمُ السَّبيلَ إلى أخذِ ما إلَيهِ دَعاهُم، وتَركِ ما عَنهُ نَهاهُم، جَعَلَهُم مُستَطيعينَ لِأَخذِ ما أمَرَهُم بِهِ مِن شَيءٍ غَيرَ آخِذيهِ، ولِتَركِ ما نَهاهُم عَنهُ مِن شَيءٍ غَيرَ تارِكيهِ. وَالحَمدُ للهِ الَّذي جَعَلَ عِبادَهُ أقوِياءَ لِما أمَرَهُم بِهِ، يَنالونَ بِتِلكَ القُوَّةِ ونَهاهُم عَنهُ، وجَعَلَ العُذرَ لِمَن لَم يَجعَل لَهُ السَّبَبَ جَهدا مُتَقَبَّلاً [4]

---

[1] في المصدر: «فإن فعل»، والتصويب من بحار الأنوار.

[2] في المصدر: «عليهم»، والتصويب من بحار الأنوار.

[3] ما بين المعقوفين أثبتناه من بحار الأنوار.

[4] الفقه المنسوب للإمام الرضا عليه السلام: ص 408 ح 118، بحار الأنوار: ج 5 ص 123 ح 71.

٦٥) وہ فقہ جو امام علی رضاؑ کی طرف منسوب ہے اس میں آیا ہے کہ عالم (امام رضاؑ) نے فرمایا: حسن بن ابی حسن بصری نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور امامؑ سے قدر کے بارے میں پوچھا۔

امام نے جواباً فرمایا: ہم اہل بیت کے پاس جو قدر کے بارے میں آیا ہے اور تمہیں وضاحت سے بتا تا ہوں، جو شخص قدر کے خیر اور شر پر ایمان نہ رکھے وہ کافر ہے اور جو شخص (انسانوں کے) گناہوں کو خدا کی طرف نسبت دے اس نے فسق اور گناہ کا کام کیا اور غلط کام کی خدا کی طرف نسبت دی ہے خدا کی اطاعت اور بندگی مجبوری سے نہیں ہوگی اور غلبہ کے ذریعے اس کی نافرمانی نہیں ہوسکتی، اور خدا نے بندوں کو ہلاکت میں نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ خدا تو اس چیز کا مالک ہے جس کی ملکیت کا حق بندوں کو دیا ہے اور اس چیز پر قادر ہے جس کی قدرت بندوں کو دی گئی ہے، بس اگر بندے خدا کی اطاعت کا ارادہ کریں تو نہ ان کا راستہ روکتا ہے اور نہ ہی پیچھے ہٹا تا ہے اگر وہ نافرمانی کرنا چاہیں تو بھی ان پر احسان کر کے، گناہ اور ان کے درمیان مانع ایجاد کرتا ہے اور اگر ایسے نہ کرے تو مطلب یہ نہیں کہ ان کو گناہ پر مجبور کیا ہے، بلکہ خدا نے انہیں قدرت دے کر خبردار کر کے ڈرایا بھی ہے اور ان پر حجت تمام کردی ہے۔ اور انہیں قدرت اور طاقت دے دی ہے۔ اور ان کے لئے انجام دینے والی چیز اور شرک کرنے والی چیز کے لئے راستہ بھی مقرر کیا ہے۔ انہیں قادر بنایا ہے اس چیز کے اخذ کرنے پر جس کا انہیں حکم دیا ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کو اخذ کرنا لازم اور ضروری ہے اور اس چیز پر بھی قادر بنایا جس سے اس نے روکا ہے بغیر اس کے کہ (لازم وضروری ہو) اس چیز کا ترک کرنا۔ تعریف اس خدا کے ساتھ مخصوص ہے جس نے اپنے بندوں کو اس چیز پر قدرت دی ہے جس کا حکم دیا ہے تاکہ اس قدرت سے اس چیز کو حاصل کرسکیں اور انہیں (گناہوں) سے روکا۔ اور اس شخص کا عذر قابل قبول کیا جس نے انجام دینے کی قدرت حاصل نہ کی۔

3/2

أصنافُ القَضاءِ وَالقَدَرِ

قضاء اور قدر کی اقسام

66.التوحيد بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام: دَخَلَ رَجُلٌ مِن أهلِ العِراقِ عَلى أميرِ

المُؤمِنينَ عليه السلام فَقالَ: أخبِرنا عَن خُروجِنا إلى أهلِ الشّامِ أبِقَضاءٍ مِنَ اللهِ وقَدَرٍ؟

فَقالَ لَهُ أميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام: أجَل يا شَيخُ، فَوَاللهِ ما عَلَوتُم تَلعَةً [1] ولا هَبَطتُم بَطنَ وادٍ إلّا بِقَضاءٍ مِنَ اللهِ وقَدَرٍ.

فَقالَ الشَّيخُ: عِندَ اللهِ أحتَسِبُ عَنائي يا أميرَ المُؤمِنينَ.

فَقالَ: مَهلاً يا شَيخُ، لَعَلَّكَ تَظُنُّ قَضاءً حَتماً وقَدَراً لازِماً! لَو كانَ كَذلِكَ لَبَطَلَ الثَّوابُ وَالعِقابُ وَالأَمرُ وَالنَّهيُ وَالزَّجرُ، ولَسَقَطَ مَعنَى الوَعيدِ وَالوَعدِ، ولَم يَكُن عَلى مُسيءٍ لائِمَةٌ ولا لِمُحسِنٍ مَحمَدَةٌ، ولَكانَ المُحسِنُ أولى بِاللّائِمَةِ مِنَ المُذنِبِ، وَالمُذنِبُ أولى بِالإِحسانِ مِنَ المُحسِنِ! تِلكَ مَقالَةُ عَبَدَةِ الأَوثانِ وخُصَماءِ الرَّحمنِ وقَدَرِيَّةِ هذِهِ الأُمَّةِ ومَجوسِها.

يا شَيخُ، إنَّ اللهَ عز و جل كَلَّفَ تَخييراً، ونَهى تَحذيراً، وأعطى عَلَى القَليلِ كَثيراً، ولَم يُعصَ مَغلوباً، ولَم يُطَع مُكرِهاً، ولَم يَخلُقِ السَّماواتِ وَالأَرضَ وما بَينَهُما باطِلاً، ذلِكَ ظَنُّ الَّذينَ كَفَروا، فَوَيلٌ لِلَّذينَ كَفَروا مِنَ النّارِ [2]

قالَ: فَنَهَضَ الشَّيخُ وهُوَ يَقولُ:

أنتَ الإِمامُ الَّذي نَرجو بِطاعَتِهِ يَومَ النَّجاةِ مِنَ الرَّحمنِ غُفراناً
أوضَحتَ مِن دينِنا ما كانَ مُلتَبِساً جَزاكَ رَبُّكَ عَنّا فيهِ إحساناً
فَلَيسَ مَعذِرَةٌ في فِعلِ فاحِشَةٍ قَد كُنتُ راكِبَها فِسقاً وعِصياناً
لا لا ولا قائِلاً ناهيهِ أوقَعَهُ فيها عَبَدتُ إذاً يا قَومِ شَيطاناً
ولا أحَبَّ ولا شاءَ الفُسوقَ ولا قَتلَ الوَلِيِّ لَهُ ظُلماً وعُدواناً
أنّى يُحِبُّ وقَد صَحَّت عَزيمَتُهُ ذُو العَرشِ أعلَنَ ذاكَ اللهُ إعلاناً [3]

٦٦) کتاب التوحید میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے : ایک عراقی شخص علی علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگا: مجھے

---

[1] التَّلْعَةُ: ما ارتفع من الأرض (الصحاح: ج3 ص1192 «تلع»).

[2] تلميح إلى الآية 27 من سورة ص.

[3] التوحيد: ص380 ح28 عن عليّ بن جعفر الكوفي عن الإمام الهادي عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج5 ص13 ح19 وراجع: الكافي: ج1 ص155 ح1 وتحف العقول: ص468 والفصول المختارة: ص70.

بتائیے کیا ہمارا شامیوں کی طرف جانا، خدا کی قضاء وقدر سے تھا؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے بوڑھے: ہاں، خدا کی قسم، تم بلندی سے اوپر نہیں گئے۔ اور نہ ہی بلندی سے نیچے آئے۔ سوائے خدا کی قضا وقدر کے۔

اس بوڑھے شخص نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! اپنی تکلیف کو خدا کے حساب میں شمار کرتا ہوں (میرا کام نہیں ہے کہ جزا مانگوں)۔

امامؑ نے فرمایا: اے بوڑھے! چپ ہوجا شاید تم خیال کررہے ہو کہ حتمی اور یقینی قضا وقدر تھی؟ اگر ایسے ہوتا تو ثواب وعقاب، امراور نہی، باطل ہوجاتے اور وعدہ اور وعید کے معنی ختم ہوجاتے اور گناہ گار کو سرزنش اور اچھے انسان کی تعریف کرنا، صحیح نہ ہوتی اور یہ ہوجاتا کہ نیک بندہ سرزنش کا زیادہ حقدار ہوتا گناہگار سے اور گناہگار زیادہ لائق تعریف ہوتا نیک انسان سے (یہ تیری) بات بتوں کی پوجا کرنے والوں اور رحیم خدا کے دشمنوں اور قدریوں اور اس امت کے مجوسیوں کی بات ہے۔

اے بوڑھے! خدا نے اختیار دے کر (شرعی) ذمہ داری دی ہے اور نہی ومنع کی ہے (تاکہ تم) ڈرو۔ اور کم کے مقابلے میں خدا نے زیادہ دیا ہے اور مغلوبی سے اس کی نافرمانی نہیں ہوئی ہے اور زبردستی اس کی اطاعت و بندگی نہیں ہوئی ہے اور زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو بغیر مقصد کے پیدا نہیں کیا۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔

بوڑھا شخص اٹھ کر کہنے لگا:

> آپ ہی وہ امام ہیں جس کی اطاعت سے ہمیں خدا کی معرفت کی امید ہے قیامت کے دن۔ ہمارے دین سے جو کچھ پوشیدہ تھا آپ نے واضح کردیا۔ اس کے بدلے میں خدا آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا دے۔ غلط کام میں عذر قابل قبول نہیں ہے کیونکہ خود میں نے فسق اور نافرمانی کی وجہ سے غلط کام انجام دیا ہے۔ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ خود روکا لیکن اسے انجام دیا، اے قوم: میں ہی تھا جس نے شیطان کی بندگی کی۔ گناہ سے نہ لگاؤ تھا نہ ہی اسے چاہا اور نہ ہی اپنے ولی کے قتل کو ظلم اور تجاوز سے (چاہا) کیسے ایسے کاموں کو چاہتا ہوں درحالانکہ اپنی نہی میں مصمم ارادہ رکھتا ہے اور خدا نے اس چیز کو واضح بتادیا ہے۔

3/3

دَورُ القَضاءِ وَالقَدَرِ فِي الأَفعالِ

کاموں میں قضا وقدر کا اثر

67.التوحيد بإسناده عن الحسين بن علي عليه السلام: سَمِعتُ أبي عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام يَقولُ: الأَعمالُ عَلى ثَلاثَةِ أحوالٍ: فَرائِضَ، وفَضائِلَ، ومَعاصِيَ. وأمَّا الفَرائِضُ فَبِأَمرِ اللهِ عز و جل، وبِرِضَى اللهِ وقَضاءِ اللهِ وتَقديرِهِ ومَشِيَّتِهِ وعِلمِهِ. وأمَّا الفَضائِلُ فَلَيسَت بِأَمرِ اللهِ ولكِن بِرِضَى اللهِ وبِقَضاءِ اللهِ وبِقَدَرِ اللهِ وبِمَشِيَّتِهِ وبِعِلمِهِ. وأمَّا المَعاصي فَلَيسَت بِأَمرِ اللهِ ولكِن بِقَضاءِ اللهِ وبِقَدَرِ اللهِ وبِمَشِيَّتِهِ وبِعِلمِهِ، ثُمَّ يُعاقِبُ عَلَيها[1]

٦٧) کتاب توحید میں امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ: میں نے سنا کہ بابا علی بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں: کام تین قسم کے ہیں:

۱) واجب۔ ۲) مستحب (سنت)۔ ۳) حرام۔

واجب کام خدا کی رضایت، قضاء اور قدر اور اس کی مشیت اور علم سے ہیں، لیکن مستحب اور سنت کام خدا کے (وجوبی) حکم سے نہیں ہیں۔ لیکن خدا کی رضایت، قضاء وقدر اور خدا کے علم سے ہیں۔ اور حرام کام بھی خدا کے حکم سے نہیں ہیں۔ لیکن قضاء وقدر اس کی مشیت اور علم سے ہیں اور حرام کاموں پر عذاب دے گا۔

3/4

لا جَبرَ ولا تَفويضَ

نہ جبر ہے نہ ہی تفویض

68.الاحتجاج بإسناده عن الحسين بن علي عن أبيه علي ب مَن زَعَمَ أنَّ اللهَ يُجبِرُ عِبادَهُ

[1] التوحيد: ص370 ح9، الخصال: ص168 ح221، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج1 ص142 ح44، مختصر بصائر الدرجات: ص138 كلّها عن أبي أحمد الغازي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، صحيفة الإمام الرضا عليه السلام: ص278 ح28، بحار الأنوار: ج5 ص29 ح36.

عَلَى المَعاصى أو يُكَلِّفُهُم ما لا يُطيقون، فَلا تَأكُلوا ذَبيحَتَهُ، ولا تَقبَلوا شَهادَتَهُ، ولا تُصَلّوا وَراءَهُ، ولا تُعطوهُ مِنَ الزَّكاةِ شَيئا [۱]

۶۸) کتاب احتجاج میں امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: جو بندہ یہ خیال کرے کہ خدا اپنے بندوں کو گناہ پر مجبور کیا ہے یا ان کی طاقت سے زیادہ انہیں (شرعی) تکلیف دی ہے تو

ایسے بندے کی ذبح شدہ، گوشت کو نہ کھاؤ،

اس کی گواہی قبول نہ کرو،

اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو

اور زکوٰہ میں سے کچھ اسے نہ دو۔

3/5

أسبابُ السَّعادَةِ

سعادت کے اسباب

69. الإقبال عن الإمام الحسين علیہ السلام في دُعاءِ عَرَفَةَ: اللّٰهُمَّ اجعَلني أخشاكَ كَأَنّي أراكَ، وأسعِدني بِتَقواكَ ولا تُشقِني بِمَعصِيَتِكَ، وخِر لي في قَضائِكَ، وبارِك لي في قَدَرِكَ، حَتّى لا اُحِبَّ تَعجيلَ ما أخَّرتَ ولا تَأخيرَ ما عَجَّلتَ [۲]

۶۹) کتاب اقبال میں امام حسین علیہ السلام سے (دعائے عرفہ میں) ہے: اے خدا! مجھے اتنا خوفزدہ بنا دے کہ جیسے میں تجھے دیکھ رہا ہوں، اور مجھے اپنے تقویٰ کے ذریعے سعادت مند بنادے اور اپنی نافرمانی سے شقی نہ بنا اور اپنی قضا میں میرے لئے خیر کا انتخاب کر اور میرے لئے اپنی تقدیر کو بہتر بنادے اس طرح کہ میں اس چیز کی جلدی کو نہ چاہوں جس کو تو نے موخر کردیا اور اس چیز کے مؤخر ہونے کو نہ چاہوں جسے تو نے جلدی کیا۔

---

[۱] الاحتجاج: ج 2 ص 397 ح 303 عن إبراهيم بن أبي محمود عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام وراجع: عيون أخبار الرضا علیہ السلام: ج1 ص 124 ح 16.

[۲] الإقبال: ج2 ص 78، البلد الأمين: ص 253، بحار الأنوار: ج 98 ص 218 ح 3.

3/6

ثَمَرَةُ العِلمِ بِالقَدَرِ

قدر سے باخبر ہونے کا نتیجہ

70.التوحيد عن عمرو بن جميع عن جعفر بن محمّد عليه السلام حَدَّثَني أبي عَن أبيهِ عَن جَدِّهِ عليهم السلام قالَ: دَخَلَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام عَلى مُعاوِيَةَ فَقالَ لَهُ: ما حَمَلَ أباكَ عَلى أن قَتَلَ أهلَ البَصرَةِ، ثُمَّ دارَ عَشِيّاً في طُرُقِهِم في ثَوبَينِ؟! فَقالَ عليه السلام: حَمَلَهُ عَلى ذلِكَ عِلمُهُ أنَّ ما أصابَهُ لَم يَكُن لِيُخطِئَهُ، وأنَّ ما أخطَأَهُ لَم يَكُن لِيُصيبَهُ. قالَ: صَدَقتَ[1]

۷۰) کتاب توحید میں عمرو بن جمیع نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام معاویہ کے پاس گئے۔

معاویہ نے امامؑ سے کہا: کونسی چیز نے آپ کے بابا کو وادار کیا کہ بصرے والوں کو قتل کرے پھر اسی دن کی رات دو معمولی کرتے پہن کر راستے اور گلیوں میں ٹہلے؟

امامؑ نے فرمایا: ان کو اس چیز کا علم کہ جو کچھ اس تک پہنچے گا وہ غلط نہیں جائے گا اور جو غلط ہوا ہو وہ نہیں پہنچنا چاہیے۔

معاویہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔

71.الأخبار الطوال: سارَ الحُسَينُ عليه السلام مِن بَطنِ الرُّمَّةِ[2] فَلَقِيَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطيعٍ وهُوَ مُنصَرِفٌ مِنَ العِراقِ، فَسَلَّمَ عَلَى الحُسَينِ عليه السلام وقالَ لَهُ: بِأَبي أنتَ واُمّي يَابنَ رَسولِ اللهِ، ما أخرَجَكَ مِن حَرَمِ اللهِ وحَرَمِ جَدِّكَ؟! فَقالَ: إنَّ أهلَ الكوفَةِ كَتَبوا إلَيَّ يَسأَلونَني أن أقدَمَ عَلَيهِم لِما رَجَوا مِن إحياءِ مَعالِمِ الحَقِّ وإماتَةِ البِدَعِ. قالَ لَهُ ابنُ مُطيعٍ: أنشُدُكَ اللهَ ألّا تَأتِيَ الكوفَةَ، فَوَاللهِ لَئِن

---

[1] التوحيد: ص374 ح19.

[2] بَطنُ الرُّمَّة: هو وادٍ معروف بعالية نجد (معجم البلدان: ج1 ص449).

أتيتها لتُقتلَنّ. فقالَ الحُسَينُ عليه السلام: «لَّن يُصِيبَنَآ إِلاَّ مَا كَتَبَ اللّهُ لَنَا»[1]، ثُمَّ وَدَّعَهُ ومَضى[2]

۷۱) اخبار الطوال میں ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام بطن الرومہ سے چلے تو عبداللہ بن مطیع نے جو عراق سے واپس آ رہا تھا امامؑ کو دیکھا تو سلام کر کے کہنے لگا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کونسی چیز نے آپ کو خدا کے حرم (مکہ) اور نانا کے حرم (مدینہ) سے نکلنے پر مجبور کیا؟

امامؑ نے فرمایا: کوفے والوں نے مجھے خط لکھا اور انہوں نے مجھ سے چاہا ہے کہ حق کی نشانیوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کو ختم کرنے کے لئے ان کے ہاں جاؤں۔

ابن مطیع نے امامؑ سے کہا: آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کوفہ نہ جائیں کیونکہ خدا کی قسم اگر وہاں جائیں گے تو بغیر شک کے قتل ہو جائیں گے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں وہی چیزیں پہنچیں گی جو خدا نے ہمارے لئے لکھی ہوں گی۔

پھر وہ امامؑ سے خدا حافظی کر کے چلا گیا۔

3/7

المَقضِيُّ هُوَ كائِنٌ

قضاء الٰہی، ضرور واقع ہوگی

72. الفتوح: سارَ الحُسَينُ عليه السلام حَتّى نَزَلَ الخُزَيمِيَّةَ[3]، وأقامَ بِها يَوما ولَيلَةً. فَلَمّا أصبَحَ أقبَلَت إلَيهِ اُختُهُ زَينَبُ بِنتُ عَلِيٍّ عليه السلام، فَقالَت: يا أخي، ألا اُخبِرُكَ بِشَيءٍ سَمِعتُهُ البارِحَةَ؟ فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: وما ذاكِ؟ فَقالَت: خَرَجتُ في بَعضِ اللَّيلِ لِقَضاءِ حاجَةٍ، فَسَمِعتُ هاتِفا يَهتِفُ، وهُوَ يَقولُ:

ألا يا عَينُ فَاحتَفِلي بِجَهدٍ ومَن يَبكي عَلَى الشُّهداءِ بَعدي
عَلى قَومٍ تَسوقُهُمُ المَنايا بِمِقدارٍ إلى إنجازِ وَعدِ

---

[1] التوبة: 51.
[2] الأخبار الطوال: ص 246.
[3] الخُزَيميّة: منزل من منازل الحاجّ بعد الثعلبيّة من الكوفة (معجم البلدان: ج 2 ص 370).

فَقالَ لَهَا الحُسَينُ عليه السلام : يا أُختاه، المَقضِيُّ هُوَ كائِنٌ [1]

۷۲) الفتوح (کربلا کے راستے میں) امام حسین علیہ السلام چل رہے تھے یہاں تک کہ خزیمہ کے مقام پر رکے اور وہاں ایک دن اور رات ٹھہرے، جیسے صبح ہوئی تو امام علی علیہ السلام کی بیٹی، امام حسین علیہ السلام کی بہن نے آکر امام حسین علیہ السلام سے کہا: اے میرے بھائی! کیا تجھے وہ چیز بتاؤں جو میں نے کل رات سنی ہے؟

امامؑ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا: رات کے ایک حصے میں کسی حاجت کے لئے میں باہر گئی تو غیب سے ایک ہاتف کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

ہاں، اے آنکھ! غور سے دیکھ میرے بعد کون شہیدوں پر روئے
گا؟ اس گروہ پر جن کو موت تقدیر کی طرف دھکیل رہی ہے اور وعدے کو
انجام دینے کے لیے جا رہے ہیں،

بس امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا سے فرمایا: میری بہن! جس کا حکم ہوا ہے وہ ضرور ہوگا۔

73.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام، في جوابِ عُمَرَ بنِ عَبدِ الرَّحمنِ لَمّا أشار: جَزاكَ اللهُ خَيرا يَابنَ عَمِّ، فَقَد عَلِمتُ أنَّكَ أمَرتَ بِنُصحٍ، ومَهما يَقضِ اللهُ مِن أمرٍ فَهُوَ كائِنٌ، أخَذتُ بِرَأيِكَ أم تَرَكتُهُ [2]

عمر بن عبدالرحمٰن کے جواب میں امام حسین علیہ السلام سے ہے: اے چچا کے بیٹے! خدا تجھے نیک جزا دے مجھے معلوم ہے تم مجھے خلوص نیت سے کہہ رہے ہو لیکن جو خدا کرے گا وہی ہوگا خواہ تیرے مشورے پر عمل کروں یا نہ کروں۔

74.تهذيب الكمال: أتاهُ [الحُسَينَ عليه السلام] أبو بَكرِ بنُ عَبدِ الرَّحمنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشامٍ، فَقالَ: يَابنَ عَمِّ، إنَّ الرَّحِمَ تَظأَرُني [3] عَلَيكَ، وما أدري كَيفَ أنَا عِندَكَ فِي النَّصيحَةِ لَكَ؟ قالَ: يا أبا بَكرٍ، ما أنتَ مِمَّن يُستَغَشُّ ولا يُتَّهَمُ، فَقُل. فَقالَ: رَأَيتَ ما صَنَعَ أهلُ العِراقِ بِأَبيكَ وأخيكَ،

---

[1] الفتوح: ج5ص70، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص225؛ المناقب لابن شهر آشوب: ج4ص95 نحوه، بحار الأنوار: ج44ص372.

[2] الفتوح: ج 5 ص 65، تاريخ الطبري: ج 5 ص 382، الكامل في التاريخ: ج 2 ص 545، تاريخ دمشق: ج 14 ص 209، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص216 كلّها نحوه.

[3] ظَأَرَني فُلانٌ على أمرِ كَذا، وأظأَرَني: عَطَفَني (تاج العروس: ج7ص160 «ظأر»).

وأنتَ تُرِيدُ أن تَسيرَ إليهم، وهُم عَبيدُ الدُّنيا. فَيُقاتِلُكَ مَن قد وَعَدَكَ أن يَنصُرَكَ، ويَخذُلُكَ مَن أنتَ أحَبُّ إليهِ مِمَّن يَنصُرُهُ. فَاذكُرِ اللهَ في نَفسِكَ! فقالَ: جَزاكَ اللهُ يَابنَ عَمٍّ خَيرا، فَقَدِ اجتَهَدتَ رَأيَكَ، ومَهما يَقضِ اللهُ مِن أمرٍ يَكُن. فَقالَ أبو بَكرٍ: إنّا للهِ، عِندَ اللهِ نَحتَسِبُ أبا عَبدِ اللهِ[1]

۷۴) تہذیب الکمال میں ہے: ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگا: اے میرے چچا کے بیٹے! میں آپ کا خیر خواہ ہوں لیکن مجھے پتہ نہیں کہ آپ کی نظر میں بھی کتنا خیر خواہ ہوں؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابوبکر! تو دھوکے باز بھی نہیں ہے تجھ پر کوئی الزام یا تہمت نہیں ہے۔ اپنی بات کہو۔

وہ کہنے لگا: آپ نے دیکھا کہ عراق والوں نے آپ کے بابا اور بھائی سے کیا کیا اور تو بھی انہیں کی طرف جانا چاہتا ہے؟ وہ دنیا کے بندے ہیں اور جنہوں نے تجھے مدد کا وعدہ دیا ہے وہی آپ سے جنگ کریں گے، اور وہی آپ کو دھوکا دیں گے جن کے لئے ہر مدد کرنے والوں سے تو زیادہ عزیز ہے۔ بس خدا کو یاد کرو!

امامؑ نے فرمایا: اے چچا کے بیٹے، خدا تجھے نیک جزا دے کہ اچھی بات کے لئے کوشش کی، لیکن جس چیز کا خدا حکم کرے گا وہی ہو گا،

ابوبکر نے کلمہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور کہا: ہم خدا سے ہیں اے حسین علیہ السلام (تیری مصیبت کو) خدا کے حوالے کرتے ہیں۔

75. تاريخ الطبري عن عمر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هش لَمّا قَدِمَت كُتُبُ أهلِ العِراقِ إلَى الحُسَينِ عليه السلام وتَهَيَّأَ لِلمَسيرِ إلَى العِراقِ، أتَيتُهُ فَدَخَلتُ عَلَيهِ وهُوَ بِمَكَّةَ، فَحَمِدتُ اللهَ وأثنَيتُ عَلَيهِ، ثُمَّ قُلتُ: أمّا بَعدُ، فَإِنّي أتَيتُكَ يَابنَ عَمٍّ لِحاجَةٍ اُريدُ ذِكرَها لَكَ نَصيحَةً، فَإِن كُنتَ تَرى أنَّكَ تَستَنصِحُني وإلّا كَفَفتُ عَمّا اُريدُ أن أقولَ. فَقالَ: قُل، فَوَاللهِ ما أظُنُّكَ بِسَيِّئِ الرَّأيِ ولا هَوٍ[2] لِلقَبيحِ مِنَ الأَمرِ وَالفِعلِ. قالَ: قُلتُ لَهُ: إنَّهُ قَد بَلَغَني أنَّكَ تُريدُ المَسيرَ إلَى العِراقِ، وإنّي مُشفِقٌ عَلَيكَ مِن مَسيرِكَ، إنَّكَ تَأتي بَلَدا فيهِ عُمّالُهُ واُمَراؤُهُ ومَعَهُم بُيوتُ الأَموالِ، وإنَّمَا النّاسُ عَبيدٌ لِهٰذَا الدِّرهَمِ وَالدّينارِ، ولا آمَنُ عَلَيكَ أن يُقاتِلَكَ مَن وَعَدَكَ نَصرَهُ، ومَن أنتَ أحَبُّ إلَيهِ

---

[1] تهذيب الكمال: ج6 ص418 الرقم 1323، تاريخ دمشق: ج14 ص209، الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص447.

[2] [من] هويت الشيء أهواه: إذا أحببته (مجمع البحرين: ج3 ص1889 «هوى»).

مِمَّن يُقاتِلُكَ مَعَهُ. فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: جَزاكَ اللهُ خَيرا يَابنَ عَمٍّ. فَقَد وَاللهِ عَلِمتُ أنَّكَ مَشَيتَ بِنُصحٍ، وتَكَلَّمتَ بِعَقلٍ، ومَهما يُقضَ مِن أمرٍ يَكُن، أخَذتُ بِرَأيِكَ أو تَرَكتُهُ، فَأَنتَ عِندي أحمَدُ مُشيرٍ، وأنصَحُ ناصِحٍ. قالَ: فَانصَرَفتُ مِن عِندِهِ فَدَخَلتُ عَلَى الحارِثِ بنِ خالِدِ بنِ العاصِ بنِ هِشامٍ، فَسَأَلَني: هَل لَقيتَ حُسَينا؟ فَقُلتُ لَهُ: نَعَم. قالَ: فَما قالَ لَكَ، وما قُلتَ لَهُ؟ قالَ: فَقُلتُ لَهُ: قُلتُ كَذا و كَذا، وقالَ كَذا و كَذا. فَقالَ: نَصَحتَهُ ورَبِّ المَروَةِ الشَّهباءِ [1]، أما ورَبِّ البَنِيَّةِ، إنَّ الرَّأيَ لَما رَأَيتَهُ قَبِلَهُ أو تَرَكَهُ، ثُمَّ قالَ: رُبَّ مُستَنصَحٍ يَغُشُّ ويُردي [2] وظَنينٍ بِالغَيبِ يُلفى [3] نَصيحا [4]

۷۵) تاریخ طبری میں ہے عمر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے : جب عراق والوں کے خط امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچے اور امامؑ عراق جانے کے لئے تیار ہوئے تو میں امامؑ کے پاس [جبکہ مکہ تھے] گیا اور خدا کی حمد و تعریف کے بعد میں نے کہا: اے چچا کے بیٹے! میں آیا ہوں تجھے نصیحت کرنے کے لئے۔ اگر تم میری نصیحت کو غور سے سنو۔ کہوں وگرنہ جو کہنا چاہتا ہوں وہ نہیں کہوں گا۔

امامؑ نے فرمایا: کہو: میں خیال نہیں کرتا کہ آپ غلط نظر، یا غلط بات کے پیچھے ہیں۔

پھر میں نے امامؑ سے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم عراق جانا چاہتے ہو اور مجھے آپ کے اس جانے سے ڈرر ہے۔ آپ ایسی جگہ جارہے ہیں جہاں حکمران ہیں اور ان کے ہاتھ میں بیت المال ہے اور لوگ درہم و دینار کے غلام ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ آپ کے ساتھ وہی جنگ کرے گا جس نے مدد کرنے کا تجھے وعدہ دیا ہے یا جو تیرے سامنے ہے اور تم اس کے لئے بہتری چاہتے ہو۔ جنگ نہ کرے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے چچا کے بیٹے! خدا تجھے بہترین جزا دے۔

خدا کی قسم مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم نے میرے لئے اچھا چاہا اور عاقلانہ بات کی، لیکن جس چیز کا حکم ہوا ہے وہی ہوگا۔ تیری نگاہ میں عمل کروں یا نہ کروں۔ تو میرے نزدیک مشورہ دینے والوں میں سے بہترین اور بہترین خیر خواہ

---

[1] الشهباء: البيضاء (لسان العرب: ج1 ص508 «شهب»).

[2] رَدِيَ يردى: أي هلك وأرداهُ غيرُهُ (الصحاح: ج6 ص2355 «ردى»).

[3] ألفيت الشيء: إذا وجدته وصادفته ولقيته (النهاية: ج4 ص262 «لفا»).

[4] تاريخ الطبري: ج 5 ص 382، الكامل في التاريخ: ج 2 ص 545 وفيه صدره إلى «أنصح ناصح»، الفتوح: ج 5 ص 64، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص215 كلّها نحوه وراجع: أنساب الأشراف: ج3 ص373 وتاريخ دمشق: ج 14 ص209.

ہو۔

میں جب امام حسین علیہ السلام کے ہاں سے واپس آیا اور حارث بن خالد بن عاص بن ہشام کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا: کیا تو نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا؟

میں نے کہا: ہاں

پھر اس نے پوچھا: تم نے اسے کیا کہا اور انہوں نے تجھے کیا کہا؟

میں نے کہا: میں نے اسے بتایا تو اس نے بھی کہا: خدا کی قسم تم نے انہیں نصیحت کی، ہاں کعبہ کے رب کی قسم صحیح مشورہ وہی ہے جو تو نے دیا، وہ قبول کریں یا نہ کریں۔

پھر کہا: بسا اوقات تم اس کی خیر خواہی کرتے ہو، لیکن (وہ) دھوکا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے اور بسا اوقات باطن میں اس کے بارے میں بدگمان ہو لیکن حقیقی خیر خواہ ہو۔

3/8

الرِّضا بِالقَضاءِ

قضا پہ راضی رہنا

76.التوحيد بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ بن سَمِعتُ رَسولَ اللهِ ﷺ يَقولُ: قالَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ: مَن لَم يَرضَ بِقَضائی، ولَم يُؤمِن بِقَدَری، فَليَلتَمِس اِلها غَيری. وقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: فی كُلِّ قَضاءِ اللهِ خِيَرَةٌ لِلمُؤمِنِ[1]

۷۶) کتاب توحید میں امام حسین علیہ السلام نے اپنے بابا امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا فرماتا ہے جو شخص میری قضا پر راضی نہ رہے اور میری تقدیر پر ایمان نہ لائے تو اس کو میرے علاوہ کوئی اور خدا ڈھونڈنا چاہیے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ فرمایا: خدا کی ہر قضا میں مومن کے لئے خیر پوشیدہ ہے۔

77.الرسالة القشيريّة: قيلَ لِلحسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام: اِنَّ أبا ذَرٍّ يَقولُ: الفَقرُ أحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الغِنی، وَالسُّقمُ أحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الصِّحَّةِ! فَقالَ: رَحِمَ اللهُ تعالی أبا ذَرٍّ! أمّا أنا فَأقولُ: مَنِ اتَّكَلَ عَلی

---

[1] التوحيد: ص 371 ح 11، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 1 ص 141 ح 42، مختصر بصائر الدرجات: ص 138 كلّها عن الحسين بن خالد عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، كشف الغمّة: ج 3 ص 78 عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام.

حُسنِ اختِيارِ اللهِ لَهُ، لَم يَتَمَنَّ فِي غَيرِ مَا اختارَهُ اللهُ لَهُ[۱]

۷۷) رسالہ قشیریہ میں ہے: امام حسین علیہ السلام سے کہا گیا: ابوذرؓ کہتا ہے: میں غنی ہونے سے زیادہ فقر کو چاہتا ہوں اور صحت سے زیادہ بیماری کو چاہتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: ابوذر پر خدا رحمت نازل کرے۔ لیکن میں کہتا ہوں جو آدمی خدا کے بہترین انتخاب پر اعتماد کرے تو وہ سوائے اس چیز کے آرزو نہیں کرے گا جو خدا نے اس کے لئے انتخاب کیا ہے۔

3/9

سيرَةُ أهلِ البَيتِ فِي الرِّضا بِالقَضاءِ

سیرت اہل بیت

78. الملهوف عن الإمام الحسين عليه السلام . مِن قَولِهِ حينَ عَزَمَ عَلَى الخُروجِ إلَى الع: رِضَى اللهِ رِضانا أهلَ البَيتِ، نَصبِرُ عَلى بَلائِهِ، ويُوَفّينا أُجورَ الصّابِرينَ[۲]

۷۹) ملہوف میں امام حسین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ خدا کی رضا ہم اہل بیت کی رضایت ہے اس کی مصیبت پر صبر کریں گے اور وہ ہمیں صبر کرنے والوں کی مکمل جزاء دے گا۔

79. الإرشاد: رُوِيَ عَنِ الفَرَزدَقِ الشّاعِرِ إنَّهُ قالَ: حَجَجتُ بِأُمّي في سَنَةِ سِتّينَ، فَبَينا أنَا أسوقُ بَعيرَها حينَ دَخَلتُ الحَرَمَ إذ لَقيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام خارِجا مِن مَكَّةَ.... ثُمَّ قالَ لي: أخبِرني عَنِ النّاسِ خَلفَكَ. فَقُلتُ: الخَبيرَ سَأَلتَ؛ قُلوبُ النّاسِ مَعَكَ وأسيافُهُم عَلَيكَ، وَالقَضاءُ يَنزِلُ مِنَ السَّماءِ، وَاللهُ يَفعَلُ ما يَشاءُ. فَقالَ: صَدَقتَ، للهِ الأَمرُ، وكُلَّ يَومٍ رَبُّنا هُوَ في شَأنٍ، إن نَزَلَ القَضاءُ بِما نُحِبُّ فَنَحمَدُ اللهَ عَلى نَعمائِهِ، وهُوَ المُستَعانُ عَلى أداءِ الشُّكرِ، وإن حالَ القَضاءُ دونَ

---

[۱] الرسالة القشيريّة: ص195، تاريخ دمشق: ج13 ص253 وفيه «للحسن» بدل «للحسين».
[۲] الملهوف: ص126، مثير الأحزان: ص41، نزهة الناظر: ص86 ح23، كشف الغمّة: ج2 ص241، بحار الأنوار: ج44 ص367؛ مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص5.

الرَّجاءِ فَلَم يُبعِد مَن كانَ الحَقُّ نِيَّتَهُ وَالتَّقوى سَريرَتَهُ[1]، [2]

۷۹) کتاب ارشاد میں۔فرزدق شاعر سے روایت ہے کہ اس نے کہا: ساٹھ (ہجری) کے سال میں، میں اپنی ماں کو حج کے لئے لے گیا۔ جب میں حرم میں داخل ہونے کے لئے اونٹ کو بھگا رہا تھا تو حسین علیہ السلام کو مکہ سے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ مجھے امامؑ نے فرمایا: ان لوگوں کا حال سناؤ جو پیچھے چھوڑ کر آئے ہو؟

میں نے کہا کہ باخبر شخص سے آپ نے پوچھا: لوگوں کے دل آپ کے ساتھ اور ان کی تلواریں آپ کے مقابلے میں ہیں اور قضاء آسمان سے نازل ہوگئی۔خدا جہاں چاہے (وہاں آئے گی)۔

امام نے فرمایا: تو نے سچ کہا: ہر کام خدا کی طرف سے ہے۔اگر خدا کی قضا ایسے آئے جیسے ہم چاہتے ہیں تو خدا کی نعمتوں پر اس کی تعریف کریں گے اور شکر کرنے میں اس سے مدد لی جائے گی اور اگر خدا کی قضا ہمیں اپنی آرزو تک پہنچنے میں رکاوٹ بنی، تو جس کی نیت حق اور باطن تقویٰ ہوگی دور نہیں جائے گا۔

80.مهج الدعوات عن الإمام الحسين عليه السلام. مِمّا كانَ يَقولُهُ في قُنوتِهِ: اللّهُمَّ وإنّي مَعَ ذلِكَ كُلِّهِ عائِذٌ بِكَ، لائِذٌ بِحَولِكَ[3] وقُوَّتِكَ، راضٍ بِحُكمِكَ الَّذي سُقتَهُ إلَيَّ في عِلمِكَ، جارٍ بِحَيثُ أجرَيتَني، قاصِدٌ ما أمَّمتَني، غَيرُ ضَنينٍ[4] بِنَفسي فيما يُرضيكَ عَنّي إذ بِهِ قَد رَضَّيتَني[5]

۸۰) منہج الدعوات میں امام حسین علیہ السلام سے ہے جو آپ نے قنوت میں کہا ہے: اے خدا! میں ان سب چیزوں کے باوجود تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری قدرت سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیرے حکم پر۔جس کو تو نے اپنے علم کے ساتھ میری طرف بھیجا ہے۔خوشحال ہو اور جہاں تو مجھے بھیجے وہاں جاؤں گا اور جس کا تو ارادہ رکھتا ہے میں بھی اراداہ کروں گا اور جس چیز سے تو مجھ سے راضی ہوگا۔اس کو انجام دینے میں کوتاہی نہیں کروں گا کیونکہ تو نے مجھے اس کے بارے میں راضی رکھا۔

---

[1] في بحار الأنوار: «سيرته» بدل «سريرته».

[2] الإرشاد: ج2ص67، بحار الأنوار: ج44ص365؛ تاريخ الطبري: ج5ص386، الكامل في التاريخ: ج2ص547، الفتوح: ج5 ص 71، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 223، البداية والنهاية: ج 8 ص 166 كلّها نحوه وراجع: المناقب لابن شهرآشوب: ج4ص95.

[3] الحَولُ: الحِيلَةُ والقُوَّةُ (الصحاح: ج4ص1678 «حول»).

[4] ضَنِنتُ بالشيء: إذا بَخِلتُ به، فأنا ضَنينٌ به (الصحاح: ج6ص2156 «ضنن»).

[5] مهج الدعوات: ص68، بحار الأنوار: ج85ص214 ح1.

81.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام. فيما قالَهُ لِأُختِهِ زَينَبَ لَمّا نَزَلوا كَر: يا أُختاه! تَعَزّى بِعَزاءِ اللهِ، وَارضَى بِقَضاءِ اللهِ، فَإِنَّ سُكّانَ السَّماواتِ يَفنونَ، وأهلَ الأَرضِ يَموتونَ، وجَميعَ البَرِيَّةِ لا يَبقونَ، وكُلَّ شَيءٍ هالِكٌ إلاّ وَجهَهُ، لَهُ الحُكمُ وإلَيهِ تُرجَعونَ. وإنَّ لي ولَكِ ولِكُلِّ مُؤمِنٍ ومُؤمِنَةٍ أُسوَةً بِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله[1]

۸۱) الفتوح میں ہے جب امام حسین علیہ السلام کربلا میں پہنچے تو اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا کو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے بہن! خدا کی مصیبت پر تجھے تسلیت ہے اور خدا کی قضا پر راضی رہو کیونکہ آسمان والے فنا ہوجائیں گے اور زمین والوں کو موت آجائے گی اور کوئی مخلوق باقی نہیں رہے گی اور سوا ذاتِ خدا کے ہر چیز ہلاک وفنا ہوجائے گی۔ حکم خدا کے لئے ہی ہے اور اسی کی طرف ہی جانا ہے اور حضرت محمدؐ میرے آپ اور ہر مومن مرد وعورت کے لئے نمونہ عمل ہیں۔

82.مقتل الحسين عن الشافعي: ماتَ ابنٌ لِلحُسَينِ عليه السلام فَلَم يُرَ بِهِ كَآبَةٌ، فَعوتِبَ عَلى ذلِكَ، فَقالَ: إنّا أهلُ بَيتٍ نَسأَلُ اللهَ عز وجل فَيُعطينا، فَإِذا أرادَ ما نَكرَهُ فيما يُحِبُّ رَضينا[2]

۸۲) مقتل الحسینؑ، خوارزمی میں شافعی سے نقل ہے کہ: امام حسین علیہ السلام کا ایک بیٹا انتقال کرگیا لیکن امامؑ کو غمگین نہیں دیکھا گیا۔ اسی لئے امامؑ پر طنزیہ باتیں ہونے لگیں تو امامؑ نے فرمایا: ہم وہ خاندان ہیں جو کچھ خدا سے مانگتے ہیں تو وہ دے دیتا ہے لیکن اگر وہ ایسی چیز کا ارادہ کرے جو ہمیں پسند نہ ہو تو ہم اس پر راضی ہوتے ہیں۔

[1] الفتوح: ج5 ص84، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص237؛ الملهوف: ص141، مثير الأحزان: ص49 كلّها نحوه.
[2] مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص147 وراجع: الدعوات: ص286 ح16.

الفصل الرّابِعُ: الرّجعة

چوتھی فصل: رجعت

83.الخرائج والجرائح عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام قالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام لِأَصحابِهِ قَبلَ أن يُقتَلَ: اِنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قالَ: يا بُنَيَّ اِنَّكَ سَتُساقُ اِلَى العِراقِ، وهِيَ أرضٌ قَدِ التَقى بِهَا النَّبِيّونَ وأوصِياءُ النَّبِيّينَ، وهِيَ أرضٌ تُدعى «عَمورا »، واِنَّكَ تُستَشهَدُ بِها ويُستَشهَدُ مَعَكَ جَماعَةٌ مِن أصحابِكَ، لا يَجِدونَ أَلَمَ مَسِّ الحَديدِ، وتَلا: «قُلْنَا يَـٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَـٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ »[1]، تَكونُ الحَربُ عَلَيكَ وعَلَيهِم بَردا وسَلاما. فَأَبشِروا؛ فَوَاللهِ لَئِن قَتَلونا، فَاِنّا نَرِدُ عَلى نَبِيِّنا، ثُمَّ أمكُثُ ما شاءَ اللهُ، فَأَكونُ أوَّلَ مَن تَنشَقُّ عَنهُ الأَرضُ، فَأَخرُجُ خَرجَةً يُوافِقُ ذلِكَ خَرجَةَ أميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام وقِيامَ قائِمِنا، وحَياةَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله. ثُمَّ لَيَنزِلَنَّ عَلَيَّ وَفدٌ مِنَ السَّماءِ مِن عِندِ اللهِ، لَم يَنزِلوا اِلَى الأَرضِ قَطُّ، ولَيَنزِلَنَّ اِلَيَّ جَبرَئيلُ وميكائيلُ واِسرافيلُ وجُنودٌ مِنَ المَلائِكَةِ، ولَيَنزِلَنَّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله وعَلِيٌّ عليه السلام وأنَا وأخي، وجَميعُ مَن مَنَّ اللهُ عَلَيهِ في حَمولاتٍ[2] مِن حَمولاتِ الرَّبِّ؛ خَيلٍ بُلقٍ[3] مِن نورٍ، لَم يَركَبها مَخلوقٌ. ثُمَّ لَيَهُزَّنَّ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله لِواءَهُ، ولَيَدفَعَنَّهُ اِلى قائِمِنا مَعَ سَيفِهِ.... ولَتَنزِلَنَّ البَرَكَةُ مِنَ السَّماءِ اِلَى الأَرضِ؛ حَتّى اِنَّ الشَّجَرَةَ لَتَقَصَّفُ بِما يُريدُ اللهُ فيها مِنَ الثَّمَرِ، ولَيَأكُلَنَّ ثَمَرَةَ الشِّتاءِ فِي الصَّيفِ وثَمَرَةَ الصَّيفِ فِي الشِّتاءِ، وذلِكَ قَولُ اللهِ تَعالى: «وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ ٱلْقُرَىٰٓ ءَامَنُوا۟ وَٱتَّقَوْا۟ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَـٰتٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ وَلَـٰكِن كَذَّبُوا۟ »[4] ثُمَّ اِنَّ اللهَ لَيَهَبُ لِشيعَتِنا كَرامَةً لا يَخفى عَلَيهِم شَيءٌ فِي الأَرضِ وما كانَ فيها، حَتّى اِنَّ الرَّجُلَ مِنهُم يُريدُ أن يَعلَمَ عِلمَ أهلِ بَيتِهِ، فَيُخبِرَهُم بِعِلمِ ما يَعمَلونَ[5]

---

[1] الأنبياء: 69.

[2] الحَمُولَةُ: البعيرُ يُحملُ عليه، وقد يُستَعمَلُ فى الفَرَسِ والبَغلِ والحمار (المصباح المنير: ص 152 «حمل»).

[3] البَلَقُ: سواد وبياض (الصحاح: ج4 ص 1451 «بلق»).

[4] الأعراف: 96.

[5] الخرائج والجرائح: ج2 ص 848 ح 63، مختصر بصائر الدرجات: ص 36، بحار الأنوار: ج45 ص 80 ح 6.

۸۳) کتاب خرائج و جرائح میں جابر نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے: امام حسین علیہ السلام شہید ہونے سے پہلے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے تو عنقریب عراق جائے گا اور عراق ایسی سرزمین ہے جس کو انبیاء اور ان کے اوصیاء نے دیکھا ہے اور اس سرزمین کا نام عمورا ہے اور تو وہاں شہید ہوجائے گا اور تیرے ساتھ ایسے ساتھیوں کا ایک گروہ شہید ہوگا جو تلوار کا درد محسوس نہیں کریں گے۔ بس تلاوت کی یہ آیت: تو ہم نے بھی حکم دیا کہ اے آگ: ابراہیم کے لئے سرد ہوجا اور سلامتی کا سامان بن جا۔

جنگ کی آگ و تپش تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے آرام سے ہوگی اور ٹھنڈک سے ہوگی۔ بس خوشخبری دو کہ خدا کی قسم اگر ہمیں قتل کریں گے تو ہم اپنے نبیؐ کے ہاں آئیں گے۔ پھر جتنا وقت خدا رکنے کا کہے گا اتنا وقت رکیں گے۔ اور میں پہلا انسان ہوں جو قبر سے باہر آؤں گا اور میرا نکلنا ایسے ہوگا جیسے علی علیہ السلام نکلیں گے اور میرا قیام ہمارے قائم (امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف) جیسا ہوگا اور میری زندگی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی جیسی ہوگی۔ پھر خدا کے ہاں سے میرے پاس آسمان سے (فرشتوں کا) ایک گروہ آئے گا جو ابھی تک زمین پر نہیں آیا ہوگا اور میرے پاس جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل اور فرشتوں کا ایک گروہ آئے گا۔ اور محمدؐ، علی علیہ السلام میں اور میرا یہ بھائی اور سارے وہ جن پر اللہ نے احسان کیا ہے خدا کی طرف سے خاص سواری پر سوار ہو کر آئیں گے اور وہ سواری نور سے پیدا ہوگی اور اس پر کوئی بھی سوار نہیں ہوا ہوگا۔ پھر حضرت محمدؐ اپنے پرچم کو لہرائیں گے اور وہ پرچم اپنی تلوار کے ساتھ ہمارے قائم (مہدی علیہ السلام) کے حوالے کریں گے۔ اور برکت آسمان سے زمین پر نازل ہوگی۔ یہاں تک کہ درخت سے اتنا پھل خدا کی طرف سے مقرر ہوگا کہ اس کے وزن سے درخت ٹوٹنے لگے گا اور (لوگ) گرمیوں کے میوے سردیوں میں کھائیں گے اور سردیوں کے میوے گرمیوں میں۔ اور یہ خدا کا ارشاد ہے: اور اگر اہل قریہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان کے لئے زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

پھر خدا ہمارے پیروکاروں کو اپنی کرامت دے گا کہ زمین پر یا زمین میں جو بھی چیز ہوگی ان سے پوشیدہ نہیں رہے گی یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے خاندان والوں کے بارے میں جاننا چاہے، تو اس کو پتہ چل جائے گا جو کچھ وہ کرتے ہوں گے۔

الفصل الخامِسُ: الآخرة

پانچویں فصل: آخرت

5/1

ذِكرُ الآخِرَةِ

آخرت کی یاد

84. إرشاد القلوب: قالَ الحُسَينُ عليه السلام: يابنَ آدَمَ! تَفَكَّر وقُل: أينَ مُلوكُ الدُّنيا وأربابُهَا الَّذينَ عَمَروا وَاحتَفَروا أنهارَها، وغَرَسوا أشجارَها، ومَدَّنوا مَدائِنَها؟! فارَقوها وهُم كارِهونَ، ووَرِثَها قَومٌ آخَرونَ، ونَحنُ بِهِم عَمّا قَليلٍ لاحِقونَ. يابنَ آدَمَ! اذكُر مَصرَعَكَ، وفي قَبرِكَ مَضجَعَكَ، ومَوقِفَكَ بَينَ يَدَيِ اللهِ، تَشهَدُ جَوارِحُكَ[1] عَلَيكَ يَومَ تَزِلُّ فيهِ الأَقدامُ، وتَبلُغُ القُلوبُ الحَناجِرَ، وتَبيَضُّ وُجوهٌ وتَسوَدُّ وُجوهٌ، وتَبدُو السَّرائِرُ، ويوضَعُ الميزانُ القِسطُ. يابنَ آدَمَ! اذكُر مَصارِعَ آبائِكَ وأبنائِكَ، كَيفَ كانوا وحَيثُ حَلّوا وكَأَنَّكَ عَن قَليلٍ قَد حَلَلتَ مَحَلَّهُم، وصِرتَ عِبرَةً لِلمُعتَبِرِ وأنشَدَ شِعراً:

أينَ المُلوكُ الَّتي عَن حِفظِها غَفَلَت ... حَتّى سَقاها بِكَأسِ المَوتِ ساقيها
تِلكَ المَدائِنُ فِي الآفاقِ خالِيَةٌ ... عادَت خَراباً وذاقَ المَوتَ بانيها
أموالُنا لِذَوِي الوُرّاثِ نَجمَعُها ... ودورُنا لِخَرابِ الدَّهرِ نَبنيها.[2]

۸۴) ارشاد القلوب میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے آدم کے فرزند! غور کرو اور کہو: کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ اور دنیا والے جنہوں نے دنیا کو آباد کیا اور اس میں نہریں بنائی اور درخت لگائے اور شہر بنائے؟ (ایسی) دنیا سے جدا ہوئے در حالانکہ نہیں چاہتے تھے اور دوسری قوم آ کر اس کی وارث بنی، اور ہم بھی عنقریب ان سے چل کر ملیں

---

[1] جَوارِحُ الإنسان: أعضاؤه التي يكتسب بها (الصحاح: ج1 ص358 «جرح»).
[2] إرشاد القلوب: ص29.

گے۔

اے آدم کے فرزند! تم اپنے مرنے کو یاد کرو اور قبر میں سونے اور خدا کے سامنے بیٹھنے کو یاد کرو۔ تیرے اعضاء تیرے خلاف اس دن گواہی دیں گے جب قدم لرزیں گے اور روح حلق تک پہنچ جائیگی اور کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوجائیں گے اور باطن آشکار ہوجائیں گے اور عدالت وانصاف کی ترازو لائی جائے گی۔

اے فرزند آدم! تم اپنے باپ دادا اور اولاد کی موت اور خاک پر پڑے رہنے کو یاد کرو کہ وہ کیسے تھے اور کہاں چلے گئے اور عنقریب تو بھی ان کی جگہ جا کر سنبھالے گا اور تو عبرت لینے والوں کے لئے عبرت بن جائے گا۔

پھر (امامؑ) نے یہ شعر پڑھا:

(دنیا میں بغیر رہنے والوں کے جو گھر تھے دوبارہ ویران ہوگئے اور جس نے شہروں کو بنایا تھا اس نے موت کا مزہ چکھا)۔ (ہم اپنے مال کو وارثوں کے لئے جمع کر رہے ہیں اور ہم اپنے گھروں کو ویران ہونے کے لئے بنارہے ہیں۔

5/2

فَناءُ الدُّنیا وبَقاءُ الآخِرَةِ

دنیا کی فنا اور آخرت کی بقاء

85. كامل الزيارات عن ميسر بن عبد العزيز عن أبي جعفر ع كَتَبَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام إلى مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام [1] مِن كَربَلاءَ: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ، مِنَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إلى مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ ومَن قِبَلَهُ مِن بَني هاشِمٍ، أمّا بَعدُ: فَكَأَنَّ الدُّنيا لَم تَكُن، وكَأَنَّ الآخِرَةَ لَم تَزَل، وَالسَّلامُ [2]

۸۵) کامل الزیارات میں میسر بن عبدالعزیز نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کربلا سے محمد بن علی (ابن حنفیہ) کو اس طرح لکھا: مہربان خدا کے نام سے، حسین بن علی علیہ السلام کی طرف سے محمد بن علی علیہ السلام کے لئے اور ان بنی ہاشم کے افراد کے لئے جو ان کے نزدیک ہیں۔ امابعد، ایسے سمجھو کہ دنیا نہیں تھی اور آخرت ہمیشہ تھی اور ہمیشہ رہے گی خدا حافظ۔۔۔

[1] هو ابن الحنفيّة رضي الله عنه.
[2] كامل الزيارات: ص158 ح196، بحار الأنوار: ج45 ص87 ح23.

86.تاريخ الطبري عن محمّد بن قيس: جاءَ حَنظَلَةُ بنُ أسعَدَ الشِّبامِيُّ، فَقامَ بَينَ يَدَي حُسَينٍ عليه السلام: فَأَخَذَ يُنادي: «يَقَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُم مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ * مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ * وَيَقَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ * يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ»[1]، يا قومِ [لا[2] تَقتُلوا حُسَينا فَيُسحِتَكُمُ[3] اللهُ بِعَذابٍ «وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى»[4] فَقالَ لَهُ حُسَينٌ عليه السلام: يَابنَ أسعَدَ، رَحِمَكَ اللهُ! إنَّهُم قَدِ استَوجَبُوا العَذابَ حينَ رَدّوا عَلَيكَ ما دَعَوتَهُم إلَيهِ مِنَ الحَقِّ، ونَهَضوا إلَيكَ لِيَستَبيحوكَ وأصحابَكَ، فَكَيفَ بِهِمُ الآنَ وقَد قَتَلوا إخوانَكَ الصّالِحينَ. قالَ: صَدَقتَ، جُعِلتُ فِداكَ! أنتَ أفقَهُ مِنّي وأحَقُّ بِذلِكَ، أفَلا نَروحُ إلَى الآخِرَةِ ونَلحَقُ بِإِخوانِنا؟ فَقالَ: رُح إلى خَيرٍ مِنَ الدُّنيا وما فيها، وإلى مُلكٍ لا يَبلى. فَقالَ: السَّلامُ عَلَيكَ أبا عَبدِ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيكَ وعَلى أهلِ بَيتِكَ، وعَرَّفَ بَينَنا وبَينَكَ في جَنَّتِهِ. فَقالَ عليه السلام: آمينَ، آمينَ. فَاستَقدَمَ فَقاتَلَ حَتّى قُتِلَ[5]

۸۶) تاریخ طبری میں محمد بن قیس سے نقل ہے: حنظلہ، اسعد شبامی کا بیٹا آ کر امام حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوگیا اور آواز سے پکارنے لگا: اے میری قوم! میں تم کو اس دن سے ڈرا رہا ہوں جو دن (عذاب لے کر) پہلے والی قوموں پر آیا، مثال کے طور پر وہ دن جو نوحؑ کی قوم پر آیا اور عاد و ثمود کی قوم پر آیا اور ان قوموں پر جو ان سے پہلے تھیں اور خدا اپنے بندوں کے بارے میں ظلم بالکل نہیں چاہتا۔

اے میری قوم! میں تمہارے لئے اس دن سے ڈر رہا ہوں جو فریاد و پکار والا دن ہوگا۔ اور اس دن سے جس دن تم سب جمع کئے جاؤ گے۔ لیکن خدا کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔ جس کو خدا (اس کے غلط اعمال کی وجہ سے) گمراہ کرے۔ اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہوگا۔

اے لوگو! حسین علیہ السلام کو قتل نہ کرنا ورنہ تمہیں خدا عذاب میں ہلاک کردے گا اور بتحقیق وہ ناکام ہوگا۔

---

[1] غافر: 33.30.

[2] .ما بين المعقوفين سقط من المصدر، وأثبتناه من المصادر الاُخرى.

[3] يُسحتكم: أي يُهلِككم ويَستأصِلكم (مجمع البحرين: ج2 ص822 «سحت»).

[4] .طه: 61.

[5] تاريخ الطبري: ج5 ص443، الكامل في التاريخ: ج2 ص568، مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص24؛ الملهوف: ص164 كلّها نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص23.

اورجس نے افتراء اورغلط بات کہی توحسین علیہ السلام نے اس شخص سےفرمایا: اے اسعد کے بیٹے ! خدا تجھے معاف کرے، یہ لوگ اس قت ہی عذاب کے حقدار بن گئے جب انہوں نے تیرے حق کی طرف دعوت قبول نہ کیا اور تیرے اور تیرے ساتھیوں کی طرف قدم بڑھا کر تیرا قتل کرنا چاہتے تھے۔بس جب انہوں نے تیرے نیک بھائیوں کوقتل کردیا توکیسے (عذاب کے حقدار) نہ ہوں؟

حنظلہ کہنے لگا: میں آپ پرقربان: تو مجھ سے زیادہ باخبر ہےاور زیادہ حقدار ہے کیا آخرت کی طرف نہ جائیں اور جا کر اپنے بھائیوں سے ملاقات کریں؟

امامؑ نے فرمایا: جا اسے خبر کی طرف جو دنیا جو جو کچھ دینا ہیں اس سے بہتر ہےاور ایسے ملک کی طرف جا جو پرانا اورختم نہیں ہوگا!

جب حنظلہ نے کہا: اے ابا عبداللہ آپ پرسلام! خدا کی رحمت آپ پر اور آپ کے خاندان پر ہو، خدا ہمیں جنت میں آپ کے ساتھ جگہ دے،

امام نے فرمایا: اے میری قوم! میں تمہارے لئے اس دن سے ڈر رہا ہوں جوفریاد و پکار والا دن ہوگا۔اوراس دن سے جس دن تم سب جمع کئے جاؤ گےلیکن خدا کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔جس کوخدا (اس کے غلط اعمال کی وجہ سے) گمراہ کرے، اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والانہیں ہوگا۔

اے لوگو! حسین علیہ السلام کوقتل نہ کرنا ورنہ تمہیں خدا عذاب میں ہلاک کردے گا اور بتحقیق وہ ناکام ہوا جس نے افترا اورغلط بات کہی،

امام حسین علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: اے اسعد کے بیٹے: خدا تجھے معاف کرے، یہ لوگ اس وقت ہی عذاب کے حقدار بن گئے جب انہوں نے تیرے حق کی طرف دعوت کوقبول نہ کیا اور تیرے اور تیرے ساتھیوں کی طرف قدم بڑھا کر تیرا قتل کرنا چاہتے تھے۔بس جب انہوں نے تیرے نیک بھائیوں کوقتل کردیا توکیسے (عذاب کے حقدار) نہ ہوں؟

حنظلہ کہنے لگا: میں آپ پرقربان! آپ مجھ سے زیادہ باخبر اور زیادہ حقدار ہیں کیا آخرت کی طرف نہ جائیں اور جا کر اپنے بھائیوں سے ملاقات کریں؟

امامؑ نے فرمایا: جا اپنے خیر کی طرف جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہےاور ایسے ملک کی طرف جا جو پرانا اور ختم نہیں ہوگا۔

جب حنظلہ نے کہا: اے ابا عبداللہ آپ پر سلام! خدا کی رحمت آپ پر اور آپ کے خاندان پر ہو۔ خدا ہمیں جنت میں آپ کے ساتھ جگہ دے۔

امامؑ نے فرمایا: آمین، آمین۔ پھر حنظلہ آگے بڑھ کر جنگ کرنے لگا اور جنگ کرتے کرتے شہید ہوگیا۔

5/3

صِفَةُ المَوتِ

موت کی صفت

87.معانی الأخبار بإسناده عن الحسين عليه السلام: قيلَ لِأَميرِ المُؤمِنينَ عليه السلام: صِف لَنَا المَوتَ. فَقالَ: عَلَى الخَبيرِ سَقَطتُم، هُوَ أحَدُ ثَلاثَةِ اُمورٍ يَرِدُ عَلَيهِ: إمّا بِشارَةٌ بِنَعيمِ الأَبَدِ، وإمّا بِشارَةٌ بِعَذابِ الأَبَدِ، وإمّا تَحزينٌ وتَهويلٌ وأمرُهُ مُبهَمٌ لا يَدرى مِن أيِّ الفِرَقِ هُوَ. فَأَمّا وَلِيُّنَا المُطيعُ لِأَمرِنا فَهُوَ المُبَشَّرُ بِنَعيمِ الأَبَدِ، وأمّا عَدُوُّنَا المُخالِفُ عَلَينا فَهُوَ المُبَشَّرُ بِعَذابِ الأَبَدِ، وأمَّا المُبهَمُ أمرُهُ الَّذى لا يَدرى ما حالُهُ، فَهُوَ المُؤمِنُ المُسرِفُ عَلى نَفسِهِ لا يَدرى ما يَؤولُ إلَيهِ حالُهُ، يَأتيهِ الخَبَرُ مُبهَمًا مَخوفًا، ثُمَّ لَن يُسَوِّيَهُ اللهُ عز و جل بِأَعدائِنا، لكِن يُخرِجُهُ مِنَ النّارِ بِشَفاعَتِنا. فَاعمَلوا وأطيعوا، [و] لا تَتَّكِلوا[1] ولا تَستَصغِروا عُقوبَةَ اللهِ عز و جل؛ فَإِنَّ مِنَ المُسرِفينَ مَن لا تَلحَقُهُ شَفاعَتُنا إلّا بَعدَ عَذابِ ثَلاثِمِئَةِ ألفِ سَنَةٍ[2]

۸۷) معانی الاخبار میں امام حسین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے، علی علیہ السلام سے کہا گیا: ہمارے لئے موت کی تعریف کیجئے۔ آپؑ نے فرمایا: باخبر شخص کے پاس آئے ہو (موت) ان تین چیزوں میں سے ایک (ہے جو) ایک انسان پر آتی ہیں:

۱) یا ہمیشہ رہنے والی نعمت کی خوشخبری ہے۔

۲) یا ہمیشہ والے عذاب کی خوشخبری ہے۔

---

[1] الزيادة من بحار الأنوار.

[2] معاني الأخبار: ص288 ح2 عن عليّ الناصري عن الإمام الجواد عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج6 ص153 ح9 وراجع: الاعتقادات: ص51.

۳) یا غم و پریشانی ہے

اور موت کا مسئلہ اتنا مبہم ہے کہ کون سی قسم سے ہے لیکن جو ہم سے محبت کرتا ہو اور اطاعت کرتا ہو گا ہمارے حکم کی، اس کو ہمیشہ رہنے والی نعمت کی خوشخبری ہے اور جو ہمارا دشمن اور مخالف ہے اس کے لئے ہمیشہ والے عذاب کی خوشخبری ہے۔ لیکن وہ آدمی جس کا کام اور مسئلہ واضح نہیں اور نہیں جانتا کہ اس کی حالت کیسی ہے وہ مومن ہے جس نے اپنے نفس پر اسراف کیا ہے کہ یہ نہیں جانتا اس کا نتیجہ کہاں تک پہنچے گا ایسے شخص کے لئے مبہم اور خوفناک خبر پہنچے گی لیکن خدا اسکے ساتھ ہمارے دشمنوں جیسا برتاؤ نہیں کرے گا اور اس کو ہماری شفاعت کے ذریعے (جہنم کی) آگ سے باہر نکالے گا۔ بس عمل اور اطاعت کرو اور (دوسروں پر) اعتماد نہ کرو اور خدا کی سزا کو چھوٹا اور کم نہ سمجھو۔ تحقیق بعض اسراف کرنے والوں کو ہماری شفاعت نصیب نہیں ہوگی مگر تین ہزار سال عذاب میں رہنے کے بعد۔

5/4

مَوتُ المُؤمِنِ

مومن کی موت

88.الفردوس عن الحسین بن علیؑ عن رسول اللہ المَوتُ رَیحانَةُ المُؤمِنِ[1]

۸۸) فردوس میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موت مومن کے لئے گل (خوشبو) ہے۔

89.المعجم الکبیر عن محمّد بن الحسن عن الحسینؑ اِنّی لا أرَی المَوتَ اِلاّ سَعادَةً، وَالحَیاةَ مَعَ الظّالِمینَ اِلاّ بَرَماً[2] ،[3]

۸۹) معجم الکبیر میں محمد بن حسن نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: میں موت کو فقط سعادت

---

[1] الفردوس: ج4 ص239 ح6718، کنز العمّال: ج15 ص551 ح42136؛ الجعفریّات: ص190 و ص201 وراجع: المجازات النبویّة: ص210 ح170 والنوادر للراوندی: ص105 ودعائم الإسلام: ج1 ص221.

[2] البَرَمُ: مصدر بَرِم، إذا سَئِمَهُ. وأبرَمَهُ: أی أمَلَّهُ وأضجَرَهُ (الصحاح: ج5 ص1869 «برم»).

[3] المعجم الکبیر: ج3 ص115 ح2842، تاریخ الطبری: ج5 ص404 عن عقبة بن أبی العیزار وفیه «شهادة» بدل «سعادة» و «ولا الحیاة» بدل «الحیاة»، تاریخ دمشق: ج14 ص218؛ تحف العقول: ص245، الملهوف: ص138، بحار الأنوار: ج44 ص192.

اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو ذلت سمجھتا ہوں۔

90.معانی الأخبار عن علیّ بن الحسین عن الحسین بن علیّ مَا المَوتُ إلاّ قَنطَرَةٌ تَعبُرُ بِكُم عَنِ البُؤسِ وَالضَّرّاءِ إلَى الجِنانِ الواسِعَةِ وَالنَّعيمِ الدّائِمَةِ، فَأَيُّكُم يَكرَهُ أن يَنتَقِلَ مِن سِجنٍ إلى قَصرٍ؟!

وما هُوَ لِأَعدائِكُم إلاّ كَمَن يَنتَقِلُ مِن قَصرٍ إلى سِجنٍ وعَذابٍ.

إنَّ أبي حَدَّثَني عَن رَسولِ اللهِ ﷺ: أنَّ الدُّنيا سِجنُ المُؤمِنِ وجَنَّةُ الكافِرِ، وَالمَوتَ جِسرُ هؤُلاءِ إلى جَنّاتِهِم، وجِسرُ هؤُلاءِ إلى جَحيمِهِم، ما كَذَبتُ ولا كُذِبتُ[1]

۹۰) معانی الاخبار میں امام زین العابدینؑ سے نقل ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: موت فقط ایک پل ہے جس سے تم لوگ خوف ومشکل سے وسیع جنت اور ہمیشگی والی نعمت کی طرف، عبور کر جاتے ہو، بس تم میں سے کون ہے جو زندان سے محل کی طرف جانے کو نہ چاہتا ہو؟

موت، تمہارے دشمنوں کے لئے محل سے زندان کی طرف جانے کی طرح ہے۔

میرے بابا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ: دنیا مومن کے لئے زندان اور کافر کے لئے جنت ہے اور موت ان کے لئے جنت کے لئے پل ہے اور ان کے لئے جہنم کے لئے پل ہے نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی مجھے جھوٹا کہا گیا ہے۔

5/5

البُكاءُ عِندَ المَوتِ

موت کے وقت رونا

91.عیون أخبار الرضا بإسناده عن الحسین بن علیّ علیه السلام لَمّا حَضَرَتِ الحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ عَلَيهِ السَّلامُ الوَفاةُ بَكى، فَقيلَ لَهُ: يَابنَ رَسولِ اللهِ أتَبكي ومَكانُكَ مِن رَسولِ اللهِ ﷺ مَكانُكَ الَّذي أنتَ فيهِ؟ وقَد قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ فيكَ ما قالَ، وقَد حَجَجتَ عِشرينَ حَجَّةً ماشِيا وقَد قاسَمتَ رَبَّكَ مالَكَ

[1] معانی الأخبار: ص 289 ح 3، الاعتقادات: ص 52، بحار الأنوار: ج 44 ص 297 ح 2.

ثَلاثَ مَرّاتٍ حَتَّى النَّعلِ وَالنَّعلِ[1]؟ فَقالَ علیہ السلام: إنَّما أبكي لِخَصلَتَينِ: لِهَولِ المُطَّلَعِ[2] وفِراقِ الأَحِبَّةِ[3]

۹۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام حسنؑ کے انتقال کا وقت ہوا تو امام رونے لگے،

امام سے کہا گیا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیوں رو رہے ہیں؟

درحالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص رشتہ ہے آپ کا؟ اور آپ کی تعریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں اور آپ نے حج پیدل انجام دیئے اور اپنے مال ومتاع کو تین بار خدا کی راہ میں خرچ کیا یہاں تک کہ آپ نے اپنی نعلین بھی دے دیں؟

امامؑ نے فرمایا: میں دو چیزوں کے لئے رو رہا ہوں۔

۱) قیامت کا خوف۔

۲) دوستوں کی دوری۔

5/6

بَيتُ العَمَلِ

عمل کا گھر

92.بستان الواعظين: قيلَ: كانَ الحُسَينُ علیہ السلام إذا رَأَى القُبورَ قالَ: ما أحسَنَ ظَواهِرَها، وإنَّمَا الدَّواهي[4] في بُطونِها، فَاللهَ اللهَ عِبادَ اللهِ! لا تَشتَغِلوا بِالدُّنيا، فَإِنَّ القَبرَ بَيتُ العَمَلِ، فَاعمَلوا

---

[1] في المصدر: «وبالنعل»، والصواب ما أثبتناه كما في الأمالي للصدوق.

[2] هَوْلِ المُطَّلَع: يريد به الموقف يوم القيامة (النهاية: ج3 ص133 «طلع»).

[3] عيون أخبار الرضا علیہ السلام: ج1 ص303 ح62، الأمالي للصدوق: ص291 ح325 كلاهما عن الحسن بن عليّ بن فضّال عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج43 ص332 ح2، وراجع: الكافي: ج1 ص461 ح1 والزهد للحسين بن سعيد: ص79 ح213 ومكارم الأخلاق: ج2 ص94 ح2266.

[4] الداهية: النائبة العظيمة النازلة، والجمع: الدواهي، وهي عظائم نُوَبِهِ (مجمع البحرين: ج1 ص617 «دهي»).

ولا تغفُلوا، وأنشِدوا [1]

يا مَن بِدُنياهُ اشتَغَلَ وغَرَّهُ طولُ الأَمَلِ
المَوتُ يَأتي بَغتَةً وَالقَبرُ صُندوقُ العَمَلِ [2]

۹۲) بستان الواعظین کتاب میں ہے: کہا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام جب قبروں کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے:
کتنا ظاہر خوبصورت ہے لیکن ان کے اندر کتنی مصیبتیں ہیں۔ خدا کو مانو! خدا کو مانو!

اے اللہ کے بندو! دنیا میں ہی مشغول نہ ہوجاؤ۔ کیونکہ قبر عمل کا گھر ہے عمل کرو اور غفلت سے دوری اختیار کرو اور یہ پڑھو (اے وہ شخص جو دنیا میں ہی مشغول ہے اور اس کو لمبی آرزوں نے دھوکہ دیا ہے)۔ (موت اچانک آجائے گی اور قبر، عمل کا گھر اور غلاف ہے۔

5/7

أوّلُ ما يُسأَلُ عَنهُ بَعدَ المَوتِ

موت کے بعد سب سے پہلا سوال

93.عيون أخبار الرضا بإسناده عن الحسين بن علىّ عن أبي قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: يا عَلِيُّ، إنَّ أوَّلَ ما يُسأَلُ عَنهُ العَبدُ بَعدَ مَوتِهِ شَهادَةُ أن لا إلهَ إلاَّ اللهُ، وأنَّ مُحَمَّدًا رَسولُ اللهِ ﷺ، وأنَّكَ وَلِيُّ المُؤمِنينَ بِما جَعَلَهُ اللهُ وجَعَلتُهُ لَكَ، فَمَن أقَرَّ بِذلِكَ وكانَ يَعتَقِدُهُ صارَ إلَى النَّعيمِ الَّذي لا زَوالَ لَهُ [3]

۹۳) عیون الاخبار الرضا میں امام حسین اور امام علی علیہما السلام سے منقول ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مرنے کے بعد سب سے پہلے چیز جو ایک بندے سے پوچھی جائے گی وہ خدا کی وحدانیت کی گواہی ہے اور محمدؐ کی رسالت کی گواہی ہے اور اس کی گواہی کہ تو مومنوں کے ولی ہو۔

---

[1] .في إحقاق الحقّ: «وأنشَدَ».
[2] .بستان الواعظين لأبي الفرج ابن الجوزي: ص194؛ إحقاق الحقّ: ج11 ص628.
[3] عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج2 ص129 ح8 عن إبراهيم بن عبّاس الصولي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج7 ص273 ح41.

اس دلیل کی بنیاد پر جو خدا اور میں نے تیرے لئے قرار دی ہے بس جو بھی ان چیزوں پر ایمان رکھنے اور اقرار کرے تو اس کو ایسی نعمت کی طرف لے جایا جائے گا جو ختم نہیں ہوگی۔

5/8

ما يُسأَلُ عَنهُ يَومَ القِيامَةِ

جس چیز کا قیامت میں سوال ہوگا

94.فضائل الشيعة بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه أم قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: لا تَزولُ قَدَمُ عَبدٍ يَومَ القِيامَةِ حَتّى يُسأَلَ عَن أربَعَةِ أشياءَ: عَن شَبابِهِ فيما أبلاهُ، وعَن عُمُرِهِ فيما أفناهُ، وعَن مالِهِ مِن أينَ اكتَسَبَهُ وفيما أنفَقَهُ، وعَن حُبِّنا أهلَ البَيتِ[1]

۹۴) فضائل الشیعہ میں امام حسین علیہ السلام اور امام علی علیہ السلام سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ قیامت کے دن ایک قدم آگے نہیں بڑھائے گا جب تک اس سے چار چیزوں کا سوال نہیں کیا جائے۔

۱) جوانی کے بارے میں کہ کہاں استعمال کی۔

۲) عمر کے بارے میں کہ کونسے راستے میں خرچ کی۔

۳) اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا تھا اور کہاں خرچ کیا۔

۴) ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت کے بارے میں۔

5/9

عَدَمُ الرَّغبَةِ بِالرُّجوعِ إلَى الدُّنيا

دنیا میں واپس آنے کی رغبت نہ رکھنا

95.المناقب عن الحسين عليه السلام: إنَّ رَجُلاً جاءَ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقالَ: يا رَسولَ اللهِ، إنّي قَدِمتُ مِن سَفَرٍ لي، فَبَينَما بُنَيَّةٌ خُماسِيَّةٌ تَدرُجُ حَولي في حُلِيِّها، فَأَخَذتُ بِيَدِها وَانطَلَقتُ بِها إلى وادي

[1] فضائل الشيعة: ص 49 ح 6 عن إسحاق بن موسى بن جعفر عن أبيه الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام.

فُلانٍ فَطَرَحتُها فيهِ.

فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِنطَلِق مَعی فَأَرِني الوادِیَ. فَانطَلَقَ مَعَهُ فَأَراهُ الوادِیَ،

فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاُمِّها: ما کانَ اسمُها؟ قالَت: فُلانَةُ.

فَقالَ ﷺ: يا فُلانَةُ، أجيبيني بِإِذنِ اللهِ. فَخَرَجَتِ الصَّبِيَّةُ وهِيَ تَقولُ: لَبَّيكَ يا رَسولَ اللهِ وسَعدَيكَ.

فَقالَ لَها: إنَّ أبَوَيكِ قَد أساءا، فَإِن أحبَبتِ أن أرُدَّكِ عَلَيهِما؟

فَقالَت: يارَسولَ اللهِ، لا حاجَةَ لي فيهِما، وَجَدتُ اللهَ خَيراً لي مِنهُما [1]

۹۵) مناقب ابن شھر آشوب میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا: اے اللہ کے نبیؐ! میں اپنے ایک سفر میں واپس آرہا تھا کہ ایک پانچ سالہ بچی کو دیکھا جو زیورات سے مزین تھی اور میرے اردگرد چل رہی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور پہاڑوں کے درمیان لے گیا اور اس کو وہاں پر پھینک دیا (چھوڑ) دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ چلو اور چل کر پہاڑوں کا وہ درمیان حصہ مجھے دکھاؤ اور وہ شخص چل کر وہ جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی (بچی) کی ماں سے فرمایا: اس کا نام کیا تھا؟

اس نے کہا: فلاں نام تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں (لڑکی) خدا کے اذن سے میری بات کا جواب دو۔

یہ کہنا تھا کہ بچی باہر آکر کہنے لگی: ہاں ہاں، اے اللہ کے رسولؐ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے ماں باپ نے غلط کیا۔ اگر تم چاہو تو میں تجھے ان کے ہاں پہنچاؤں۔

بچی نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے ان دونوں کی ضرورت نہیں ہے میں نے اپنے لئے ان دو سے بہتر خدا کو پایا ہے۔

---

[1]. المناقب لابن شهر آشوب: ج1 ص132، بحار الأنوار: ج18 ص8 ح11 وراجع: الخرائج والجرائح: ج1 ص37 ح42.

5/10

رِضاعُ الأَطفالِ فِي البَرزَخ

برزخ میں چھوٹے بچوں کو دودھ پلانا

96.سنن ابن ماجة عن فاطمة بنت الحسين عن أبيها الحسين لَمّا تُوُفِّيَ القاسِمُ ابنُ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم،

قالَت خَديجَةُ: يا رَسولَ اللهِ، دَرَّت لُبَينَةُ القاسِمِ، فَلَو كانَ اللهُ أبقاهُ حَتّى يَستَكمِلَ رِضاعَهُ!

فَقالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إنَّ إتمامَ رِضاعِهِ فِي الجَنَّةِ.

قالَت: لَو أعلَمُ ذٰلِكَ يا رَسولَ اللهِ لَهَوَّنَ عَلَيَّ أمرَهُ.

فَقالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إن شِئتِ دَعَوتُ اللهَ تَعالى فَأَسمَعَكِ صَوتَهُ.

قالَت: يا رَسولَ اللهِ، بَل اُصَدِّقُ اللهَ ورَسولَهُ[1]

۹۶) سنن ابن ماجہ میں فاطمہ بنت الحسین علیہا السلام نے اپنے بابا حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے قاسم کا انتقال ہوا تو جناب خدیجہ نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! قاسم کے (پینے کے) لئے کافی دودھ تھا۔ کاش خدا اس کو زندگی دیتا تا کہ وہ اپنے دودھ پینے کے دن پورے کرتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے دودھ پینے کا وقت جنت میں پورا و مکمل ہوگا۔

جناب خدیجہؑ نے فرمایا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر مجھے اسی چیز کا پتہ ہوتا تو قاسم کا غم مجھ پر آسان ہو جاتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں خدا سے کہوں کہ اس کی آواز میرے کانوں تک پہنچائے۔

جناب خدیجہؑ نے کہا: نہیں اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خدا اور اس کے رسولؐ کو صادق سمجھتی ہوں۔

[1] سنن ابن ماجة: ج1 ص484 ح1512، الإصابة: ج5 ص389 الرقم 7284.

5/11

ثَمَنُ الجَنَّةِ

جنت کی قیمت

97.تاریخ دمشق عن محمّد بن الصايغ عن الحسين بن علیّ ب حَدَّثَنی أبی عَن جَدّی عَن جِبريلَ عليه السلام عَن رَبِّهِ عز و جل:... يا شيعَةَ آلِ مُحَمَّدٍ لا يَأتی. يَعنی. أحَدٌ مِنكُم يَومَ القِيامَةِ يَقولُ: «لا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ» اِلاّ أدخَلَهُ اللهُ الجَنَّةَ [1]

۹۷) تاریخ دمشق میں محمد بن صائغ سے (روایت) ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میرے بابا (امام علیؑ) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور انہوں نے جبرائیل سے اور جبرائیل نے خدا سے، مجھے بتایا کہ خدا نے فرمایا:

اے محمد کے خاندان کے پیروکارو! تم میں سے قیامت کے دن جو بھی لا الہ الا اللہ پڑھنے والا ہوگا اور آئے گا تو خدا اسے ضرور جنت میں بھیجے گا۔

98.الأمالی بإسناده عن الحسين عن أبيه علیّ بن أبی طال سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم يَقولُ: التَّوحيدُ ثَمَنُ الجَنَّةِ، وَالحَمدُ للهِ وَفاءُ شُكرِ كُلِّ نِعمَةٍ، وخَشيَةُ اللهِ مِفتاحُ كُلِّ حِكمَةٍ، وَالإِخلاصُ مِلاكُ [2] كُلِّ طاعَةٍ [3]

۹۸) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: توحید، جنت کی قیمت ہے اور الحمد للہ ہر نعمت کا مکمل شکر ہے اور خوفِ خدا ہر حکمت کی چابی ہے اور خلوص ہر عبادت کی بنیاد ہے۔

---

[1] تاریخ دمشق: ج14 ص114.

[2] المِلاكُ: قِوامُ الشیء ونظامه، وما يُعتمد عليه (النهاية: ج4 ص358 «ملك»).

[3] الأمالی للطوسی: ص570 ح1178 عن محمّد بن علیّ بن الحسين بن زيد عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام.

5/12

الجَنَّةُ تَشتاقُ إلى هؤُلاءِ

جن لوگوں کی جنت مشتاق ہے

99.الخصال بإسناده عن الحسين بن عليّ عن عليّ عليهما ال قالَ النَّبِيُّ ﷺ: الجَنَّةُ تَشتاقُ إلَيكَ وإلى عَمّارٍ وإلى سَلمانَ وأبي ذَرٍّ وَالمِقدادِ[1]

۹۹) کتاب خصال میں امام حسین اور امام علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مجھ) فرمایا: جنت تیری، عمار، سلمان، ابوذر اور مقدار کی مشتاق ہے۔

100.مسند أبي يعلى بإسناده عن الحسين عليه السلام: أتى جبريلُ عليه السلام النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: يا مُحَمَّدُ، إنَّ اللهَ يُحِبُّ مِن أصحابِكَ ثَلاثَةً فَأَحِبَّهُم: عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ، وأبو ذَرٍّ، وَالمِقدادُ بنُ الأَسوَدِ. قالَ فَأَتاهُ جبريلُ عليه السلام فقالَ لَهُ: يا مُحَمَّدُ، إنَّ الجَنَّةَ لَتَشتاقُ إلى ثَلاثَةٍ مِن أصحابِكَ، وعِندَهُ أنَسُ بنُ مالِكٍ، فَرَجا أن يَكونَ لِبَعضِ الأَنصارِ.

قالَ: فَأَرادَ أن يَسأَلَ رَسولَ اللهِ ﷺ عَنهُم فَهابَهُ، فَخَرَجَ فَلَقِيَ أبا بَكرٍ

فَقالَ: يا أبا بَكرٍ، إنّي كُنتُ عِندَ رَسولِ اللهِ ﷺ آنِفاً، فَأَتاهُ جبريلُ عليه السلام،

فَقالَ: إنَّ الجَنَّةَ تَشتاقُ إلى ثَلاثَةٍ مِن أصحابِكَ، فَرَجَوتُ أن يَكونَ لِبَعضِ الأَنصارِ، فَهِبتُهُ أن أسأَلَهُ، فَهَل لَكَ أن تَدخُلَ عَلى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَتَسأَلَهُ؟

فَقالَ: إنّي أخافُ أن أسأَلَهُ فَلا أكونَ مِنهُم، ويَشمَتَ بي قَومي. ثُمَّ لَقِيَ[2] عُمَرَ بنَ الخَطّابِ،

فَقالَ لَهُ مِثلَ قَولِ أبي بَكرٍ.

قالَ: فَلَقِيَ عَلِيّاً،

---

[1] الخصال: ص 303 ح 80 عن عبد الله بن محمّد الرازي عن الإمام الرضا عن آبائه عليهم السلام، عيون أخبار الرضا عليه السلام: ج 2 ص 67 ح 306 عن عبد الله التميمي عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج 22 ص 324 ح 22 وراجع: سنن الترمذي: ج 5 ص 667 ح 3797.

[2] في المصدر: «ثمّ لقيني»، والصواب ما أثبتناه كما في المصادر الأُخرى.

فَقالَ لَهُ عَلِيٌّ: نَعَم. إن كُنتُ مِنهُم فَأَحمَدُ اللهَ، وإن لَم أكُن مِنهُم فَحَمِدتُ اللهَ. فَدَخَلَ عَلى نَبِيِّ اللهِ ﷺ

فَقالَ: إنَّ أنَسًا حَدَّثَني أنَّهُ كانَ عِندَكَ آنِفًا وإنَّ جِبريلَ علیہ السلام أتاكَ، فَقالَ: يا مُحَمَّدُ، إنَّ الجَنَّةَ لَتَشتاقُ إلى ثَلاثَةٍ مِن أصحابِكَ.

قالَ: فَمَن هُم يا نَبِيَّ اللهِ؟

قالَ: أنتَ مِنهُم يا عَلِيُّ، وعَمّارُ بنُ ياسِرٍ، وسَيَشهَدُ مَعَكَ مَشاهِدَ بَيِّنٌ فَضلُها، عَظيمٌ خَيرُها، وسَلمانُ؛ وهُوَ مِنّا أهلَ البَيتِ، وهُوَ ناصِحٌ فَاتَّخِذهُ لِنَفسِكَ[1]

۱۰۰) مسند ابی یعلی میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جبرائیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمدؐ! خدا آپ کے تین ساتھیوں سے محبت کرتا ہے بس آپ بھی ان سے محبت کریں۔ (وہ یہ ہیں) علی بن ابی طالب علیہ السلام، ابوذر اور مقداد ابن اسود۔

جب جبرائیل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ اے محمدؐ! جنت آپ کے تین ساتھیوں کی مشتاق ہے تو انس بن مالک (انصاری) آپؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ آرزو کرنے لگا کہ (کاش) ان تین میں سے ایک فرد انصاری (قبیلے کا) ہو۔

انس بن مالک ان تین کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن ڈر کی وجہ سے باہر آ گیا اور باہر ابوبکر کو دیکھا تو اس سے پوچھا: اے ابوبکر! میں ابھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ جبرائیل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہا: جنت آپ کے تین ساتھیوں کی مشتاق ہے مجھے امید تھی کہ کاش ان میں سے ایک انصاری شخص بھی ہوتا لیکن پوچھنے سے ڈر لگ رہا تھا، کیا ہوسکتا ہے کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر ان سے پوچھو؟

ابوبکر نے کہا: میں (بھی) ان سے پوچھنے سے ڈر رہا ہوں اور ڈر رہا ہوں کہ اگر میں ان تین میں سے نہیں ہوں تو میری قوم مجھے ملامت کرے گی۔

اسکے بعد انس نے عمر بن خطاب کو دیکھا اور وہی بات کہی جو ابوبکر سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد علی علیہ السلام کو دیکھا تو حضرت نے اس کی بات قبول کی اور کہا: اگر میں ان تین میں سے ہوں گا تو خدا کی حمد و تعریف کروں گا اور اگر نہیں

---

[1] مسند أبي يعلى: ج 12 ص 143 ح 6772، المطالب العالية: ج 4 ص 83 ح 4025، تاريخ دمشق: ج 21 ص 412 ح 4839 كلّها عن سعد الإسكاف عن أبي جعفر محمّد بن عليّ عن أبيه عليهما السلام، كنز العمّال: ج 13 ص 256 ح 36759.

ہوں گا تو بھی خدا کی تعریف کروں گا۔

بس علی علیہ السلام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے: انس جو کہ ابھی آپ کے پاس تھا نے مجھ سے کہا ہے کہ جبرائیلؑ نے آپ کے پاس آ کر کہا: اے محمدؐ! جنت آپ کے تین ساتھیوں کی محتاج ہے وہ تین کون ہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام آپ ان میں سے ہیں اور عمار بن یاسر، جو کہ آپ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتا ہے اور فضیلت آشکار اور خیر بزرگ ہے اور سلمان بھی ہے جو ہم اہل بیت سے اور ہمارا خیر خواہ ہے اور اس کو اپنے لئے انتخاب کریں۔

5/13

رَدُّ العَمَلِ اِلَى العامِلِ

عمل، عمل کرنے والے کی طرف واپس آئے گا

101.الحكايات بإسناده عن الحسين عليه السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم. في بَعضِ كَلامِهِ: إنَّما هِيَ أعمالُكُم تُرَدُّ إلَيكُم، فَمَن وَجَدَ خَيرا فَليَحمَدِ اللهَ، ومَن وَجَدَ غَيرَ ذلِكَ فَلا يَلومَنَّ إلّا نَفسَهُ[1]

۱۰۱) الحکایات، شیخ مفید میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: نبی اکرمؐ نے اپنی ایک گفتگو میں فرمایا: بغیر شک کے، کہ تمہارے اعمال، تمہاری طرف ہی لوٹائے جائیں گے جن کو نیکی ملے وہ خدا کی حمد و تعریف کریں اور جس کو اس کے علاوہ ملے وہ اپنے علاوہ کسی اور کی سرزنش نہ کریں۔

5/14

تَجَسُّمُ الأَعمالِ

تجسم اعمال

102.المناقب والمثالب: عَنِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام أنَّهُ كانَ جالِسا في مَسجِدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم، فَسَمِعَ

[1] الحكايات للمفيد: ص85 عن حجّاج بن عبد الله عن أبيه عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج10 ص454 ح19.

رَجُلاً مِن بَنی اُمَیَّةَ یُحَدِّثُ أصحابَهُ ویُسمِعُ الحُسَینَ علیه السلام حَدیثَهُ، وهُوَ یَقولُ. وقَد ذَکَرَ آلَ أبی طالِبٍ: قَد شَرِکناهُم فِی النُّبُوَّةِ حَتّی نِلنا مِنها مِثلَ ما نالوا مِنها مِنَ السَّبَبِ وَالنَّسَبِ، ونِلنا مِنَ الخِلافَةِ ما لَم یَنالوا، فَبِمَ یَفخَرونَ عَلَینا؟! فَرَدَّدَ هذَا القَولَ ثَلاثَ مَرّاتٍ. فَأَقبَلَ الحُسَینُ علیه السلام بِوَجهِهِ إلی ناحِیَتِهِ

وقالَ: أمّا فی أوَّلِ وَهلَةٍ فَإِنّی کَفَفتُ عَنكَ حِلما، وأمَّا الثّانِیَةُ فَإِنّی کَفَفتُ عَنكَ عَفوا، وأمَّا الثّالِثَةُ فَإِنّی اُجیبُكَ: إنّی سَمِعتُ أبی یَقولُ: إنَّ فِی الوَحیِ الَّذی أنزَلَهُ اللهُ عَلی مُحَمَّدٍ صلی الله علیه وآله أنَّهُ إذا قامَتِ القِیامَةُ الکُبری، حَشَرَ اللهُ بَنی اُمَیَّةَ فی صورَةِ الذَّرِّ[1]، یَتَوَطَّؤُهُمُ النّاسُ حَتّی یُفرَغَ مِنَ الحِسابِ، ثُمَّ یُؤتی بِهِم فَیُحاسَبوا ویُصارُ بِهِم إلَی النّارِ[2]

۱۰۲) المناقب والمثالب میں ہے: امام حسین علیہ السلام مسجد النبیؐ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بنو امیہ خاندان کے شخص کی آواز سنی جو اپنے ساتھیوں سے بات کر رہا تھا اور اپنی بات امام حسین علیہ السلام کو سنوانا چاہتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم آل ابو طالب کے ساتھ نبوت میں شریک ہیں اور سبب جو نسبی رشتہ داری میں سے جو کچھ ان کے پاس ہے وہ ہمارے پاس بھی ہے لیکن ہم خلافت تک پہنچ گئے وہ نہ پہنچ سکے۔ بس کس چیز پر ہم پر فخر کر رہے ہیں یہ بات اس نے تین مرتبہ کہی۔

امام حسین علیہ السلام نے اس کی طرف رخ کر کے فرمایا: پہلی مرتبہ جو تو نے کہا میں نے جواب نہیں دیا۔ بردباری کا اظہار کرتے ہوئے، دوسری مرتبہ عفو کرتے ہوئے کچھ نہیں کہا (لیکن) تیسری مرتبہ جب تو نے کہا تو تجھے جواب دے رہا ہوں۔ میں نے اپنے بابا (علیؑ) سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: محمدؐ پر جو وحی نازل ہوئی تھی (اس میں یہ آیا ہے) کہ جب قیامت کبریٰ برپا ہوگی تو خدا بنو امیہ کو چیونٹیوں کی طرح محشور کرے گا اور لوگ ان کو اپنے پیروں سے کچلیں گے یہاں تک کہ حساب سے فارغ ہو جائیں۔ پھر بنو امیہ کو لایا جائے گا حساب کے لئے اور (جہنم کی آگ کی) طرف لے کر جائیں گے۔

---

[1] الذرُّ: النملُ الأحمر الصغیرُ (النهایة: ج2 ص157 «ذرر»).

[2] المناقب والمثالب لأبی حنیفة النعمان المغربی: ص200.

الباب الثّالث: الحكم العقائديّة والسّياسيّة

تیسرا باب: عقائد اور سیاست کے بارے میں حکمتیں

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَعَلَى الْاِسْلَامِ السَّلَامُ!

اِذْ قَدْ بُلِيَتِ الْاُمَّةُ بِرَاعٍ مِثْلَ يَزِيدَ

وَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

اَلْخِلَافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلَى آلِ اَبِي سُفْيَانَ۔ [1]

جب مروان بن حکم نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت کرنے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا:

"اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُونَ" پڑھنے کا مقام ہے، اسلام کی بربادی سامنے ہے

کیونکہ امتِ اسلام، یزید جیسے بھیڑیے کے چنگل میں گرفتار ہو چکی ہے

میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے:

"آل ابوسفیان کے لئے خلافت وحکومت حرام ہے۔"

[1] موسوعة كلمات الامام الحسين عليه السلام: ص۲۸۵، ح۲۵۲

الفصل الأَوَّلُ: الإِمامة

پہلی فصل: امامت

1/1

أصنافُ الأَئِمَّةِ

رہبروں کے اقسام

103.الفتوح: سارَ [الحُسَينُ عليه السلام] حَتّى إذا بَلَغَ ذاتَ عِرقٍ [1]، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِن بَني أسَدٍ يُقالُ لَهُ بِشرُ بنُ غالِبٍ، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قالَ: رَجُلٌ مِن بَني أسَدٍ.

قالَ: فَمِن أينَ أقبَلتَ يا أخا بَني أسَدٍ؟ قالَ: مِنَ العِراقِ. فَقالَ: كَيفَ خَلَّفتَ أهلَ العِراقِ؟ قالَ: يَابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ، خَلَّفتُ القُلوبَ مَعَكَ وَالسُّيوفَ مَعَ بَني اُمَيَّةَ!

فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: صَدَقتَ يا أخا العَرَبِ، إنَّ اللهَ تَبارَكَ وتَعالى يَفعَلُ ما يَشاءُ، ويَحكُمُ ما يُريدُ.

فَقالَ لَهُ الأَسَدِيُّ: يَابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ، أخبِرني عَن قَولِ اللهِ تَعالى: «يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ» [2]

فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: نَعَم يا أخا بَني أسَدٍ، هُما إمامانِ: إمامُ هُدىً دَعا إلى هُدىً، وإمامُ

---

[1] ذات عرق: مهلّ أهل العراق، وهو الحدّ بين نجد وتهامة. وقيل: عرق جبل بطريق مكّة، ومنه ذات عرق (معجم البلدان: ج4 ص107).

[2] الإسراء: 71.

ضَلالَةٍ دَعا إِلى ضَلالَةٍ، فَهُدى مَن أَجابَهُ إِلَى الجَنَّةِ، وَمَن أَجابَهُ إِلَى الضَّلالَةِ دَخَلَ النّارَ [1]

۱۰۳) کتاب الفتوح میں ہے: امام حسین کربلا جاتے ہوئے جب (مقام) ذات عرق تک پہنچے تو امام علیہ السلام نے وہاں ایک شخص بنام بشر بن غالب کو دیکھا اور اس سے پوچھا: تم کون سے قبیلے سے ہو؟

اس نے جواب دیا: بنی اسد قبیلے سے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے بنی اسد (قبیلے) کے بھائی، کہاں سے آرہے ہو؟

اس نے کہا؛ عراق سے۔

امام علیہ السلام نے پوچھا: جب تم عراق چھوڑ کر آرہے تھے تو وہ کیسے تھے؟

اس شخص نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے فرزند! ان کو میں نے اس حالت میں چھوڑا کہ ان کے دل آپ کے ساتھ اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ تھیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے فرمایا: اے عرب بھائی! تم نے سچ کہا: خدا جو کچھ بھی چاہے وہ کرے گا اور جس کا ارادہ کرے اس کا حکم دے گا،

اس اسدی قبیلے والے نے امامؑ سے پوچھا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے فرزند! خدا کی اس بات کے بارے میں مجھے بتایئے کہ اس دن ہر انسان کو ان کے رہبروں اور اماموں کے ساتھ بلائیں گے۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں اے بنی اسد قبیلے کے بھائی! وہ دو قسم کے رہبر و امام ہوں گے:

۱۔ ہدایت کا رہبر امام جو ہدایت کی طرف دعوت دے گا

۲۔ گمراہی والا امام و رہبر جو غلط راستے کی طرف دعوت دے گا۔

جو بھی آدمی ہدایت والے امام و رہبر کی دعوت کو قبول کرے گا وہ جنت کی طرف جائے گا اور جو گمراہی والے رہبر کی دعوت کا جواب دے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

104.الأمالی عن عبد الله بن منصور عن جعفر بن محمّد عل حَدَّثَنی أَبي عَن أَبيهِ قالَ:...

سارَ الحُسَينُ علیہ السلام وأصحابُهُ، فَلَمّا نَزَلُوا الثَّعلَبِيَّةَ [2] وَرَدَ عَلَيهِ رَجُلٌ يُقالُ لَهُ: بِشرُ بنُ غالِبٍ. فَقالَ:

---

[1] الفتوح: ج5ص69، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1ص220 وفيه «فهذا ومن أجابه إلى الهدى في الجنّة وهذا ومن أجابه إلى الضلالة في النار» بدل «فهدى من أجابه....إلخ»، تسلية المجالس: ج2ص233.

[2] الثعلبيّة: من منازل طريق مكّة من الكوفة (معجم البلدان: ج2ص78).

يَابنَ رَسولِ اللهِ، أخبِرني عَن قَولِ اللهِ عز و جل: «يَوْمَ نَدْعُواْ كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَـٰمِهِمْ». قالَ: إمامٌ دَعا إلى هُدىً فَأَجابوهُ إلَيهِ، وإمامٌ دَعا إلى ضَلالَةٍ فَأَجابوهُ إلَيها، هؤُلاءِ فِي الجَنَّةِ، وهؤُلاءِ فِي النّارِ، وهُوَ قَولُهُ عز و جل: «فَرِيقٌ فِى ٱلْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِى ٱلسَّعِيرِ»[1]،[2]

۱۰۴) امالی شیخ صدوق میں عبداللہ بن منصور نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: میرے بابا (امام باقرؑ) نے اپنے بابا (امام سجادؑ) سے میرے لئے نقل کیا کہ۔۔۔۔ جب حسین علیہ السلام (کربلا) جارہے تھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور مقام ثعلبیہ تک پہنچے تو امامؑ کے پاس ایک شخص بنام بشر بن غالب آ کر کہنے لگا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند مجھے خدا کے اس ارشاد سے باخبر کیجئے۔ اس دن ہر انسان کو ان کے امام و رہبر کے ساتھ بلائیں گے،

امام نے فرمایا: ایک رہبر و امام نے ہدایت کی طرف بلایا اور لوگوں نے اس کی دعوت قبول کی۔ اور دوسرے رہبر و امام نے گمراہی والے راستے کی طرف دعوت دی، لوگوں نے اس کا جواب دیا، تو پہلے والے جنت میں، دوسرے والے جہنم میں جائیں گے اور یہ ہی معنی ہے خدا کے اس ارشاد کی ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں جائے گا۔

105.الخرائج والجرائح عن أبي حمزة عن عليّ بن الحسين عن لَمّا أرادَ عَلِيٌّ أن يَسيرَ إلَى النَّهرَوانِ، استَنفَرَ أهلَ الكوفَةِ وأمَرَهُم أن يُعَسكِروا بِ المَدائِنِ[3]، فَتَأَخَّرَ عَنهُ شَبَثُ بنُ رِبعِيٍّ، وعَمرُو بنُ حُرَيثٍ، وَالأَشعَثُ بنُ قَيسٍ، وجَريرُ بنُ عَبدِ اللهِ البَجَلِيُّ، وقالوا: أتَأذَنُ لَنا أيّاما نَتَخَلَّفُ عَنكَ في بَعضِ حَوائِجِنا ونَلحَقُ بِكَ؟ فَقالَ لَهُم: قَد فَعَلتُموها، سَوءَةً لَكُم مِن مَشايِخَ، فَوَاللهِ ما لَكُم مِن حاجَةٍ تَتَخَلَّفونَ عَلَيها، وإنّي لَأَعلَمُ ما في قُلوبِكُم وسَأُبَيِّنُ لَكُم: تُريدونَ أن تُثَبِّطوا عَنِّي النّاسَ، وكَأَنّي بِكُم بِالخَوَرنَقِ[4] وقَد بَسَطتُم سُفرَتَكُم[5] لِلطَّعامِ، إذ يَمُرُّ بِكُم ضَبٌّ[6] فَتَأمُرونَ

---

[1] الشورى: 7.

[2] الأمالي للصدوق: ص217 ح239، بحار الأنوار: ج44 ص313 ح1.

[3] المَدائِنُ: بناها أنوشروان من ملوك فارس وأقام بها هو ومن كان بعده من ملوك بني ساسان،... وفي وقتنا هذا بليدة شبيهة بالقرية بينها وبين بغداد ستّة فراسخ (معجم البلدان: ج5 ص75).

[4] الخَوَرنَقُ: قصر كان بظهر الحيرة، وقد أمر ببنائه النعمان بن امرء القيس، وبناه رجل يقال له: سنمّار (معجم البلدان: ج2 ص401).

[5] في المصدر: «سفر كم»، والتصويب من بحار الأنوار.

[6] الضَّبّ: حيوان من جنس الزواحف، غليظ الجسم خشنه، وله ذنب عريض حرش أعقد، يكثر في صحارى الأقطار العربيّة (المعجم الوسيط: ج1 ص532 «ضبب»).

صِبيانَكُم فَيَصيدونَهُ، فَتَخلَعُونّي وتُبايِعونَهُ. ثُمَّ مَضى إلَى المَدائِنِ وخَرَجَ القَومُ إلَى الخَوَرنَقِ وهَيَّؤوا طَعاما، فَبَينا هُم كَذلِكَ عَلى سُفرَتِهِم وقَد بَسَطوها إذ مَرَّ بِهِم ضَبٌّ، فَأَمَروا صِبيانَهُم فَأَخَذوهُ وأَوثَقوهُ ومَسَحوا أيدِيَهُم عَلى يَدِهِ كَما أخبَرَ عَلِيٌّ علیہ السلام، وأَقبَلوا عَلَى المَدائِنِ. فَقالَ لَهُم أميرُ المُؤمِنينَ علیہ السلام: بِئسَ لِلظّالِمينَ بَدَلاً، لَيَبعَثُكُمُ اللهُ يَومَ القِيامَةِ مَعَ إمامِكُمُ الضَّبِّ الَّذي بايَعتُم، لَكَأَنّي أنظُرُ إلَيكُم يَومَ القِيامَةِ وهُوَ يَسوقُكُم إلَى النّارِ. ثُمَّ قالَ: لَئِن كانَ مَعَ رَسولِ اللهِ مُنافِقونَ فَإِنَّ مَعي مُنافِقينَ، أما وَاللهِ يا شَبَثُ ويَابنَ حُرَيثٍ لَتُقاتِلانِ ابنِيَ الحُسَينَ، هكَذا أخبَرَني رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[1]

۱۰۵) خرائج و جرائح میں ابوحمزہ نے امام زین العابدینؑ سے نقل کیا ہے کہ جب علی علیہ السلام نہروان جانا چاہتے تھے تو کوفے والوں سے تیار ہونے کو کہا اور ان کو حکم دیا کہ مدائن میں خیمے لگائیں لیکن شیث بن زبعی، عمرو بن فریث، اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ بجلی نے سستی کی اور کہنے لگے: کیا آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ آپ سے کچھ دن دیر بعد ہم حرکت کریں۔ تاکہ ہم اپنے کچھ کام انجام دیں۔ اور پھر آ کر آپ سے ملحق ہوں گے؟

امامؑ نے ان سے کہا: یہ جو کچھ تم نے کیا ہے اے بزرگو! حیف ہو تمہاری حالت پر، خدا کی قسم، تمہیں کوئی کام نہیں ہے جس کی وجہ سے دیر کرو اور مجھے پتہ ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا گزر رہا ہے اور تمہیں بتا رہا ہوں۔ تم لوگ، لوگوں کو میرے ساتھ چلنے سے روکنا چاہتے ہو اور میں دیکھ رہا ہوں مقام خورنق میں تم اپنی غذا کا دسترخوان بچھا رہے ہو اور تمہارے نزدیک سے حشرات گزر رہے ہیں اور تم اپنے بچوں کو ان کے شکار کا حکم دے رہے ہو اور مجھے خلافت سے جدا کر کے اس کی بیعت کرنا چاہتے ہو۔

پھر امامؑ مدائن چلے گئے اور وہ خورنق (ایک خاص مقام) گئے اور جب غذا تیار کر کے اپنے دسترخوان پر بیٹھنے لگے تو ان کے نزدیک سے ایک حشرات گزرا۔ انہوں نے اپنے بچوں کو انکے شکار کا حکم دیا اور انہیں حکم دیا کہ ان کو بند کرنے کا پھر اس پر انہوں نے ہاتھ (بیعت کی نشانی) پھیرا، جس طرح علی علیہ السلام نے بتایا تھا۔ پھر وہ مدائن گئے اور علی علیہ السلام نے انہیں فرمایا: ظالموں کے لئے سخت انجام ہے بغیر شک کے خدا قیامت کے دن تمہیں اپنے رہبر کے ساتھ، حشرات کے ساتھ محشور کرے گا جس کے ساتھ تم نے بیعت کی ہے اور اس لئے کہ میں قیامت کے دن کو دیکھ رہا ہوں، جہاں ہر حشرات تم لوگوں کو جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

---

[1] الخرائج والجرائح: ج1 ص225، بحار الأنوار: ج33 ص384 ح614.

پھر علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منافق تھے تو میرے ساتھ بھی منافق ہیں۔
ہاں! خدا کی قسم! اے شبث اور حُریث کے بیٹے، تم لوگ میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کروگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ ہی خبر دی ہے۔

1/2

صِفَةُ إمامِ الهُدى

ہدایت والے رہبر کی صفت

106.تاريخ الطبري عن محمّد بن بِشر الهمداني: كَتَبَ [أيِ الحُسَينُ عليه السلام إلى أهلِ الكوفَةِ] مَعَ هانِئِ بنِ هانِئٍ السَّبيعِيِّ وسَعيدِ بنِ عَبدِاللهِ الحَنَفِيِّ. وكانا آخِرَ الرُّسُلِ.: بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ مِن حُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إلَى المَلَأِ مِنَ المُؤمِنينَ وَالمُسلِمينَ، أمّا بَعدُ، فَإِنَّ هانِئًا وسَعيدًا قَدِما عَلَيَّ بِكُتُبِكُم، وكانا آخِرَ مَن قَدِمَ عَلَيَّ مِن رُسُلِكُم، وقَد فَهِمتُ كُلَّ الَّذِي اقتَصَصتُم وذَكَرتُم، ومَقالَةُ جُلِّكُم: إنَّهُ لَيسَ عَلَينا إمامٌ، فَأَقبِل لَعَلَّ اللهَ أن يَجمَعَنا بِكَ عَلَى الهُدى وَالحَقِّ. وقَد بَعَثتُ إلَيكُم أخي وَابنَ عَمّي وثِقَتي مِن أهلِ بَيتي، وأمَرتُهُ أن يَكتُبَ إلَيَّ بِحالِكُم وأمرِكُم ورَأيِكُم، فَإِن كَتَبَ إلَيَّ أنَّهُ قَد أجمَعَ رَأيُ مَلَئِكُم وذَوِي الفَضلِ وَالحِجا[1] مِنكُم عَلى مِثلِ ما قَدِمَت عَلَيَّ بِهِ رُسُلُكُم وقَرَأتُ في كُتُبِكُم، أقدَمُ عَلَيكُم وَشيكًا إن شاءَ اللهُ؛ فَلَعَمري مَا الإِمامُ إلَّا العامِلُ بِالكِتابِ، وَالآخِذُ بِالقِسطِ، وَالدّائِنُ بِالحَقِّ، وَالحابِسُ نَفسَهُ عَلى ذاتِ اللهِ. وَالسَّلامُ[2]

۱۰۶) تاریخ طبری میں محمد بن بشر ھمدانی سے نقل ہے (امام حسین علیہ السلام) نے ایک خط (کوفے والوں) کی طرف لکھا اور وہ خط ھانی بن ھانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی جو کہ کوفے والوں کی طرف آخری بھیجے والے افراد تھے۔ کو دیکر بھیجا: مہربان اور غفور خدا کے نام سے، حسین بن علی علیہما السلام کی طرف سے مومنوں اور مسلمانوں کے ایک گروہ

---

[1] ذوي الحِجا: أي ذوي العقول (النهاية: ج1 ص348 «حجا»).

[2] .تاريخ الطبري: ج5 ص353، الكامل في التاريخ: ج2 ص534، الفتوح: ج5 ص30، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص195؛ الإرشاد: ج2 ص39، المناقب لابن شهر آشوب: ج4 ص9 كلّها نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص334 وراجع: الأخبار الطوال: ص230 ومثير الأحزان: ص26 وإعلام الورى: ج1 ص236.

کیلئے، اس کے بعد ھانی اور سعید تمہارے خدا میرے پاس لے کر آئے تھے اور تمہاری طرف سے آخری بھیجے گئے افراد تھے۔

جو کچھ تم لوگوں نے کہا اور تم سب کی بات یہ تھی کہ ہمارے پاس رہبر نہیں ہے ہماری طرف آجاؤ اور ہمیں ہدایت اور حق پر جمع کرو۔ میں نے اپنے بھائی، چچا کے بیٹے کو جو قابل اعتماد شخص ہے میرے خاندان سے، تمہاری طرف بھیجا ہے اور اسے میں نے کہا ہے کہ حالات اور تمہارے نظریات میرے پاس لکھ کر بھیجے۔ اگر اس نے مجھے لکھا کہ تمہارے بزرگوں کی نظر ویسے ہی ہے جیسے تمہارے بھیجے گئے افراد نے میرے لئے لائی تھی تو میں تمہارے پاس جلدی میں آجاؤں گا، انشاء اللہ، مجھے اپنی جان کی قسم، رہبر فقط وہی ہوسکتا ہے جو قرآن پر عمل کرتا ہو اور عدالت کے (راستے) پر چلتا ہو اور حق کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے خود کو خدا کی راہ کے لئے وقف کیا ہو۔ والسلام

1/3

دَورُ الإمامَةِ في المُجتَمَع

معاشرے میں رہبریت کا کردار

107. الأمالی بإسنادہ عن الحسین بن علیّ عن علیّ بن أبی عن رسول الله ﷺ عن جبرئیل علیہ السلام عن الله تعالی: وعِزَّتی وجَلالی لَاُعَذِّبَنَّ كُلَّ رَعِيَّةٍ فِي الإسلامِ دانَت بِوِلايَةِ إمامٍ جائِرٍ لَيسَ مِنَ اللهِ عز و جل، وإن كانَتِ الرَّعِيَّةُ فی أعمالِها بَرَّةً تَقِيَّةً، ولَأَعفُوَنَّ عَن كُلِّ رَعِيَّةٍ دانَت لِوِلايَةِ إمامٍ عادِلٍ مِنَ اللهِ تَعالی وإن كانَتِ الرَّعِيَّةُ فی أعمالِها طالِحَةً مُسيئَةً. قالَ عَبدُ اللهِ بنُ أبي يَعفورٍ: سَأَلتُ أبا عَبدِ اللهِ الصّادِقَ علیہ السلام مَا العِلَّةُ أن لا دينَ لِهؤُلاءِ، ولا عَتبَ عَلی هؤُلاءِ؟ قالَ: لِأَنَّ سَيِّئاتِ الإمامِ الجائِرِ تَغمُرُ حَسَناتِ أولِيائِهِ، وحَسَناتِ الإمامِ العادِلِ تَغمُرُ سَيِّئاتِ أولِيائِهِ[1]

۱۰۷) امالی شیخ طوسی میں امام حسین علیہ السلام نے اپنے بابا علی علیہ السلام سے اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور انہوں نے جبرائیلؑ سے اور انہوں نے خدا سے، مجھے اپنی عزت اور جلالت کی قسم، ہر اس مسلمان قوم کو ضرور عذاب کروں گا جس نے خود کو ظالم حاکم۔ یعنی ایسا حاکم جو خدا کی طرف سے معین نہ ہوا ہو۔ کے حوالے کیا ہو۔ اگر چہ وہ اپنے

---

[1] الأمالی للطوسی: ص 634 ح 1308 عن حبیب السجستانی عن الإمام الباقر عن الإمام زین العابدین علیہما السلام، بحار الأنوار: ج27 ص 201 ح 69 و 70.

اعمال میں نیک اور پرہیزگار ہوں، اور جو مسلمان رعیت ہو اور اس عادل حاکم کے سامنے سرتسلیم خم کیا ہو جو خدا کی طرف سے معین ہو، اس کے گناہوں سے درگزر کروں گا، اگرچہ وہ رعیت یا قوم گناہگار ہو۔

عبداللہ بن یعفور کہتا ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا سبب ہے کہ ان کے پاس دین نہیں ہے اور نہ ہی ان پر کوئی ملامت ہے؟

امامؑ نے فرمایا: کیونکہ ظالم حاکم کے بڑے کام ان کی نیکیوں کو ڈھانپ لیتے ہیں اور نیک امام عادل کی نیکیاں ان کے سامنے تسلیم ہونے والوں کے گناہوں کو ڈھانپ لیتی ہیں۔

الفصل الثّانی: الاُمّة

دوسری فصل: امت

2/1

سَبَبُ صَلاحِ الاُمَّةِ وسَبَبُ هَلاكِها

امت کے ہلاک ہونے اور ہلاک نہ ہونے کے اسباب

108.الخصال عن فاطمة بنت الحسين عن أبيها علیہ السلام: قالَ رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إنَّ صَلاحَ أوَّلِ هذِهِ الاُمَّةِ بِالزُّهدِ وَاليَقينِ، وهَلاكَ آخِرِها بِالشُّحِّ[1] وَالأَمَلِ[2]

۱۰۸) کتاب خصال میں امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہؑ اپنے بابا سے نقل کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت کی کامیابی اورعزت کا سب سے پہلا سبب، زہد اور یقین ہے اور امت کے ہلاک ہونے کا آخری سبب بخل اور آرزو ہے۔

109.الأمالی بإسناده عن الحسين بن عليّ عن أبيه عليّ بن قالَ رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لا تَزالُ اُمَّتي بِخَيرٍ ما تَحابّوا، وأقامُوا الصَّلاةَ، وآتَوُا الزَّكاةَ، وقَرَوُا[3] الضَّيفَ؛ فَإِن لَم يَفعَلُوا ابتُلوا بِالسِّنينَ[4] وَالجَدبِ[5]

۱۰۹) کتاب امالی میں امام حسین علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''میری امت''

---

[1] الشُّحّ: أشَدُّ البُخل (النهاية: ج2 ص448 «شحح»).

[2] الخصال: ص 79 ح 128، الأمالی للصدوق: ص 297 ح 333، بحار الأنوار: ج 70 ص 173 ح 24 وراجع: روضة الواعظين: ص 474.

[3] قريتُ الضيف قرىً: أحسنت إليه (الصحاح: ج6 ص 2491 «قرا»).

[4] أخذَتهم السَّنةُ: إذا أجدبوا واُقحِطوا (النهاية: ج2 ص 413 «سنه»).

[5] الأمالی للطوسی: ص 647 ح 1340 عن محمّد بن صدقة عن الإمام الكاظم عن آبائه عليهم السلام، عيون أخبار الرضا علیہ السلام: ج 2 ص 29 ح 25، صحيفة الإمام الرضا علیہ السلام: ص 85 ح 12 كلاهما عن أحمد بن عامر الطائی عن الإمام الرضا عن آبائه عنه عليهم السلام نحوه، بحار الأنوار: ج 69 ص 405 ح 110.

جب تک ایک دوسرے سے محبت کرتی رہے گی، نماز پڑھتی رہے گی اور زکوٰۃ دیتی رہے گی اور مہمان کا خیال کرتے رہے گی تو ہمیشہ خیر اور نیکی میں رہے گی۔ اگر ایسے نہیں کرے گی تو خشک سالی اور قحط میں مبتلا ہوجائے گی۔

2/2

سَبَبُ ذِلَّةِ الاُمَّةِ

امت کی ذلت کا سبب

110.الإرشاد عن الإمام الحسين عليه السلام: وَاللهِ لا يَدَعوني حَتّى يَستَخرِجوا هذِهِ العَلَقَةَ [۱] مِن جَوفي، فَإِذا فَعَلوا سَلَّطَ اللهُ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم حَتّى يَكونوا أذَلَّ فِرَقِ الاُمَمِ [۲]

۱۱۰) کتاب ارشاد میں ہے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم، مجھے نہیں چھوڑیں گے جب یہ (میرے دل کا) خون اندر سے نکال کر باہر نہ جاری کریں، جب ایسے کریں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے جو ان کو ذلیل بنائے اور ساری امت سے زیادہ ذلیل وخوار ہوجائیں۔

111.الطبقات الكبرى عن يزيد الرشك: حَدَّثَني مَن شافَهَ الحُسَينَ عليه السلام قالَ:... قُلتُ: بِأَبي واُمّي يَابنَ رَسولِ اللهِ، ما أنزَلَكَ هذِهِ البِلادَ وَالفَلاةَ الَّتي لَيسَ بِها أحَدٌ؟ قالَ: هذِهِ كُتُبُ أهلِ الكوفَةِ إلَيَّ، ولا أراهُم إلّا قاتِلِيَّ، فَإِذا فَعَلوا ذلِكَ لَم يَدَعوا لِلّهِ حُرمَةً إلّا انتَهَكوها، فَيُسَلِّطُ اللهُ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم، حَتّى يَكونوا أذَلَّ مِن فَرَمِ [۳] الأَمَةِ [۴]

۱۱۱) طبقات کبریٰ میں، یزید رشک سے منقول ہے کہ اس شخص نے خود مجھے بتایا کہ جس نے امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کی تھی: میں نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان: اے رسول خداؐ کے فرزند، کونسی چیز

---

[۱] العَلَقُ: الدم الغليظ، والقطعة منه علقة (الصحاح: ج4 ص1529 «علق»).

[۲] الإرشاد: ج2 ص76، إعلام الورى: ج1 ص448، بحار الأنوار: ج44 ص375.

[۳] .فرم الأمة: قيل هو خرقة الحيض (النهاية: ج3 ص441 «فرم»).

[۴] الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): ج1 ص458 ح441، سير أعلام النبلاء: ج3 ص305، تاريخ دمشق: ج14 ص216، تاريخ الإسلام للذهبي: ج5 ص11، بغية الطلب في تاريخ حلب: ج6 ص2616؛ تسلية المجالس: ج2 ص236 كلاهما نحوه، بحار الأنوار: ج 44 ص 368 وراجع: مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 226 والفتوح: ج 5 ص 71 ومثير الأحزان: ص46.

آپ کو اس سرزمین اور ایسے بیابان میں جس میں کوئی نہیں رہتا (یعنی کربلا) لے کر آئی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ کوفیوں کے خط ہیں میرے پاس اور میں ان کو اپنا قاتل سمجھتا ہوں کیونکہ قتل چاہتے ہیں، خدا کی کسی بھی حد کا خیال نہیں کریں گے، سوائے اس کے کہ اس حد کی بے احترامی کریں۔ بس خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا کہ ایسے ان کو ذلیل کرے گا حیض کے پرانے اور گندے کپڑے سے بھی زیادہ۔

112.تاریخ الطبری عن حمید بن مسلم: سَمِعتُهُ [الحُسَینَ علیه السلام] يَقولُ قَبلَ أن يُقتَلَ...: أما وَاللهِ أن لَو قَد قَتَلتُموني لَقَد ألقَى اللهُ بَأسَكُم بَينَكُم، وسَفَكَ دِماءَكُم، ثُمَّ لا يَرضى لَكُم حَتّى يُضاعِفَ لَكُمُ العَذابَ الأَليمَ [1]

۱۱۲) تاریخ طبری میں حمید بن مسلم سے نقل ہے: امام حسین علیہ السلام کو شہید ہونے سے پہلے میں نے کہتے ہوئے سنا: ہاں، خدا کی قسم، اگر مجھے قتل کرو گے تو خدا تمہارے درمیان خوف ڈالے گا اور خونریزی کرائے گا اور اسی پر اکتفا نہیں کرے بلکہ تمہیں دردناک عذاب کرے گا۔

113.مقتل الحسین . في وَقائِعِ عاشوراءَ :. ثُمَّ حَمَلَ [الحُسَینُ علیه السلام] عَلَيهِم كَاللَّيثِ المُغضَبِ... وَالسِّهامُ تَأخُذُهُ مِن كُلِّ ناحِيَةٍ وهُوَ يَتَلَقّاها بِنَحرِهِ وصَدرِهِ ويَقولُ: يا أُمَّةَ السَّوءِ، بِئسَما خَلَفتُم مُحَمَّدًا في عِترَتِهِ، أما إنَّكُم لَن تَقتُلوا بَعدي عَبدًا مِن عِبادِ اللهِ الصّالِحينَ فَتَهابوا قَتلَهُ، بَل يَهونُ عَلَيكُم عِندَ قَتلِكُم إيّايَ، وَايمُ اللهِ إنّي لَأَرجو أن يُكرِمَني رَبّي بِهَوانِكُم، ثُمَّ يَنتَقِمُ مِنكُم مِن حَيثُ لا تَشعُرونَ. فَصاحَ بِهِ الحُصَينُ بنُ مالِكٍ السَّكونِيُّ: يَابنَ فاطِمَةَ، بِماذا يَنتَقِمُ لَكَ مِنّا؟ فَقالَ: يُلقي بَأسَكُم بَينَكُم، ويَسفِكُ دِماءَكُم، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَيكُمُ العَذابَ الأَليمَ [2]

۱۱۳) مقتل حسین علیہ السلام، خوارزمی، دس محرم کے واقعات میں لکھتا ہے: جب امام حسین بھوکے شیر کی طرح ان (لشکر یزید) پر حملہ کیا اور تیر ہر طرف سے امامؑ کو لگ رہے تھے اور سینے و گلے تک پہنچ چکے تھے۔ تو امام علیہ السلام فرما رہے تھے اے خراب امت! تم نے نبیؐ کے بعد اس کے خاندان سے بُرا کیا۔ ہاں مجھے قتل کرنے کے بعد تم کسی بھی نیک بندے کو قتل کرنے سے خوف نہیں کھاؤ گے۔ بلکہ جب تم نے مجھے قتل کر دیا تو دوسرا آدمی جو بھی ہو تمہارے لئے قتل کرنا آسان ہوگا۔

---

[1] تاریخ الطبری: ج5ص452، الکامل فی التاریخ: ج2ص572.
[2] .مقتل الحسین للخوارزمی: ج2ص34، الفتوح: ج5ص118؛ تسلیة المجالس: ج2ص319، بحار الأنوار: ج45ص52.

خدا کی قسم، مجھے اُمید ہے کہ میرا خدا مجھے تمہیں ذلیل کر کے عزیز بنائے گا اور ایسی جگہ سے تم لوگوں سے انتقام لے گا کہ تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔

(اس جگہ پر) حصین بن مالک سکونی سے بلند آواز سے کہا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بیٹے! خدا ہم سے کس چیز کے ذریعے انتقام لے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے درمیان اختلاف، جھگڑا، ڈالے گا اور تمہارے درمیان جنگ وقتل آجائے گا اور تمہارے لئے دردناک عذاب بھیجے گا۔

114. الملهوف: لَمّا أصبَحَ [الحُسَينُ عليه السلام] فَإِذا هُوَ بِرَجُلٍ مِن أهلِ الكوفَةِ يُكَنّى أبا هِرَّةَ الأَزدِيَّ، فَلَمّا أتاهُ سَلَّمَ عَلَيهِ، ثُمَّ قالَ: يَابنَ رَسولِ اللهِ، مَا الَّذي أخرَجَكَ مِن حَرَمِ اللهِ وحَرَمِ جَدِّكَ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله؟ فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: وَيحَكَ يا أبا هِرَّةَ! إنَّ بَني أُمَيَّةَ أخَذوا مالي فَصَبَرتُ، وشَتَموا عِرضي فَصَبَرتُ، وطَلَبوا دَمي فَهَرَبتُ، وَايمُ اللهِ لَتَقتُلُنِي الفِئَةُ الباغِيَةُ، ولَيُلبِسَنَّهُمُ اللهُ ذُلّاً شامِلاً، وسَيفاً قاطِعاً، ولَيُسَلِّطَنَّ اللهُ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم حَتّى يَكونوا أذَلَّ مِن قَومِ سَبَأٍ [1]، [2]

۱۱۴) ملہوف میں ہے: (امام حسین علیہ السلام) جب صبح کر چکے تو ایک شخص بنام ابوھرہ آزدی کو دیکھا جس نے آ کر سلام کیا اور کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! کس چیز کی وجہ سے آپ خدا کے حرم سے اور اپنے نانا کے حرم سے باہر آ گئے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تم پر اے ابوھرہ! بنو امیہ نے میرے مال کو لیا تو صبر کیا، میرے شان میں گستاخی کی تو بھی میں نے صبر کیا۔ میرا خون بہانا چاہتے تھے تو میں باہر آ گیا۔

خدا کی قسم، یہ ظالم گروہ مجھے قتل کرے گا اور خدا ان کو ذلت کا لباس پہنائے گا اور تیز تلوار کو ان پر حاکم مقرر کرے گا۔ خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو ان کو قوم سبا سے بھی زیادہ ذلیل وخوار کرے گا۔

115. الملهوف: قالَ [الحُسَينُ عليه السلام] لِأَصحابِهِ: قوموا رَحِمَكُمُ اللهُ إلَى المَوتِ [3] الَّذي لابُدَّ

---

[1] الظاهر أنه إشارة إلى الآيات 15 إلى 19 من سورة سبأ.

[2] الملهوف: ص 132، مثير الأحزان: ص 46 وفيه «أبو هرة الأسدي»، بحار الأنوار: ج 44 ص 368؛ الفتوح: ج 5 ص 71، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 226.

[3] في المصدر تكرّرت عبارة: «إلى الموت»، وقد حذفناها تبعاً لنسخة بحار الأنوار.

مِنهُ، فَإِنَّ هٰذِهِ السِّهامَ رُسُلُ القَومِ إِلَيكُم. فَاقتَتَلوا ساعَةً مِنَ النَّهارِ حَملَةً وحَملَةً، حَتّى قُتِلَ مِن أصحابِ الحُسَينِ عليه السلام جَماعَةٌ. قالَ: فَعِندَها ضَرَبَ الحُسَينُ عليه السلام يَدَهُ عَلى لِحيَتِهِ وجَعَلَ يَقولُ: اِشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى اليَهودِ إذ جَعَلوا لَهُ وَلَدًا، وَاشتَدَّ غَضَبُهُ عَلَى النَّصارى إذ جَعَلوهُ ثالِثَ ثَلاثَةٍ، وَاشتَدَّ غَضَبُهُ عَلَى المَجوسِ إذ عَبَدُوا الشَّمسَ وَالقَمَرَ دونَهُ، وَاشتَدَّ غَضَبُهُ عَلى قَومٍ اتَّفَقَت كَلِمَتُهُم عَلى قَتلِ ابنِ بِنتِ نَبِيِّهِم[1]

۱۱۵) کتاب ملھوف میں ہے: امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: موت کی طرف جاؤ کیونکہ اس سے فرار نہیں ہے اور یہ تیرا اور لوگوں کے پیغام آپ کے لئے ہیں امام علیہ السلام کے ساتھیوں نے ایک ایک ہو کر جنگ کی، یہاں تک کہ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے۔ اس وقت امام علیہ السلام اپنے محاسن (داڑھی) پر ہاتھ پھیر کر اس طرح کہنے لگے: یہودیوں پر خدا کا غضب اس وقت زیادہ ہوا جب خدا کے لئے فرزند کے قائل ہوئے اور عیسائیوں پر اور زیادہ غضب کیا جب انہوں نے خدا کو تین خدا میں سے ایک سمجھا اور خدا کا غضب ان لوگوں پر زیادہ ہوا جنہوں نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا۔

2/3

مِن بَلايا هٰذِهِ الاُمَّةِ

اس امت کی مشکلات میں سے

116. نزهة الناظر: مَرَّ المُنذِرُ بنُ الجارودِ بِالحُسَينِ عليه السلام فَقالَ: كَيفَ أصبَحتَ، جَعَلَنِيَ اللهُ فِداكَ يَابنَ رَسولِ اللهِ؟ فَقالَ عليه السلام: أصبَحنا وأصبَحَتِ العَرَبُ تَعتَدُّ عَلَى العَجَمِ بِأَنَّ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وآله مِنها، وأصبَحَتِ العَجَمُ مُقِرَّةً لَها بِذٰلِكَ، وأصبَحنا وأصبَحَت قُرَيشٌ يَعرِفونَ فَضلَنا ولا يَرَونَ ذٰلِكَ لَنا، ومِنَ البَلاءِ عَلى هٰذِهِ الاُمَّةِ أنّا إذا دَعَوناهُم لَم يُجيبونا، وإذا تَرَكناهُم لَم يَهتَدوا بِغَيرِنا[2]

---

[1] الملهوف: ص158، مثير الأحزان: ص58 عن عديّ بن حرملة وفيه ذيله من «ضرب الحسين عليه السلام»، تسلية المجالس: ج2 ص278 نحوه، بحار الأنوار: ج45 ص12؛ الفتوح: ج5 ص101، مقتل الحسين للخوارزمي: ج2 ص9 كلاهما نحوه.

[2] نزهة الناظر: ص85 ح20 وراجع: المناقب للكوفي: ج2 ص109 والطبقات الكبرى: ج5 ص219 وتاريخ دمشق: ج41 ص396.

۱۱۶) نزھۃ الناظر میں ہے: منذر بن جارود امام حسین علیہ السلام کے قریب سے گذرا اور امام علیہ السلام سے کہا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے، اے رسول خداؐ کے فرزند، آپ کیسے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہم اس حالت میں ہیں کہ عرب، عجم پر فخر کر رہے ہیں کہ محمدؐ ان میں سے ہیں اور عجم بھی اسی بات کے سامنے سر تسلیم ہیں اور قریش ہماری فضیلت کو سمجھ رہے ہیں اور وہ اس کو سمجھ نہیں رہے ہیں اور اس امت کی مشکلات میں ایک یہ بھی ہے کہ ہم اگر انہیں بلاتے ہیں تو ہماری بات کا جواب نہیں دیتے اور اگر انہیں چھوڑ دیں تو ہمارے علاوہ کسی اور کے ذریعے ہدایت نہیں پاتے۔

117.الفتوح عن الإمام الحسين عليه السلام. فيجوابِهِ لِمَروانَ لَمّا قالَ لَهُ: إنّي آمُر: إنّا للهِ وإنّا إلَيهِ راجِعونَ، وعَلَى الإِسلامِ السَّلامُ إذ قَد بُلِيَتِ الاُمَّةُ بِراعٍ مِثلِ يَزيدَ[1]

۱۱۷) الفتوح: امام حسین علیہ السلام سے ہے (جب مروان کے جواب میں فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے) ابھی جب امت یزید جیسے آدمی کی حکومت میں گرفتار ہوگئی ہے تو اسلام کو خدا حافظ کہنا چاہیے۔

118.الملهوف عن الإمام الحسين عليه السلام. في جَوابِهِ لِمَروانَ حينَ قالَ لَهُ: إنّي آمُر: إنّا للهِ وإنّا إلَيهِ راجِعونَ، وعَلَى الإِسلامِ السَّلامُ إذ قَد بُلِيَتِ الاُمَّةُ بِراعٍ مِثلِ يَزيدَ، ولَقَد سَمِعتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: «الخِلافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلى آلِ أبي سُفيانَ». وطالَ الحَديثُ بَينَهُ وبَينَ مَروانَ، حَتَّى انصَرَفَ مَروانُ وهُوَ غَضبانُ[2]

۱۱۸) ملھوف میں ہے: جب مروان نے امام حسین علیہ السلام کو یزید کی بیعت کا حکم دیا اور کہا کہ یہ بیعت آپ کے دین و دنیا کے لئے بہتر ہے،

امامؑ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون، جب امت یزید جیسے کی حکومت میں گرفتار ہوگئی ہے تو اسلام پر فاتحہ پڑھنی چاہیے میں نے اپنے نانا نبیؐ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: خلافت ابوسفیان کے خاندان پر حرام ہے (یہاں پر

[1] الفتوح: ج 5 ص 17، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 184؛ الملهوف: ص 99، تسلية المُجالس: ج 2 ص 153 وفيه «العفا» بدل «السلام»، بحار الأنوار: ج44 ص326 وراجع: مثير الأحزان: ص25.

[2] الملهوف: ص99، مثير الأحزان: ص24 نحوه، بحار الأنوار: ج44 ص326؛ الفتوح: ج5 ص17، مقتل الحسين للخوارزمي: ج1 ص184 كلاهما نحوه.

امامؑ اور مروان کے درمیان گفتگو زیادہ ہوئی، یہاں تک کہ مروان، غصے سے واپس چلا گیا۔

2/4

الاِستِغلالُ مِن جَماعَةِ الاُمَّةِ

امت کے متحد ہونے کے مفہوم سے غلط مطلب نکالنا

119. تاريخ الطبري عن عقبة بن سمعان: لَمّا خَرَجَ الحُسَينُ عليه السلام مِن مَكَّةَ، اعتَرَضَهُ رُسُلُ عَمرِو بنِ سَعيدِ بنِ العاصِ، عَلَيهِم يَحيَى بنُ سَعيدٍ، فَقالوا لَهُ: اِنصَرِف، أينَ تَذهَبُ؟ فَأَبى عَلَيهِم ومَضى، وتَدافَعَ الفَريقانِ فَاضطَرَبوا بِالسِّياطِ. ثُمَّ إنَّ الحُسَينَ عليه السلام وأصحابَهُ امتَنَعُوا امتِناعاً قَوِيّاً، ومَضَى الحُسَينُ عليه السلام عَلى وَجهِهِ، فَنادَوهُ: يا حُسَينُ، ألا تَتَّقِي اللهَ! تَخرُجُ مِنَ الجَماعَةِ وتُفَرِّقُ بَينَ هذِهِ الاُمَّةِ؟ فَتَأَوَّلَ [1] حُسَينٌ قَولَ اللهِ عز و جل: «لِي عَمَلِي وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّآ أَعْمَلُ وَ أَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ» [2] ، [3]

۱۱۹) تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے باہر آتے تو عمرو بن سعید بن عاص کے بھیجے ہوئے لوگ، یحییٰ بن سعید کی رہبری میں امام کا راستہ روک کر کہا: واپس لوٹ جاؤ، کہاں جا رہے ہو؟ امام حسین علیہ السلام نے انکار کیا اور چلے گئے اور دو گروہ تازیانہ سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے جب امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے شدت سے (ان کی پیروی کا) انکار کیا اور امام حسین علیہ السلام اپنا راستہ لے کر چلے تو وہ لوگ بلند آواز سے فریاد کر کے کہنے لگے: اے حسین علیہ السلام! کیا خدا سے نہیں ڈر رہے ہو؟ جماعت سے باہر جا کر امت میں تفرقہ ڈال رہے ہو؟

امام حسین علیہ السلام نے (جواب دیا) دلیل کے طور پر خدا کا ارشاد فرمایا: میں اپنے عمل کا ذمہ دار ہوں اور تم اپنے

---

[1] التَّأويلُ: نقل ظاهر اللفظ عن وضعه الأصلي إلى ما يحتاج إلى دليل لولاه ما تُرك ظاهر اللَّفظ (النهاية: ج 1 ص 80 «أول»).

[2] يونس: 41.

[3] تاريخ الطبري: ج 5 ص 385، أنساب الأشراف: ج 3 ص 375 وليس فيه ذيله من «وتفرّق»، مقتل الحسين للخوارزمي: ج 1 ص 220 نحوه؛ الإرشاد: ج 2 ص 68 وليس فيه ذيله من «ومضى»، مثير الأحزان: ص 39، بحار الأنوار: ج 44 ص 365.

عمل کے جو کچھ میں کر رہا ہوں تم اس سے بیزار ہو، اور میں اس سے بیزار ہوں جو تم کر رہے ہو۔

120.تاریخ الطبری عن الحسین بن عقبة المرادی: قالَ الزُّبَیدِیُّ: اِنَّهُ سَمِعَ عَمرَو بنَ الحَجّاجِ حینَ دَنا مِن أصحابِ الحُسَینِ علیه السلام یقولُ: یا أهلَ الکوفَةِ! الزَموا طاعَتَکُم وجَماعَتَکُم، ولا تَرتابوا فی قَتلِ مَن مَرَقَ مِنَ الدّینِ وخالَفَ الإمامَ! فَقالَ لَهُ الحُسَینُ علیه السلام: یا عَمرَو بنَ الحَجّاجِ! أعَلَیَّ تُحَرِّضُ النّاسَ؟ أنَحنُ مَرَقنا وأنتُم ثَبَتُّم عَلَیهِ؟ أما وَاللهِ لَتَعلَمُنَّ لَو قَد قُبِضَت أرواحُکُم ومِتُّم عَلی أعمالِکُم، أیُّنا مَرَقَ مِنَ الدّینِ، ومَن هُوَ أولی بِصُلِیِّ النّارِ![1]

۱۲۰) تاریخ طبری میں حسین بن عقبہ مرادی سے منقول ہے: زبیدی نے نقل کیا ہے کہ عمرو بن حجاج جب امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کے نزدیک ہوا تو انہیں کہا: اے کوفیو! (خلیفہ کی) اطاعت اور جماعت کا ساتھ دینے پر پابند رہو اور اس شخص کو قتل کرنے میں شک نہ کرو جو دین سے خارج ہو گیا ہو اور رہبر سے مخالفت کر چکا ہو۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے فرمایا: اے عمرو بن حجاج! کیا لوگوں کو میرے خلاف بھڑکا رہے ہو؟ کیا ہم دین سے خارج ہو گئے ہیں اور تم دین پر باقی ہو؟

ہاں خدا کی قسم! جب تمہاری روح قبض ہوئی اور تم اپنے انہیں اعمال کے ساتھ مرے تو تمہیں پتہ چلے گا کہ ہم میں سے دین سے خارج کون ہے اور کون جہنم میں جانے کا زیادہ حقدار ہے۔

2/5

اِفتِراقُ الاُمَّةِ بَعدَ النَّبِیّ

نبی کے بعد، امت میں تفرقہ

121.الذرّیة الطاهرة عن محمّد بن حسین بن علیّ بن حسین تَکونُ بَعدی ثَلاثُ فِرَقٍ:

[1] تاریخ الطبری: ج5ص435، الکامل فی التاریخ: ج2ص565، مقتل الحسین للخوارزمی: ج2ص15؛ بحار الأنوار: ج45ص19.

مُرجِئَةٌ [۱] وحَرَورِيَّةٌ [۲] وقَدَرِيَّةٌ [۳] فَإن مَرِضوا فَلا تَعودوهُم، وإن ماتوا فَلا تَشهَدوهُم، وإن دَعَوا فَلا تُجيبوهُم [۴]

۱۲۱) الذریۃ الطاہرہ میں محمد بن حسین بن علی بن حسین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے: میرے بعد تین فرقے ہوں گے۔

۱) مرجیۂ۔ ۲) حروریہ۔

۳) قدریہ۔

یہ تین اگر بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو اور تمہیں اگر دعوت کریں تو قبول نہ کرو۔

122. الخصال بإسناده عن الحسين بن عليّ بن أبي طالب عليه سَمِعتُ رَسولَ اللهِ ﷺ يَقولُ: إنَّ أُمَّةَ موسى عليه السلام افتَرَقَت بَعدَهُ عَلى إحدى وسَبعينَ فِرقَةً، فِرقَةٌ مِنها ناجِيَةٌ وسَبعونَ فِي النّارِ، وَافتَرَقَت أُمَّةُ عيسى عليه السلام بَعدَهُ عَلَى اثنَتَينِ وسَبعينَ فِرقَةً، فِرقَةٌ مِنها ناجِيَةٌ وإحدى وسَبعونَ فِي النّارِ، وإنَّ أُمَّتي سَتَفتَرِقُ بَعدي عَلى ثَلاثٍ وسَبعينَ فِرقَةً، فِرقَةٌ مِنها ناجِيَةٌ وَاثنَتانِ وسَبعونَ فِي النّارِ [۵]

۱۲۲) خصال میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ: میں نے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ کی امت، موسیٰ کے بعد ۷۱ فرقے میں ہوگئی جن میں سے ایک نجات والا ہے اور ستر فرقے جہنم میں ہیں اور عیسیٰ کی امت عیسیٰ کے بعد ۷۲ فرقے ہوئی جن میں ایک فرقہ نجات پر ۷۱ جہنم میں ہیں اور میری امت میرے بعد ۷۳ فرقے ہوجائے گی جن میں سے ایک نجات پر ۷۲ جہنم میں ہیں۔

---

[۱] المُرجئة: هم فرقة من فرق الإسلام يعتقدون أنّه لا يضرّ مع الإيمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة (مجمع البحرين: ج2 ص675 «رجأ»).

[۲] الحَروريّ: هو الذي يبرأ من عليّ بن أبي طالب عليه السلام ويشهد عليه بالكفر (مجمع البحرين: ج 1 ص385 «حرر»).

[۳] القَدَريّة: في الروايات قد تُفسّر بالقائلين بالجبر، وقد تُفسّر بالقائلين بالتفويض، ولمزيدٍ من الاطّلاع، راجع: موسوعة العقائد الإسلامية: ج6 (العدل).

[۴] الذرّية الطاهرة: فصل «مسند الحسين بن عليّ» ص 110 ح 148.

[۵] الخصال: ص 585 ح 11 عن سليمان بن مهران عن الإمام الصادق عن آبائه عليهم السلام، بحار الأنوار: ج28 ص3 ح 3 وراجع: الأمالي للطوسي: ص 523 ح 1159 وبشارة المصطفى: ص216.

2/6

فَسادُ الاُمَّةِ

امت کا فاسد ہونا

123. تاريخ الطبري عن جعفر بن حذيفة الطائي عن الحسين عليه السلام لَمّا بَلَغَهُ خَبَرُ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ: كُلُّ ما حُمَّ [1] نازِلٌ، وعِندَ اللهِ نَحتَسِبُ أنفُسَنا وفَسادَ اُمَّتِنا [2]

۱۲۳) تاریخ طبری میں جعفر بن حذیفہ طائی نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جو بھی چیز معین ہو چکی ہے وہ نازل ہوگی اور ہمارا حساب خدا کے حوالے ہے اور امت کے فاسد ہونے کی شکایت بھی اسی سے کریں گے۔

---

[1] حُمَّ: أي قُدِّر (النهاية: ج1 ص446 «حمم»).
[2] تاريخ الطبري: ج5 ص375، الكامل في التاريخ: ج2 ص543.